Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ

تَذْکِرَۃُ الصَّالِحِیْن

المعروف بہ

تَذْکِرَہ رَحْمَانِیَّہ

یعنی

سوانح عمری حضرت زبدۃ الاتقیاء، امام الفقہاء والمحدثین
مجودِ اعظم مولانا قاری محمد عبدالرحمٰن محدث انصاری پانی پتی
نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ

مرتبہ و مؤلفہ

نبیرۂ صاحب سوانح مولانا قاری محمد عبدالحلیم صاحب انصاری
خطیب مسجد جامع و ہیڈ معلم دینیات حالی مسلم ہائی سکول

شائع کردہ
مکتبہ نفیس
جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

Marfat.com

130534

نام کتاب : تذکرہ رحمانیہ

مصنف : قاری محمد عبد الحلیم انصاری

اشاعتِ قدیم : دار الاشاعت رحمانیہ پانی پت
۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء

اشاعتِ نو : مکتبہ نفیس لاہور
۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء

صفحات : ۲۹۶

قیمت :

Marfat.com

فہرست مضامین

مقدمہ
(فنِ سیر کا ابتدائی دور)
از صفحہ ۱ تا صفحہ ۱۰

مضمون	صفحہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کی تدوین و ترتیب	۲
سوانح عمری کے فوائد	؍
پہلا فائدہ	۳
دوسرا فائدہ	٠
تیسرا فائدہ	؍
چوتھا فائدہ	۴
پانچواں فائدہ	۵
چھٹا فائدہ	٠
صاحب سوانح کی عظمت	٠
ترتیب سوانح کا ابتدائی خیال	۷
تدوین سوانح کی تحریک صاحب سوانح کی وفات کے بعد شروع ہوئی	٠
تحریک از سرِ نو کیسے تازہ ہوئی؟	۹

باب اول
نام و نسب اور خاندان
از صفحہ ۱۱ تا صفحہ ۱۵

مضمون	صفحہ
نام و نسب اور خاندان	۱۱
صاحب سوانح کا خود نوشت نسب نامہ	۱۲
(۱) شجرۂ نسب پدری	٠
(۲) نسب نامۂ مادری	۱۴

باب دوم
آباؤ اجداد کا مختصر تذکرہ
از صفحہ ۱۶ تا صفحہ ۲۶

مضمون	صفحہ
(۱) حضرت ابو ایوب انصاریؓ	۱۶
(۲) شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاریؒ پیر ہرات	۱۸
(۳) خواجہ ملک علی انصاریؒ	٠
(۴) حضرت خواجہ عبدالحیؒ زندہ پیر	۲۱
(۵) خواجہ خدا بخشؒ	۲۲
(۶) حضرت مولانا قاری شاہ محمد پانی پتی	۲۳

Marfat.com

باب سوم

پیدائش، بچپن، حفظِ قرآن، اور ابتدائی تعلیم فارسی و عربی

از صفحہ ۲۷ تا صفحہ ۲۹

باب چہارم

والدِ محترم کی وفات، تائیدِ غیبی تحصیلِ علوم

از صفحہ ۳۰ تا صفحہ ۳۲

باب پنجم

اساتذہ کا مختصر تذکرہ، تحصیلِ علم میں انہماک تعلیم کا شوق اور ولولہ، سفر کی صعوبتیں

از صفحہ ۳۳ تا صفحہ ۴۶

مضمون	صفحہ
(۱) حضرت مولانا قاری شاہ امام الدینؒ	۳۴
(۲) حضرت مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادیؒ	۳۵
(۳) استاذ العلماء حضرت مولانا مملوک علیؒ	۳۶
صاحب سوانح کے شوقِ علم کا ایک دلچسپ واقعہ	۰
مولانا مملوک علی کے تلامذہ کیسے قابل ہوتے تھے۔	۳۷
مولانا مملوک علی کو اپنے تلامذہ پر فخر تھا۔	۳۹
(۴) حضرت مولانا سید محمد دہلویؒ	۴۰
(۵) حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ	۴۰
صاحب سوانح کا تحصیلِ علم میں غیر معمولی انہماک	۰
صاحب سوانح کبھی اپنا سبق ناغہ نہ ہونے دیتے تھے۔	۴۱
صاحب سوانح کا ایک اور اُستاذ	۰
دستارِ فضیلت کا بندھنا	۴۲
تکمیل علومِ باطنی	۰
مختلف کتب کی سند و اجازت	۰
سند و اجازتِ عامہ	۴۳
صاحب سوانح کا ایک حدیث کے لیے بنارس کا سفر	۰
شاہ صاحبؒ کی ہجرت اور حضرت کا شوق	
استفادۂ علوم	۴۴
سفرِ حج اور کسبِ فیضِ ظاہری و باطنی	۰
مولانا احمد علی محدث کا آپکے ساتھ درس میں شامل ہونا۔	۴۵
شاہ صاحبؒ کی سند صاحبِ سوانح کی کتابوں پر	۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
دوسرے حج سے فراغت پر پانی پت میں تشریف آوری	۴۵
باندہ میں قیام	"
باب ششم	
بزرگوں کا ادب، شیوخ کے دل میں قدر	
از صفحہ ۴۶ تا صفحہ ۵۳	
شیوخ کی بلا عذر تقلید کے متعلق شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی کا بیان	۴۶
خاندان شاہ ولی اللہؒ سے عقیدت	"
اختلاف مسلک کے باوجود استاد کا ادب	۴۷
شاہ صاحبؒ، صاحب سوانح کو کس نظر سے دیکھتے تھے۔	۴۸
حضرت شاہ صاحب کی اقتدار کا ایک خاص واقعہ	۵۲
باب ہفتم	
صاحب سوانح کا باندہ تشریف لیجانا	
درس و تدریس کی ابتدا، بے نظیر علمی قابلیت، فن تجوید و قرآت سبعہ	
کا احیاء	
از صفحہ ۵۴ تا صفحہ ۶۰	
باندہ میں کچھ دنوں حالت گمنامی میں رہے	۵۴
آپ کی علمی قابلیت کا اظہار کس طرح ہوا	۵۵
نواب صاحب باندہ کی قدر افزائی	"
شاہ صاحبؒ کا باقیماندہ درس القرآن آپ نے پورا کیا	۵۶
مستند علمائے کرام کی بیش بہا رائیں	"
۱۔ مولانا حالی کی شہادت	"
۲۔ مولوی ابن حسن کا بیان	۵۷
۳۔ نواب صدر یار جنگ بہادر کی گواہی	"
فن تجوید کی خدمت	۵۸
تلاوت قرآن مجید کے قدیم طرز میں اصلاح	"
قرآت سبعہ کے درس کی ابتدا	۵۹
سلسلۂ درس کے وقت صاحب سوانح کامل	"

Marfat.com

مضمون	صفحہ
آپ کے انہماکِ درس کا نتیجہ	۵۹
آپ کی تلاوت کا اسلوب	۶۰
فنِ تجوید میں مہارتِ تامہ	״

باب ہشتم

باندہ کا قیام، ۱۸۵۷ء کا غدر مظلوموں کی حمایت، اور استغنا عن الخلق کی حیرت انگیز مثال

از صفحہ ۶۱ تا صفحہ ۶۵

مضمون	صفحہ
دورانِ قیامِ باندہ میں آپ کے مشاغل	۶۱
غدر میں جہاد کے خلاف آپکی کوششیں	״
پچھتر انگریزوں کو اپنے ہاں پناہ دینا	۶۲
غدر فرو ہونے کے بعد کوہ نوردی	۶۳
دربارِ باندہ کی واپسی، اور اہلِ علم کا اجتماع	۶۴
استغنا عن الخلق کی حیرت انگیز مثال ایک لاکھ روپے سالانہ کی جائیداد کو ٹھکرا دیا	״

باب نہم

مخصوص تلامذہ کا مختصر تذکرہ

از صفحہ ۶۶ تا صفحہ ۷۹

مضمون	صفحہ
۱۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب مکیؒ	۶۶
۲۔ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ صاحب نانوتوی	۶۷
۳۔ حضرت مولانا راغب اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ	״
۴۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب سندھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ	۶۸
۵۔ حضرت مولانا فضل احمد صاحب افغانیؒ	۶۹
۶۔ حضرت مولانا قاری علی حسین صاحب رام پوری رحمۃ اللہ علیہ	״
۷۔ حضرت مولانا قاری عبد الهادی صاحب بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ	۷۰
۸۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب کرنالیؒ	״
۹۔ مولانا امانت علی صاحب باندویؒ	۷۱
۱۰۔ مولانا سید پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری سلمہ	״

Marfat.com

مضمون	صفحہ
١١- شمس العلماء مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی	٧١
١٢- مولانا گل حسن صاحب	٧٢
١٣- مولانا سید ابن حسن صاحب ہاپوڑی	٧٣
١٤- مولانا شتاق احمد صاحب انبھٹوی	"
١٥- مولانا خلیل اللہ صاحب پانی پتی	"
١٦- مولانا قاری عبدالسلام صاحب عباسی	٧٤
١٧- مولانا قاری عبدالسلام صاحب انصاری	"
١٨- مولانا قاری عبدالعلیم صاحب مہاجر مدنی	٧٥
١٩- قاری عبدالرحمن صاحب امی	٧٧
٢٠- قاری نورالہدیٰ صاحب	"
٢٢- قاری محمد حسن صاحب	"
دیگر مستفیدین:-	
(١) شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب	٧٨
(٢) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی	"
(٣) نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی، رئیس حبیب گنج (علی گڑھ)	

باب دہم
ترویج شریعت اور اتباع سنّت
از صفحہ ٨٠ تا صفحہ ٩٦

مضمون	صفحہ
انسداد رسوم قبیحہ	٨٠
ایک بیکار رسم دلیرانہ طور پر اپنے خاندان میں سے بند کی	"
معاملات دین میں صاف گوئی کا اظہار:-	٨١
(١) ایک معزز خاتون اور مسئلہ وراثت	"
(٢) جامع مسجد دہلی میں صلیب نما لال ٹینوں کا لگنا	٨٢
(٣) ایک بزرگ اور تعلیم جدید	٨٣
(٤) ایک لڑکے کی پوشش پر اعتراض	"
(٥) ایک معزز رئیس پر اظہار ناراضگی	"
(٦) ایک بلند پایہ شاعر کو نصیحت	٨٤
(٧) چوڑیدار پاجامہ پہننے پر تنبیہ	٨٥
عقیدہ و عمل کی اصلاح:-	"
١- مسئلہ وحدت الوجود کی اصلاح	٨٦
٢- مزارات پر طریقِ فاتحہ کی تعلیم	"

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مروجہ فاتحہ وختم کے متعلق آپکا مسلک	۸۷
شاہ عبدالعزیزؒ کے طریقہ فاتحہ وختم کے متعلق آپ کی تحریر	،
چھوٹوں کو بزرگوں کی تعلیم کی نصیحت	۸۹
میلاد مروجہ کی تحقیق	۹۰
حرمین کے میلاد کے متعلق آپکا خیال	۹۱
تعلیم قرآن کے شغل سے عشق	۹۲
سنت کے مطابق سلام ومعاشرت	۹۳
قیاس پر حکم شرع کی تشریح	،
عورتوں کو دینی تعلیم	۹۴
عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ	۹۵
نماز اول وقت اور باجماعت پڑھتے	۹۶
باب یازدہم **کمال باطنی** از صفحہ ۹۷ تا صفحہ ۱۱۷	
لباس مولویت میں بہت بڑے شیخ تھے	۹۷
باہمہ وبے ہمہ زندگی کا نمونہ	۹۸
شان محبوبیت ومرادیت	،

مضمون	صفحہ
سفر حج میں بادل کے ایک ٹکڑے کا سایہ	۱۰۰
پردۂ غیب سے ضرورت رفع ہوئی	۱۰۱
دنیوی کروفر سے نفرت اور رعب ودبدبہ	۱۰۲
استغناء عن الخلق کی عجیب مثال	۱۰۳
تعلیم ذکر وشغل اور اخفائے احوال	۱۰۴
ایک رات کا حیرت انگیز واقعہ	۱۰۷
کمال ذکر الٰہی	۱۰۸
محویت در محبوب	۱۰۹
کمال تاثیر	،
(۱) وعظ وتلاوت کے وقت رعب وجلال	،
(۲) اثر انگیزی	۱۱۰
(۳) دو طوائفوں کا آپکے ہاتھ پر تائب ہونا	،
(۴) حضرت کی توجہ باطنی کا اثر	۱۱۲
کمال علم باطنی	۱۱۳
اسرار تصوف ہر کس وناکس کے سامنے بیان نہ فرماتے۔	۱۱۴
حضرت کے کمال باطنی کے متعلق مولانا غوث علیؒ کی شہادت	۱۱۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
آپ کی عظمت غیر مسلموں کی نظر میں	۱۱۶
انتقال کے وقت ہندوؤں کا اظہارِ افسوس	۱۱۷

باب دوازدہم
اولیائے کاملین کے نزدیک حضرت کا بلند پایہ

از صفحہ ۱۱۸ تا صفحہ ۱۲۵

مضمون	صفحہ
(۱) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ	۱۱۸
(۲) حضرت سائیں توکل شاہ صاحبؒ	۱۲۰
(۳) مولانا غوث علی صاحب	۱۲۱
(۴) حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ	۱۲۲
(۵) حضرت مولانا رشید احمد صاحب	۱۲۳
(۶) حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب	″
(۷) حضرت مظفر شاہ خاں صاحب حصاری	۱۲۴

باب سیزدہم
خوارق، کشوف، کرامات، اور تصرفات

از صفحہ ۱۲۶ تا صفحہ ۱۲۷

مضمون	صفحہ
استفادۂ جنّات	۱۳۲
(۱) جنوں کا حضرت سے سبق پڑھنا	۱۳۲
(۲) چھوٹی صاحبزادی کا جنوں کی آواز سننا	۱۳۳
(۳) جنوں کا بچوں کو ڈرانا	″
(۴) جنوں نے گھر کا کام کیا	۱۳۴
(۵) جنوں نے بھٹوں کے دانے نکلوائے	۱۳۵
(۶) جن کا سانپ بن کر آپ کا انگوٹھا چوسنا	″
(۷) ایک جن کا بصورتِ سانپ آپ کے سینے پر بیٹھنا	۱۳۶
(۸) ایک سانپ کے منہ میں جو جن تھا آپ کا ہاتھ دے دینا	″
(۹) ایک جن بکری کے بچے کی شکل میں	۱۳۷
غدر ۱۸۵۷ء اور کرامات کا ظہور	۱۳۸
(۱) جس گاؤں میں آپ کے اہل و عیال تھے اس کا محفوظ رہنا	″
(۲) آپ کے ایک سخت دشمن کا ہولناک انجام	″
سینۂ فیض گنجینہ کی تابانی	۱۳۹
کشف و کرامات اور خوارق	۱۴۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
(۱) دل کی باتیں بتا دینا	۱۴۰
(۲) مخفی ارادہ پر مطلع ہوجانا	٫٫
(۳) ایک بالکل مخفی خیال کا اظہار	۱۴۱
(۴) قلمی آم کا دلچسپ واقعہ	٫٫
راہ سلوک کے ایک شاگرد کا پُرلطف قصہ	۱۴۳
پیشین گوئیاں	
(۱) ایک قاری صاحب کے متعلق پیشگوئی	۱۴۶
(۲) مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق پیشگوئی	٫٫
(۳) اہلِ حدیثوں کے متعلق پیشگوئی	۱۴۷
ایک صالحہ بی بی کو بشارتِ غیبی	٫٫
ہیبتِ الٰہی کا ایک واقعہ	۱۴۸
فنائے جسمی یا فنا فی اللہ	۱۵۰
مولوی محمد ابراہیمؒ کا بدن کے ٹکڑے الگ الگ دیکھنا	۱۵۱
باطنی بشارت کا عجیب واقعہ	۱۵۲
امدادِ غیبی کی عجیب کرامتیں	۱۵۳
(۱) رات کے وقت لق ودق جنگل میں کھانا پہنچا	٫٫
(۲) بت خانہ میں ایک رات	۱۵۴
(۳) غیب سے کھانا مہیا ہوجانا	۱۵۵
(۴) سخت گرمی میں آٹھ دن تک کھانا جوں کا توں رہا	۱۵۷
تصرف کا حیرت انگیز واقعہ	٫٫
تصرف کا دوسرا واقعہ	۱۵۸
خاتمۂ باب	٫٫

باب چہاردہم
اخلاق وشمائل
از صفحہ ۱۵۹ تا صفحہ ۲۱۰

مضمون	صفحہ
دن رات کے معمولات	۱۶۰
(۱) تہجد و ذکر وشغل کی باقاعدگی	٫٫
(۲) فجر سے ظہر تک	٫٫
(۳) ظہر سے عصر تک	۱۶۱
(۴) عصر سے مغرب تک	٫٫
(۵) مغرب سے عشار تک	٫٫
(۶) عشار کے بعد	٫٫
تنہائی کے اوقات	٫٫

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
جمعہ کا وعظ	۱۶۲	تواضع اور خاکساری	۱۶۶
منگل کو تعلیم نہ دیتے	″	غرباء اور مساکین سے محبت	″
اعزہ واحباب سے ملاقات کے اوقات	″	(۱) ایک مسلم بھنگی کیساتھ برتاؤ	۱۶۷
کسی کے مکان پر پہنچکر باہر ہی سے		(۲) ایک کمہار کی مزاج پرسی	″
السلام علیکم فرماتے۔	″	(۳) کھیر میں کافور کا لطیفہ	۱۶۸
کسی کے ہاں ملاقات کو جاتے تو		(۴) غریب کے مقابلہ میں معزز شخص کی	
زیادہ دیر نہ ٹھیرتے	۱۶۳	طرفداری نہ کرتے	۱۶۹
بغیر اذن کسی کے مکانمیں داخل نہ ہوتے	″	(۵) معمولی آدمیوں کے پیچھے نماز	
کسی کے ساتھ چلنا ناگوار تھا	″	پڑھ لیتے	۱۷۰
مزاج میں تکبر نہ تھا	″	(۶) ادنیٰ درجہ کے آدمیوں کی	
حلیہ	۱۶۴	درخواست بھی رد نہ فرماتے۔	″
لباس	″	دوسرے کے وقت کا خیال رکھتے	۱۷۱
نمائش سے نہایت متنفر تھے	″	اپنا کام خود کرتے	۱۷۲
اجلاس ندوۃ العلماء میں شرکت نہیں فرمائی	۱۶۵	آپ کی طرزِ رفتار	″
خلافِ شریعت کاموں سے نفرت تھی	″	بڑا بننے کی خواہش نہ تھی	″
بزرگان دین کی بے توقیری کرنے والوں		ساتھیوں کا خیال رکھتے	″
سے ناراض ہوتے	۱۶۶	دوسری جگہ امامت نہ کرتے	۱۷۳
لوگ آپکی صحبت میں مؤدب بیٹھتے	″	سفر میں قیام کی صورت	″

Marfat.com

مضمون	صفحہ
زبان کا پاس اور معاملہ کی صفائی	۱۷۳
(۱) قرض دیتے وقت لوگوں سے واپسی کا سچا وعدہ لیتے	۱۷۴
(۲) ایک خاتون کو ہزار روپیہ بغیر وعدہ کے دے دیا	۱۷۵
(۳) وصولی میں سختی نہ کرتے	۱۷۶
(۴) ادائیگی قیمت کا خاص خیال رکھتے	"
(۵) حساب جو جو بخشش سو سو کی مثل پر عامل تھے	۱۷۷
آپ کی صفائی معاملہ کے متعلق مولانا حالی کا بیان	۱۷۸
سادگی، بے تکلفی، اور خلوص	۱۷۹
(۱) بجائے دعوت کے عذر نذر کیا	"
(۲) ملاقات میں اتباع سنت کا خیال	"
(۳) خیرات پوشیدہ فرماتے	۱۸۰
(۴) گھر والوں کو سادہ زندگی کی تاکید فرماتے	"
پاکیزگی اور طہارت	۱۸۱
آپ کے اخلاق پر ایک بیجا	

مضمون	صفحہ
اعتراض اور اُس کا جواب	۱۸۱
(۱) خلاف شریعت عمل برداشت ہو سکتا	۱۸۲
(۲) سکون کے خواہاں تھے	۱۸۳
(۳) دوسروں کے احساسات کا خیال رکھتے	۱۸۴
(۴) تمباکو ناپسند فرماتے	"
(۵) طبیعت میں نظافت بیحد تھی	۱۸۵
مواساۃ اور صلۂ رحمی	۱۸۶
لوگوں سے تعلقات محض خدا کے لیے رکھتے	۱۸۷
آپ کے دو خاص معتمد	"
(۱) مولوی راغب اللہ	"
(۲) مولوی حبیب اللہ	۱۸۹
تعلیم دینے میں فیاضی اور فراخ حوصلگی۔	۱۹۰
(۱) ابتدائی کتابیں پڑھانے میں دریغ نہ تھا۔	"
(۲) تعلیم دینے میں بخل نہ برتتے	۱۹۱

Marfat.com

مضمون	صفحہ
غیبت سے سخت نفرت تھی	۱۹۲
کم سن بچے کو غیبت سے روک دیا	۱۹۳
بہ نسبت تجوید کے حفظِ قرآن پر زیادہ زور دیتے۔	۱۹۴
بحث و مباحثہ ناپسند تھا	۱۹۵
شاگردوں یا مریدوں کو دوست یا رفیق کا خطاب دیتے	۱۹۶
خالصۃً لوجہ اللہ تعلیم کا نمونۂ زندگی	۱۹۷
بعض اوقات خوش طبعی بھی فرماتے	۱۹۹
(۱) آبِ مرداں مادی ننان کا لطیفہ	۰
(۲) ایک طالبعلم کی خوراک کا دلچسپ واقعہ	۲۰۰
(۳) پانچ روپے دیکر جوتا واپس لیا	۰
گھر والوں کی اصلاح	۲۰۱
اولاد سے شفقت و محبت	۲۰۲
(۱) چھوٹے بچوں کو بلا کر پیسے دیتے اور اکثر ان سے خوش طبعی فرماتے	۲۰۳
(۲) ہر ایک اولاد کا خیال رکھتے	۲۰۴
(۳) اپنے یتیم پوتے کے ساتھ سلوک	۲۰۴
(۴) والدِ راقم کے ساتھ انتہائی محبت تھی	۲۰۵
(۵) اپنے یتیم نواسوں کے ساتھ شفقت	۲۰۶
ہر شخص کی عزتِ نفس کا احترام کرتے۔	۰
(۱) ہندوؤں کا بھی لحاظ رکھتے	۰
(۲) کسی کو اپنے پائنتی نہ بیٹھنے دیتے	،،
(۳) خدمتگار ملازمین کو متعلقین کہتے تھے	۲۰۷
(۴) بچوں کے منہ پر مارنے سے منع فرماتے۔	۲۰۸
عام بچوں سے شفقت کا برتاؤ	۲۰۹

باب پانزدہم
وعظ کی خصوصیتیں
از صفحہ ۲۱۱ تا صفحہ ۲۲۱

مضمون	صفحہ
آپ کا وعظ درسِ قرآن اور مسائلِ شرعی کا مجموعہ ہوتا تھا	۲۱۳
وعظ نہایت مفید ہوتا	۰
لوگ آپ کے وعظ کو خاموشی اور دلچسپی سے سنتے۔	۲۱۴
وعظ میں لوگوں کو انکی دینی غلطیوں سے آگاہ کرتے	۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
آپ کو وعظ میں یکسوئی پسند تھی	۲۱۴
وعظ میں باتیں کرنے سے منع فرماتے	۲۱۵
دوران وعظ کے دو لطیفے	″
توجہ کے ساتھ وعظ سننے کی نصیحت	۲۱۶
آپ کے وعظ کے اوقات	۲۱۷
آپ کے وعظ کے لیے کسی اعلان کی ضرورت نہ ہوتی	″
آپ وعظ میں سامعین کے معیارِ فہم کی رعایت رکھتے	۲۱۸
آپ کا طرزِ بیان نہایت عام فہم اور سادہ ہوتا	″
وعظ کے وقت سماں کھینچ دیتے تھے	″
بیان مدلل اور بلیغ فرماتے	۲۱۹
بابِ ہٰذا کا خلاصہ	۲۲۰

باب پانزدہم
فتاویٰ کی جامعیت

از صفحہ ۲۲۲ تا صفحہ ۲۲۹

مضمون	صفحہ
(۱) درود تاج کے متعلق فتویٰ	۲۲۳
(۲) حضرت معاویہؓ کے صحابی ہونے کے متعلق	۲۲۴
(۳) ذکرِ جہر کا مسئلہ	۲۲۵
(۴) علماء کی تحقیر کے متعلق	″
(۵) یا شیخ عبدالقادر کہنا کیسا ہے؟	۲۲۶
(۶) خاتم النبیینؐ کا مسئلہ	″
(۷) تصورِ شیخ کا مسئلہ	۲۲۷
طوافِ قبر کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا عمل	۲۲۹
علم وافر اور محتاط طرزِ نگارش	″

باب ہفدہم
تصنیفات

از صفحہ ۲۳۰ تا صفحہ ۲۴۰

مضمون	صفحہ
(۱) رسالہ تحفۂ نذریہ	۲۳۳
(۲) فیوضِ رحمانی	۲۳۵
(۳) کشف الحجاب	۲۳۶
(۴) جواباتِ اسولہ غیر مقلدین	۲۳۸
(۵) محو الفساد فی تلفظ الضاد	۲۳۹
آپ کے فتاویٰ	۲۴۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
باب ہژدھم **خاندان اور اولاد کا حال** از صفحہ ۲۴۱ تا صفحہ ۲۵۶		(۲) حرم کی اولاد	۲۴۹
		(۳) دوسری بیوی کی اولاد	۲۵۰
(ا) خاندان		**باب نوزدھم** **مرض الموت اور سفر آخرت** از صفحہ ۲۵۷ تا صفحہ ۲۶۵	
آپ کے چچا اور اُن کی اولاد	۲۴۱	بیماری اور موت	۲۵۷ تا ۲۶۱
(ب) بہن بھائی اور اُنکی اولاد		قبر کی تجویز اور ہجوم خلائق	۲۶۱
(۱) بہن	۲۴۳	**باب بستم** **وفات پر عالم گیر ماتم** از صفحہ ۲۶۶ تا صفحہ ۲۷۳	
(۲) بھائی	"		
۱۔ قاری عبداللہ صاحبؒ	۲۴۴		
۲۔ قاری عبدالرحیم صاحبؒ	۲۴۶		
۳۔ قاری عبدالعزیز صاحبؒ	۲۴۷	**شجرہ سلسلۂ بیعت صاحب سوانح** از صفحہ ۲۷۴ تا صفحہ ۲۷۵	
(ج) صاحب سوانح کی ازواج و اولاد		**خاتمہ** از صفحہ ۲۷۶ تا صفحہ ۲۸۰	
(۱) آپ کی پہلی بیوی کی اولاد	۲۴۸		

Marfat.com

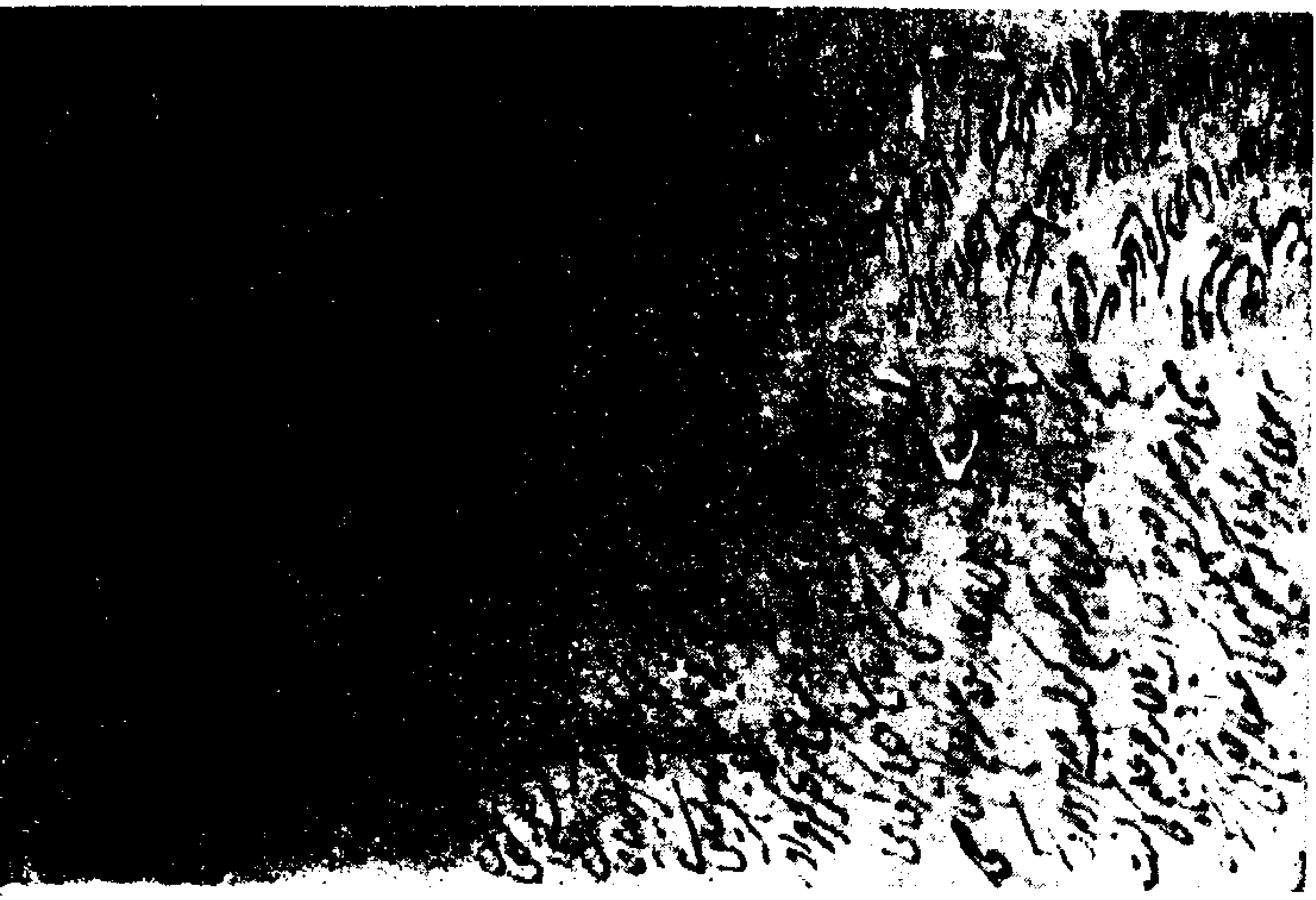

عکس تحریر حضرت مولانا قاری عبدالرحمن صاحب محدث پانی پتی

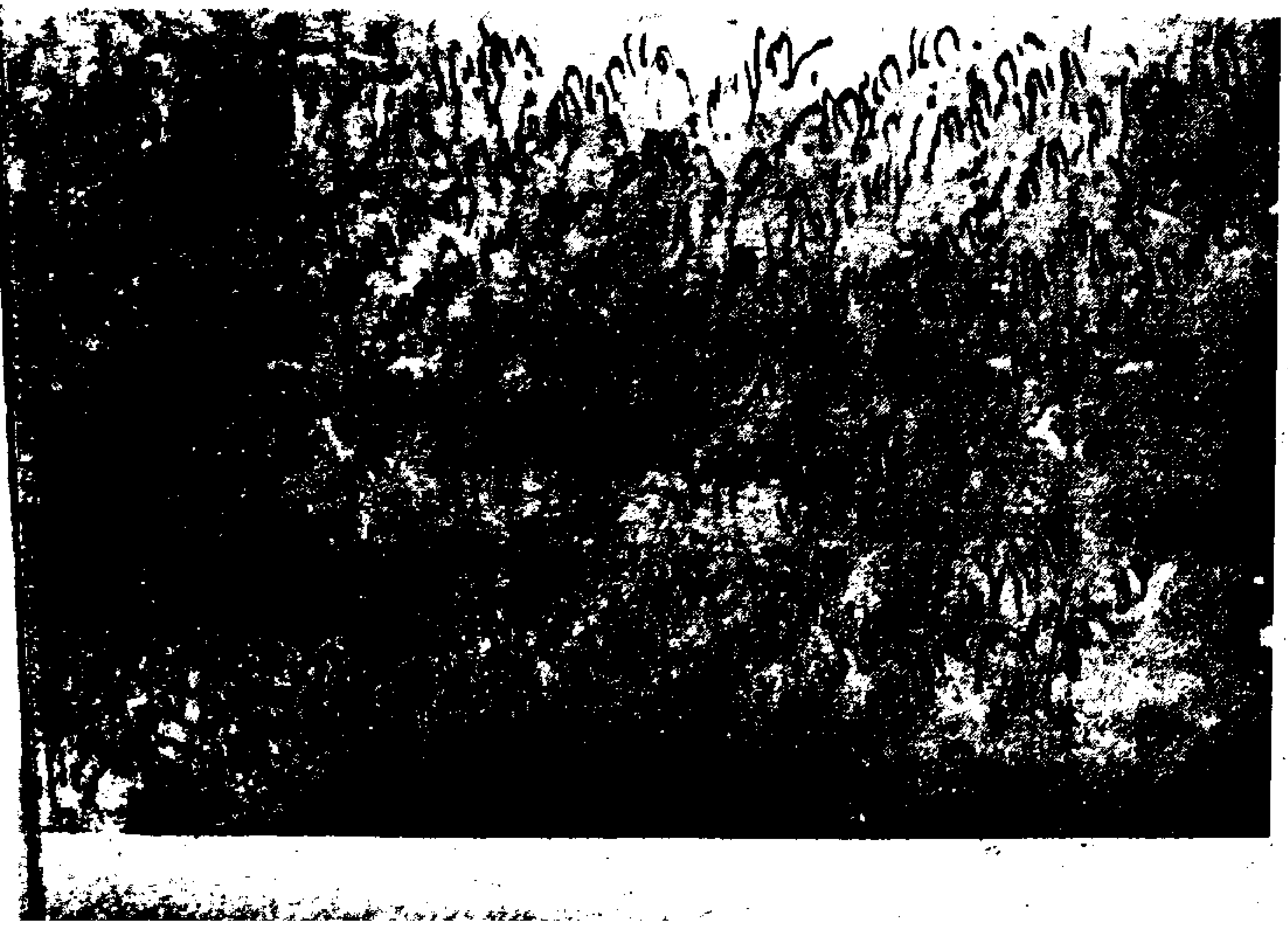

Marfat.com

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

فنِ سِیَر کا ابتدائی دَور

جب تک لکھنے پڑھنے کی سہولتیں موجود نہ تھیں بزرگانِ سلف کے سوانح حیات آنے والی نسلوں میں سینہ بسینہ چلتے تھے۔ اور راویوں کی دیانت داحتیاط جیسی بھی ہوتی اُسی قسم کی روایتیں کسی مشہور ہستی کے متعلق زبان زدِ خلائق ہوجاتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی روایتوں میں رطب ویابس سب کچھ بھرا ہوتا تھا البتہ مخبرانِ صادق (یعنی انبیا علیہم السلام) کی زبانوں سے جو واقعات ہم تک پہنچے اُن کی صداقت میں بالکل شبہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اُن کی راستبازی اور تقویٰ وطہارت کا ایک ایک واقعہ اِس امر کا ثبوت ہے کہ ہم ان کے بیانوں پر پُورا اعتماد کریں۔ ایسے مستثنیٰ تذکروں سے قطعِ نظر کرنے کے بعد ہ‍مفترا دکھنا پڑے گا کہ صاحبِ سوانح کے واقعاتِ زندگی مستند طور پر ثابت ہوں

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ مطہرہ کی تدوین و ترتیب

مسلمان اس حقیقت پر فخر کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ انہوں نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات، اخلاق و اعمال، اور عادات و خصائل کی تدوین جس انتہائی احتیاط سے کی، دوسری قومیں اُس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہیں، کیونکہ آنحضورؐ کا جو واقعہ بھی اُن تک پہنچا اُس کو لینے سے قبل بیان کرنے والوں کے صدق و کذب کی انہوں نے اچھی طرح جانچ کرلی، پھر اُسے قبول کیا، چنانچہ اسماء الرجال کے مستقل فن کی جداگانہ تدوین محض اسی غرض سے عمل میں آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے ہوئے کلماتِ طیبات کو ضبطِ تحریر میں لاکر مدون کرنے والوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ مطہرہ کے واقعات جمع کرنے والے بزرگوں کے خود اپنے حالاتِ زندگی تنقید کی کسوٹی پر پرکھے جائیں، تاکہ اُن کی بیان کردہ روایت کے صدق و کذب کا صحیح معیار قائم ہوسکے۔

سوانح عمری کے فوائد

سوانح عمری ہر علمی زبان کے لٹریچر کا ایک ضروری جزو رہی ہے، اور اِس صنف کو اپنے گوناگوں فوائد و برکات کے باعث لٹریچر کا نہایت دلچسپ اور مفید شعبہ مانا گیا ہے، ہم یہاں بہت ہی مختصر طور پر اُن فوائد کا کچھ ذکر کریں گے جو فنِ سیر کے مطالعہ سے حاصل ہوتے ہیں، تاکہ اِس کتاب کے

Marfat.com

لکھنے کا مقصد پورے طور پر ناظرینِ کرام کے ذہن نشین ہو سکے :-

۱۔ پہلا فائدہ | یہ ایک طبعی بات ہے کہ بزرگوں کے واقعاتِ زندگی قوم کے مُردہ جسد میں عمل کی حرارت پیدا کرتے ہیں، اور صحبتِ بد یا جہالت کی وجہ سے جو سستیاں اور کوتاہیاں لوگوں میں پیدا ہو جاتی ہیں، اُن کا تدارک بزرگوں کی روش و طریقہ معلوم کر کے ہو جاتا ہے، بزرگوں ہی کے تذکروں نے اکثر قوم کے جذباتِ خفتہ بیدار کیے ہیں، اور اُنہیں ذلت و نکبت کے عمیق غاروں سے نکال کر بامِ عروج پر پہنچایا ہے۔ اسی لیے سینکڑوں سوانح عمریاں لکھی جاتی ہیں، تاکہ موجودہ نسل اُن سے عبرت و موعظت کا سبق لے۔

۲۔ دوسرا فائدہ | اگر سوانحاتِ حیات قلمبند کرنے کا یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا، تو قومی تہذیب و تمدن کے نشو و ارتقا کا اندازہ ہم کس طرح کر سکتے؟ حالانکہ تہذیبیں برابر کروٹ بدلتی رہتی ہیں، ہر تہذیبِ جدیدہ تمدنِ قدیمہ کو پیامِ موت سُناتی رہتی ہے، ایسی حالت میں ہمارے لیے اُن مقدس بزرگوں کی زندگیاں مشعلِ ہدایت کا کام دے سکتی ہیں، جو اخلاق و عادات کے بلند معیار پر رہے ہوں، اور تہذیبِ نو کے سراب نما مہلک اثر سے بچنے کا ایک ٹھیک راستہ ہمیں مل جاتا ہے۔

۳۔ تیسرا فائدہ | حالات قلمبند نہ ہونے کا یہ نقصان تو کسی سے بھی پوشیدہ نہیں کہ

Marfat.com

بزرگوں کے نام لیواؤں میں جب جہالت اور خود غرضی پیدا ہو جائے تو پھر وہ اپنے اسلاف کی شہرت سے ناجائز فائدہ اُٹھانے لگتے ہیں، حالانکہ اُن کے کمالات و فضائل کی اُنہیں ہوا بھی نہیں لگتی، چنانچہ جب کسی بزرگ کا سچّا جانشین باقی نہیں رہتا تو تجربے نے یہ ثابت کیا کہ نصف صدی کے اندر اندر نااہل اخلاف نے اور بے سمجھ مریدوں نے اپنے واجب الاحترام بزرگ کی نسبت ایسی باتیں مشہور کر دیں جو اُن کے اعتقادات اور اعمال واخلاق سے ذرا بھی تعلق نہیں رکھتیں، بزرگوں کے موجودہ جانشینوں کا جائزہ لینے سے یہ دعویٰ بخوبی ثابت ہو جائے گا۔

۴۔ چوتھا فائدہ | سوانح عمری کی عدم ترتیب کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی محسوس ہوا کہ کسی قرن یا صدی میں مثلاً کوئی ایسے عظیم الشان بزرگ تھے، جن کے فیوض و برکات سے ایک عالَم فیضیاب ہوتا تھا، اور اُن کے پاکیزہ خصائل و عادات کی تفصیل اگر مدوّن ہو جاتی تو عوام کو بیحد نفع پہنچتا، لیکن جانشینوں کی عدم توجہ کے سبب یا اُن کی شہرت اُن کی تصانیف کی بدولت کسی خاص طبقہ تک محدود رہی، یا کچھ بے اصل اور بے سند باتیں روایتی طور پر خوش عقیدہ لوگوں کی زبانوں پر جاری رہ گئیں، اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بزرگ دراصل جس عظمت و جلالت کا مستحق تھا وہ اُسے حاصل نہ ہو سکی۔

Marfat.com

۵۔ پانچواں فائدہ | یہ بھی بارہا دیکھنے میں آیا ہے کہ اخلاف کو اسلاف کے عظیم الشان کارنامے اور اُن کے اخلاق و عادات کے حالات پڑھ کر یا سُن کر اپنے بزرگوں سے ایک والہانہ جوشِ عقیدت پیدا ہوتا ہے، سلف کی سادہ طرزِ معاشرت اور دل نشین تہذیب کی حقیقی تصویر آنکھوں میں پھر جانے سے جو اثر دل میں پیدا ہوتا ہے وہ دَورِ حاضرہ کی کسی تحریر یا تقریر میں نہیں دیکھا گیا، لہٰذا اس اصل کے ماننے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ بزرگانِ سلف کے ذکرِ خیر سے اخلاقی نصائح کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

۶۔ چھٹا فائدہ | متذکرہ بالا فوائد کے علاوہ علم ادب کی اہمیت خود اس امر کی مقتضی ہے کہ مشاہیر علماء و صلحاء کی سوانحاتِ حیات مدوّن ہوں، تاکہ علمی اور ادبی تاریخ کی ترتیب میں سہولتیں میسر آسکیں۔

مقصد تصنیف ہذا | یہ وجوہات و اسباب تھے جن کی وجہ سے حضرت مولینا قاری حافظ محمد عبد الرحمٰن صاحب محدّث پانی پتی قدس سرہ کی سوانح حیات مدوّن کرنے کی تجویز ایک عرصہ سے زیرِ غور تھی۔

صاحبِ سوانح کی عظمت

بارہویں صدی ہجری کے نصف دوم اور تیرھویں صدی کے بالکل آغاز میں بلحاظ علم و فضل حضرت ممدوح بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہیں جہانتک حضرت کے سوانحی حالات کا استیعاب کیا جا سکا، اور معتبر و ثقہ اصحاب سے

Marfat.com

جو خصوصیات حضرت کی معلوم ہوئیں اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ممدوح سلفِ صالحین کا مکمل نمونہ تھے، نہ صرف ہندوستان میں، بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی حضرت کے علمی و عملی کمالات اور تقدس کا شہرہ تھا، اس وسیع ملک کا شاید ہی کوئی گوشہ ایسا ہو جہاں حضرت کے فیض یافتگان نہ پائے جاتے ہوں۔

یہ کون نہیں جانتا کہ آج پشاور سے راس کماری تک دینی علوم کا جو کچھ ذرق موجود ہے وہ سب حضرت مولینا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کے گھرانے کا فیض ہے، اور صاحب سوانح اسی گھرانے کے شہرہ آفاق جانشین حضرت مولینا شاہ محمد اسحاقؒ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کے تلمیذ خاص اور خلیفۂ روحانی تھے، جب حضرت شاہ صاحب ہندوستان سے ہجرت فرمانے لگے تو یہاں اپنی جانشینی کے فرائض انجام دینے کے لیے آپ نے حضرت ممدوح کو ہندوستان میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت کا درس حدیث مشہور تھا، ہند و بیرونِ ہند کے طلبا پانی پت پہنچ کر فیضیاب ہوتے، آپ کے بلا واسطہ کثیر تلامذہ میں سے تو شاید اب کوئی صاحب زندہ نہ ہوں، لیکن بالواسطہ تلامذہ احاطۂ شمار سے باہر ہیں باطنی علوم میں بھی حضرت کا وجود مرجع خلائق تھا، دُور دُور کے علماء و صلحاء زیارت و اخذِ فیض کی غرض سے پانی پت پہنچتے تھے، تجوید و علوم قرآآتِ سبعہ

Marfat.com

میں تو آپ اپنا کوئی نظیر نہ رکھتے تھے ، اگر علمائے ہند میں کسی مقتدر شخصیت نے اس مقدس فن کی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں تو وہ حضرت ممدوح ہی تھے۔

ترتیبِ سوانح کا ابتدائی خیال

حضرت موصوف کا انتقال ۵ ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۸۹۶ء یوم دوشنبہ کو ہوا ، اس حادثۂ الیمہ سے جو رنج و الم تمام ہندوستان میں محسوس کیا گیا ، اُس کی تفصیلات ستمبر ۱۸۹۶ء کے نامور ملکی اخبارات سے معلوم ہو سکتی ہیں ، حضرت کے مسترشدین کو آپ کی ایک مبسوط اور جامع سوانح عمری قلمبند کرنے کا اُسی وقت خیال پیدا ہو گیا تھا۔

تدوینِ سوانح کی تحریک بعدِ وفات شروع ہوئی

چنانچہ پُرانے مسودات ، اور مختلف یادداشتوں کا یکجائی ذخیرہ جو حضرت کی وفات سے پانچ سال بعد فراہم ہوا ، وہ اس امر کے ثبوت کے لیے کافی ہے کہ سوانح عمری کی ترتیب اُسی زمانہ میں شروع ہو چکی تھی ، مگر افسوس ہے کہ بعض ناگزیر مجبوریوں کے باعث یہ اہم کام ملتوی رہا ، اب جو مسودات مختلف ذرائع سے خاکسار راقم کے پاس پہنچے ، اُن کے مرتب کرنے والے تمام بزرگ بھی یکے بعد دیگرے اس سرائے فانی سے رُخصت ہو چکے ہیں اور افسوس ہے کہ یہ کام اُن کے متبرک ہاتھوں سے انجام کو نہ پہنچا۔

Marfat.com

راقم الحروف جو حضرت کی وفات سے تین برس بعد پیدا ہوا، اُس نے صرف حضرت کے دیکھنے والوں کو دیکھا، یا گھرانے میں پرورش پائی، اس لیے مجھے سوانح حیات مرتب کرنے کی ہرگز ہمت نہیں ہو سکتی تھی، اور ظاہر ہے کہ اتنے بڑے اہم کام کے لیے صرف اتنا تعلق کافی بھی نہیں ہو سکتا جب تک واقعات کا معتدبہ اور معقول ذخیرہ مہیا نہ ہو جائے۔

حُسنِ اتفاق سے محترمی مولوی قاضی عبدالقیوم صاحب ہیڈ قاضی کرنال نے مجھے وہ تمام قلمی اور متفرق مسودات مرحمت فرما دیے جو اُن کے والدِ محترم جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب مرحوم کرنالی نے بڑی محنت و محبّت سے جمع کیے تھے اور اگر اُنہیں موقع ملتا تو وہ اس کام کو بطریقِ احسن انجام دیتے۔

جناب مولانا ممدوح کو حضرت سے نسبت ارادت اور تلمذ حاصل تھی اور وہ سفر و حضر میں سالہا سال اپنے شیخ کے ساتھ رہے ہیں، لیکن کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا یہ ضروری اور اہم کام پورے پینتیس ۳۵ سال کے طویل عرصہ تک معرضِ تعویق میں پڑا رہا، اور اگر بعض مخلص احباب اس نیک کام کو انجام تک پہنچانے کی فوری اور پُرزور تحریک نہ کرتے، تو جمع شدہ یہ قلمی مسودات بھی کرم خوردہ ہو کر ضائع ہو جاتے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرت کی مبسوط سوانح عمری مرتب کرنے کا بعد میں آنے والی نسلیں شاید خیال بھی نہ کر سکتیں۔

Marfat.com

تحریک از سرِ نو کیسے تازہ ہوئی

اگرچہ یہ مسودہ کوئی مکمل چیز ہونا تو درکنار، ادھورا بھی نہیں کہا جاسکتا مگر اس میں شبہ نہیں کہ اس کی وجہ سے میرا حوصلہ ضرور بڑھا، اور ترتیبِ سوانح کے ارادے کے بعد میں بذاتِ خود ہر اُس شخص کے پاس گیا جس کے متعلق سُنا کہ اُسے حضرت کے متعلق کوئی واقعہ یاد ہے، یا وہ کوئی بات آپ کے متعلق بتا سکتا ہے، تقریباً چھ مہینے تک جب بھی اپنے فرائض کی بجا آوری سے کچھ مہلت ملتی، میں ان یادداشتوں کے فراہم اور قلمبند کرنے میں منہمک رہا، اس کوشش کے بعد اب بھی یہ ذخیرہ اگرچہ مکمل تو نہیں ہوا، مگر حضرت کی زندگی کے کچھ نہ کچھ پہلو اس سے ضرور نمایاں ہو سکتے ہیں، اور اس انتظار کی وجہ سے کہ پہلے نہایت مبسوط اور مکمل حالات کا ذخیرہ مہیا ہو جائے اُس وقت کتاب شائع کی جائے، کام کو تعویق میں ڈالنا مناسب معلوم نہیں ہوتا، حضرت کے نہایت تفصیلی حالات اگر خوش قسمتی سے کبھی فراہم ہو گئے تو دوبارہ ایک مبسوط سوانح عمری کا مرتب ہو جانا کیا مشکل ہے، سردست بفحوائے ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ موجودہ ذخیرہ سامنے رکھ کر یہ سوانح عمری ترتیب دیدی گئی، میں قطعاً اس کا اہل نہیں ہوں کہ یہ کام میرے ہاتھوں سے انجام پاتا، مگر جب حضرت کے بلا واسطہ تلامذہ اور مسترشدین میں سے جہاں تک معلوم ہے کوئی زندہ

Marfat.com

نہیں، اور یہ قلمی ذخیرہ ایسے بزرگوں کا ترتیب دیا ہوا ہے جنہیں سفر و حضر میں برسوں حضرت سے فیضیاب ہونے کا شرف حاصل ہوا، اور وہ کمال خلوص و محبت سے اِس کام کی بنیاد ڈال گئے، تو اب اِس کام سے غفلت ایک مجرمانہ خاموشی کے مترادف ہوگی، لہٰذا توکلاً علی اللہ میں نے ترتیب سوانح کا کام اپنے ذمہ لے لیا، جبکہ چاروں طرف نظر دوڑانے پر کوئی بھی یہ کام سنبھالتا دکھائی نہ دیا، اِس کتاب کی ترتیب میں ناظرین جو نقائص محسوس فرمائیں، اُنہیں میری بے بضاعتی پر محمول کرکے مجھے معذور سمجھیں، اور والعذر عند کرام الناس مقبولٌ کا مضمون مستحضر رکھیں۔

اخیر میں مَیں اُن سب بزرگوں اور احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ترتیبِ سوانح کا مشکل کام میرے لیے آسان کیا، اور جن کی اخلاقی اور قلمی امداد کے باعث میں اس قابل ہوا کہ جلد تر ان منتشر اور پراگندہ اوراق، اور مختلف و متفرق یادداشتوں کو ایک احسن ترتیب کے ساتھ مرتب کرکے ناظرین کی خدمت میں پیش کرسکا، اللہ تعالیٰ ان اوراق کو اپنی رحمت سے حُسنِ قبول مرحمت فرمائے، اور سب احباب اور ساعدین کو جزائے خیر دے۔ آمین

احقر العباد

محمد عبدالحلیم انصاری عفی عنہ

محلہ انصار۔ پانی پت

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

نام ونسب اور خاندان

آپ کا نامِ نامی عبدالرحمٰن ہے ، پانی پت میں حضرت ابوایوب انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو اولاد ۴ر شوال المکرم ۶۷۵ھ کو ہرات سے آکر آباد ہوئی ، اسی کی نسل میں حضرت بھی ہیں حضرت مخدوم جلال الدین کبیرالاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور سجادے حضرت پیر شاہ محمد ماہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حقیقی نانا تھے ۔ پانی پتی انصاریوں کے جدِّ اعلیٰ خواجہ ملک علی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کی شادی حضرت خواجہ

Marfat.com

شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی رَحمَۃُ اللہ عَلَیہ نے حضرت مَخدُوم صَاحب قدس سرہ کی صاحبزادیوں سے کراکر یہ دُعا دی تھی کہ "تمہاری اولاد قیامت تک یہاں بسے گی، اور بڑے بڑے علمار اور ذی وقار لوگ تمہاری نسل میں پیدا ہوں گے"۔

حضرت قلندر صاحب رَحمَۃُ اللہ عَلَیہ کی یہ دُعا پھلی پُھولی، اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ لوگ اب تک یہاں آباد چلے آرہے ہیں، اور انصاریوں اور عثمانیوں کی رشتہ داریاں سینکڑوں برس سے قائم ہیں۔

صاحبِ سوانح کا خود نوشت نسب نامہ

(۱) شجرہ نسب پدری

آپ کے شجرہ نسب میں والد ماجد سے لے کر بیالیسویں پشت حضرت اَبُو اَیُّوبُ اَنصَارِیُ رَضِیَ اللہُ تَعالیٰ عَنہُ تک پہنچتی ہے تفصیل حسبِ ذیل ہے :-

حضرت مولانا قاری محمد عبدالرحمٰن ابنِ مولانا قاری خواجہ محمد، ابن خواجہ خدا بخش، ابن خواجہ غلام بوعلی، ابن خواجہ کمال محمد ابن خواجہ غلام محمد، ابن خواجہ عبدالغنی، ابن خواجہ کمال محمد ابن

Marfat.com

خواجہ محمد عثمانؒ ، ابن خواجہ عبدالرحمن ثانی ، ابن خواجہ عبدالحی زندہ پیر ، ابن خواجہ عبدالرحمن ، ابن خواجہ عبدالواحد ، ابن خواجہ زین الدین احمد الملقب بہ عبد الکافی ، ابن خواجہ ضیاء الدین ، ابن خواجہ ابوراشد ابن خواجہ ابوحامد ، ابن خواجہ ابوتراب ، ابن خواجہ نصیر الدین ، ابن خواجہ ملک علی ، ابن میرک شاہ شاہِ ہرات ، ابن مسعود ، ابن عمر ، ابن ابراہیم ، ابن علی سہیل ، ابن ابوطاہر ، ابن عنقہ ، ابن انفع ، ابن نافع ابن محمد الملقب بہ امیر شیخ ابواسحاق ، ابن امیر محمود شاہ انجو ، ابن فضل اللہ ، ابن عبداللہ ، ابن اسعد ، ابن محمد انصاری ، ابن نصیر انصاری ابن محمد انصاری ، ابن ابواسمٰعیل خواجہ عبداللہ انصاری الملقب بہ شیخ الاسلام و پیر ہرات ، ابن ابومنصور محمد انصاری ، ابن علی انصاری ابن محمد انصاری ، ابن احمد انصاری ، ابن علی انصاری ، ابن جعفر انصاری ، ابن ابومنصور متّ الانصاری ، ابن ابوایوب خالد الخزرجی الانصاری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جو نسب نامہ پدری اوپر نقل ہوا ، یہ صاحبِ سوانح کا خود نوشتہ ہے اُس کے حاشیہ پر مندرجہ ذیل عبارت بزبانِ فارسی مرقوم ہے ، یہاں اُردو ترجمہ لکھا جاتا ہے :-

"ابومنصور متّ الانصاری حضرت احنف بن قیس کی زیرِ قیادت

Marfat.com

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ خراسان آئے، اور یہ ملک فتح ہو گیا، فتح کے بعد انہوں نے یہیں سکونت اختیار کر لی، ان کی چھٹی پشت میں شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ پیر ہرات پیدا ہوئے جن کے فرزند ارجمند کا نام محمدؐ تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف ایک لڑکی تھی، جس کی شادی حضرت شیخ الاسلام نے اپنے حقیقی بھانجے سے، جو نجیب الطرفین سید تھے، کر دی تھی، اور وہ محمد انصاری کے لقب سے مشہور ہو گئے، اب یہ قوم انصار، سید بھی ہوئی اور انصار بھی، حضرت شیخ الاسلام نے اپنے بھانجے، اور امام محمد نقیؓ کے پوتے کو متبنیٰ، اور منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا، اسی لیے انصار پانی پت لقب انصار سے شہرت پا گئے، ورنہ درحقیقت صحیح النسب سید ہیں، شاہانِ دہلی کے دفاتر میں بھی انصاریانِ پانی پت "سادات" کے خطاب سے ممتاز تھے، اور سلف سے بھی اس قوم کی سیادت سنی گئی ہے۔"

غالباً اسی لیے حضرت نے نسب نامہ کی پشت پر یہ الفاظ لکھے ہوں گے "نسب نامہ عبدالرحمٰن بن مولوی محمد ابن خواجہ خدابخش انصاری تبنیاً و نقوی نسباً"

(۲) نسب نامہ مادری

شجرۂ نسب پدری کی پشت پر حضرت نے اپنا شجرۂ نسب مادری بھی

Marfat.com

لکھا ہے جو حسب ذیل ہے :-

عبدالرحمٰن بن حبیب النسار، بنت محمد ماہ سجادہ نشین بن شیخ محمد سجادہ، بن شیخ نظام الدین سجادہ، بن شیخ یار محمد سجادہ بن شاہ محمد سجادہ، ابن شاہ منصور سجادہ، بن شاہ اعلیٰ سجادہ، بن شیخ نظام الدین سجادہ، بن حضرت عثمان سجادہ، بن خواجہ عبدالقدوس بن خواجہ شبلی سجادہ نشین، بن حضرت شیخ مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ، بن خواجہ محمود بن خواجہ یعقوب بن خواجہ عیسیٰ، بن خواجہ اسماعیل، بن خواجہ محمد، بن خواجہ ابوبکر، بن خواجہ علی، بن خواجہ عثمان، بن خواجہ عبداللہ، بن خواجہ عبدالرحمٰن گازرونی، بن خواجہ عبدالعزیز، بن خواجہ خالد، بن ولید بن عبدالعزیز بن خواجہ عبدالرحمٰن کبیر، بن خواجہ عبداللہ ثانی، بن خواجہ عبدالعزیز بن عبداللہ الکبیر، بن عمر، بن امیرالمومنین سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ ثالث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ۔

Marfat.com

باب دوم

آبا و اجداد کا مختصر تذکرہ

صاحب سوانح کے آبا و اجداد میں سے تمام بزرگوں کے حالات افسوس ہے کہ دستیاب نہیں ہو سکے، اس لیے جس قدر بھی حالات آپکے آبا و اجداد میں سے متعدد اصحاب کے مجھے معلوم ہو سکے، ہدیہ ناظرین ہیں، اگرچہ یہ بھی بہت تھوڑے اور نہایت مختصر ہیں :-

(۱) حضرت ابو ایوب انصاریؓ

جب حضور رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو مدینہ کا ہر شخص آرزو مند تھا کہ حضورؐ اس کے کاشانے کو ورودِ مسعود سے سرفراز فرمائیں، لیکن حضورؐ نے فرمایا کہ "میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دو، جہاں اُسے حکم ہوگا وہاں بیٹھ جائے گی"، چنانچہ یہ فخر حضرت ابو ایوب انصاریؓ کو حاصل ہوا کہ اُن کا مسکن نورِ نبوت کی ضیا باریوں سے کم و بیش سات ماہ تک منور رہا، آپ روزانہ حضورؐ کی برکاتِ صحبت سے مستفید ہوتے، پھر اصحابِ صُفّہ کے زمرہ میں شامل ہو کر قرآن و حدیث کی تکمیل کی، جب اُم المومنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اقدسؐ نے عقد فرمایا، تو تمام رات حضرت ابو ایوبؓ نے

Marfat.com

پہرہ دیا، اُس وقت حضورؐ نے ارشاد فرمایا اللّٰھم احفظ ابا ایّوب کما بات یحفظنی، تمام عمر جہاد فی سبیل اللہ سے شغل رکھا، جب قسطنطنیہ کا محاصرہ تھا، تو سخت علیل ہو گئے، عقد الفرید میں ہے کہ ایک روز لوگوں نے پوچھا "آپ کیا چاہتے ہیں" فرمایا "دنیا کی تو کوئی حاجت نہیں، ہاں اگر مر جاؤں تو مجھے سرزمینِ کفار ہی میں دفن کر دینا، کیونکہ میں نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے کہ میرے اصحاب میں سے ایک صالح شخص قلعہ قسطنطنیہ کے قریب دفن ہوگا، اور مجھے معلوم ہے کہ وہ صالح شخص میں ہوں"۔

حضرت ابُو ایُّوبؓ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک قسطنطنیہ میں زیارتگاہِ خاص و عام ہے۔ سلاطینِ عثمانیہ میں سے جو تخت نشین ہوتا، وہ پہلے آپ کے مزار پر حاضر ہوتا تھا۔

حضرت ابُو ایّوبؓ رضی اللہ عنہ منجملہ اُن حفاظ صحابہ کے تھے جنہوں نے پُورا قرآن حفظ کر لیا تھا۔ اُن کی اہلیہ اُمِ ایوبؓ حضرت قیسؓ انصاری کی صاحبزادی اور صحابیہ ہیں، اُن کی حدیثیں صحاح میں بھی موجود ہیں، اُن کے صاحبزادے ابو منصور مت الانصاری حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں زیرِ قیادت حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ خراسان کی مہم پر آئے اور

Marfat.com

ہرات میں سکونت اختیار کرلی۔

(۲) شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاریؒ پیر ہرات

آپ قطبِ وقت اور غوثِ زماں تھے، اور کشف و کرامات میں آپ کو نہایت زبردست شہرت حاصل تھی، آپ کے صاحبِ مقام ہونے کا ثبوت آپ کے اِس پُر معرفت فقرہ سے ہر شخص کو ہو جائیگا کہ "برہوا پری مگسے باشی، در آب روی خسے باشی، دل بدست آر کہ کسے باشی"۔

شیخ کے اشعار اور رُباعیات نہایت شیریں اور نفیس ہوتی ہیں وہ کبھی "پیرِ ہرات"، کبھی "پیرِ انصار" اور کبھی "انصاری" تخلص کرتے ہیں، عربی و فارسی میں آپ کی متعدد تصنیفات ہیں، منازل السائرین اور ذم الکلام عربی میں، زادالعارفین، رسالہ مناجات، کتابِ اسرار اور منتخبات فارسی زبان میں ہیں، ۹ ربیع الآخر ۴۸۱ھ کو ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی، مزار ہرات میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

(۳) خواجہ ملک علی انصاریؒ

۱۲۷۶ء مطابق ۶۷۵ھ میں بزمانہ بادشاہ غیاث الدین بلبن پانی پت تشریف لائے، پہلے ارادہ محض سیر و سیاحت اور شاہِ دہلی

Marfat.com

سے ملاقات کا تھا، اور تکان اُتارنے کے لیے یہاں ٹھیر گئے تھے، مگر پانی پت اُس وقت علمار وصلحار، اور باکمال بزرگوں کا مرکز تھا حضرت خواجہ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ بحالتِ جذب دنیاو مافیہا سے بے خبر تھے۔ حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی، اور حضرت مخدوم جلال الدین رحمۃ اللہ علیہما جیسے بزرگ بقیدِ حیات تھے، خواجہ ملک علیؒ صاحب کے اتفاقیہ قیام نے سب کو اِن کا گرویدہ بنا دیا، خواجہ صاحب کے کمالاتِ علمی و عملی کا چرچا چاروں طرف پھیلا، انہی ایام میں شیخ علی مفتی نامی ایک شخص نے ایک فتویٰ حضرت قلندر صاحب کے برخلاف تیار کیا، اُس پر سب عالموں نے مہریں ثبت کردیں، جب یہ فتویٰ خواجہ صاحب کے پاس آیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ "شیخ سالک ہیں یا مجذوب؟" عرض کیا گیا "مجذوب" یہ سُنتے ہی خواجہ صاحب نے محضرنامہ چاک کردیا، اور فرمایا "جو شخص معرفتِ الٰہی کے نشہ میں سرشار ہو وہ تکلیفاتِ شرعیہ سے آزاد ہے"۔ قلندر صاحب کو جب صحو کی حالت ہوئی، تو لوگوں نے خواجہ صاحب کا تذکرہ کیا، اِس پر آپ خواجہ صاحب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا "بارہ برس کا روزہ آج تمہارے ساتھ کھولنا چاہتا ہوں، جو کچھ موجود ہو، لے آؤ

Marfat.com

چنانچہ باحضر بڑی خوشی سے سب کے ساتھ مل کر تناول فرمایا، خواجہ صاحب کے دونوں صاحبزادوں کی پیشانیوں کو بوسہ دیکر فرمایا کہ "اگر خدا کو منظور ہوا تو تمہاری اولاد قیامت تک یہاں آباد رہے گی، اور بڑے بڑے علماء و صلحاء اور ذی اقتدار لوگ تمہاری نسل سے پیدا ہونگے"، خواجہ صاحب نے عرض کیا "ہم مسافر ہیں، ماندگی سفر دور کرنے کیلئے چند روز یہاں قیام کرلیا، شاہِ دہلی سے ملاقات کے بعد وطن واپس ہوجائیں گے۔" **حضرت قلندر صاحبؒ** نے اس پر بڑے زور سے فرمایا "اب تو تمہارا وطن یہی جگہ ہے، یہی جگہ ہے، یہی جگہ ہے" غرض تین بار نہایت تحدی کے ساتھ یہ فقرہ دُہرانے کے بعد فرمایا کہ "سلطان سے مل کر یہیں واپس چلے آؤ" خواجہ صاحب نے منظور کرلیا، اور سلطان سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے۔ بادشاہ بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا، اور چند مواضعات اور زمینیں و منصبِ قضا و صدارت و خطابتِ عیدین وغیرہ کے عطایا خواجہ صاحب کو مرحمت ہوئے، پھر آپ واپس پانی پت چلے آئے، یہاں پہنچنے پر **حضرت قلندر صاحب** اور **خواجہ شمس الدین** رحمۃ اللہ علیہما کے مشورہ سے **حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء** رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک صاحبزادی **فرخندہ** کا عقد خواجہ صاحب کے

Marfat.com

بڑے صاحبزادے خواجہ نصیرالدین سے کر دیا، اور دوسری صاحبزادی زُبیدؔہ کی شادی خواجہ محمد مسعود چھوٹے صاحبزادے سے ہوگئی۔

اِس کے بعد خواجہ صاحب نے یہاں کے سب اُمور خواجہ نصیرالدین کے سپرد فرما دیے، اور خود مولانا وجیہہ الدین پائلی کے پاس پائل علاقہ پٹیالہ چلے گئے، اور وہیں ۹ رمضان ۸۱۸ھ کو بعمر نوّے سال انتقال فرمایا، خواجہ محمد مسعود والد کی زیارت کو پائل چلے گئے تھے، والد نے جب انتقال کیا تو وہیں رہ پڑے، اُن کے صاحبزادے محمد مقصود سے، جو اُن کے ہمراہ گئے تھے پائل میں نسل چلی، پانی پت کے انصار خواجہ نصیرالدین کی اولاد سے ہیں۔

(۴) حضرت خواجہ عبدالحیٔ صاحبؒ زندہ پیر

خواجہ نصیرالدین کی آٹھویں پشت میں خواجہ عبدالحیٔ زندہ پیرؒ ایک ولیٔ کامل اور صاحبِ حال بزرگ تھے حضرت مخدوم شیخ محمود بڈّی زاہدی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبتِ ارادت تھی، حضرت مخدوم اولیائے کاملین میں سے ہوئے ہیں، خواجہ صاحب ہر وقت اپنے شیخ کی خدمت کو کمربستہ رہتے، حضرت مخدوم بھی خواجہ صاحب سے بیحد محبت کرتے تھے، تقربِ خاص کے باعث دوسرے مریدین خواجہ صاحب سے رشک کرنے لگے، خواجہ صاحب کا عالم شباب تھا

Marfat.com

نئی شادی ہوئی تھی، باجازتِ شیخ گھر آئے، دوسرے مریدوں کو یقین تھا کہ تہجد کے وقت ہم میں سے کوئی وضو کا پانی دینے کی سعادت حاصل کریگا مگر شیخ نے فرمایا کہ "نہیں عبدالحی ہی لائیں گے۔" خیر جب تہجد کا وقت ہوا تو خواجہ صاحب عروسی لباس پہنے، پانی لے کر پہنچے۔ اس کے بعد شیخ نے حکم دیا کہ محلہ مخدوم زادگان کے کوئیں سے ایک گھڑا بھر لاؤ، آپ نے فوراً تعمیل کی، اس بلا عذر اطاعت کا شیریں ثمر یہ ملا کہ آپ "زندہ پیر" کے لقب سے مشہور ہیں۔

حضرت مخدوم صاحب محلہ انصار کے غربی جانب مسجد جوگیان میں مدفون ہیں، خواجہ صاحب کا مزار بھی اپنے مرشدِ برحق کے پاس ہی ہے۔

(۵) خواجہ خدا بخشؒ

یہ صاحبِ سوانح کے جدِ امجد تھے، علومِ دین، اور قرأت و تجوید کی تعلیم سے اُن کو عشق تھا، اپنے تینوں صاحبزادے قاری قادر بخش مولانا محمدؒ اور حافظ احمدؒ، مجددِ وقت، یگانہ روزگار حضرت قاری مصلح الدین عباسی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغرضِ تعلیم سپرد کر دیے، اور جب تک تینوں تعلیمِ قرآن میں مکمل نہ ہو گئے اُنہیں قاری صاحب سے الگ نہ کیا، خواجہ خدا بخش، قاری صاحب کا

130534

اتنا ادب کرتے جس کی مثال موجودہ زمانے میں نہیں ملتی، زمینداری کی جو آمدنی آتی، اُس کا ایک حصہ باہر سے باہر قاری صاحب کے دولتکدے پر پہنچا دیتے، عمدہ تربیت اور معقول نگہداشت کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے تینوں صاحبزادے جیّد قاری ہوئے، آپ نے اپنے منجھلے صاحبزادہ کو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بعد تکمیلِ قرأت پیش کیا، چنانچہ وہ زبردست عالم اور درویش ہو گئے۔ خواجہ صاحب کے سارے خاندان کا سلسلۂ بیعت حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے قائم تھا، اس لیے خواجہ صاحب کا احساسِ دینی دہیں کا اثر سمجھنا چاہیئے۔

(۶) حضرت مولانا قاری شاہ محمد صاحبؒ پانی پتی

صاحبِ سوانح کے والدِ بزرگوار تھے۔ گیارھویں صدی ہجری کے آخر میں پانی پت میں پیدا ہوئے، حفظِ کلام اللہ و تجوید و علومِ قرآنیہ کی تکمیل قاری مصلح الدین پانی پتی سے کی، اور ابتدائی علوم اپنے خاندان کے بزرگوں سے حاصل کیے، جب سِنِ بلوغ کو پہنچے تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب، شاہ عبدالقادر صاحب، شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے عام علومِ عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کے لیے دہلی چلے گئے، ایک عرصہ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ

Marfat.com

کے ساتھ ساتھ ان جلیل القدر بزرگوں کی خدمت میں گذارا، تکمیل
علوم کے بعد حضرت قاری حاجی شاہ عبدالمجیدؒ المعروف بہ صوبۂ ہند
سے قرأتِ سبعہ اور کتبِ فن پڑھیں، پھر قاری مجیب اللہ سے
بھی یہ فن سیکھا، اس کے بعد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوگئے
خاندان کے دوسرے بزرگ بھی حضرت ہی سے بیعت تھے، حضرت
قاری صاحب کو علومِ باطنی سے فطری مناسبت تھی، سوز و گداز کی
کیفیت نے غلبہ پایا تو عیش و آرام کی سب چیزوں کو چھوڑ بیٹھے،
شب بیداری، اور ریاضت و مجاہدہ سے زیادہ اب کوئی چیز
محبوب نہ تھی، تاہم شیخ کامل کی توجہ خاص سے اس حالت میں
اعتدال رہا، بال بچوں، اور عزیز و اقارب سے ملنے کے لئے کبھی
پانی پت آ بھی جاتے تو خدمت شیخ میں پہنچنے کا ولولہ پھر زور کرتا
ان وجوہ سے زیادہ تر قیام دھلی میں ہی رہتا تھا، آپ نے
اپنے شیخ کی زندگی ہی میں دھلی کے لوگوں کو مسحور کر لیا تھا، اور
اکثر اشخاص آپ کے مرید و معتقد ہوگئے تھے۔ دھلی کے ایک
رئیس بخشی محمود خاں اختلافِ عقیدہ کے باوجود قاری صاحب کی
خدمت میں عقیدتمندانہ آتے تھے، ایک روز موقع پاکر عرض کی کہ

Marfat.com

"حضرت میرے مکان پر قیام فرمالیں"، مولانا نے ابتدا میں منظور نہیں فرمایا لیکن جب انہوں نے بہت ہی اصرار کیا تو بالآخر مولانا کو قبول کرنا پڑا
شاہ عبدالعزیزؒ کی مجلسِ وعظ اتنی مقبول تھی کہ غیر مذاہب کے لوگ بھی اُس میں نہایت شوق سے شامل ہوا کرتے تھے، اور مولانا کا تو بلاناغہ معمول تھا، ایک روز عاشورہ کا جمعہ تھا، شاہ صاحبؒ نے بدعاتِ محرم کا خوب رد کیا، بخشی محمود خاں بھی شریکِ وعظ تھے، صاحبِ سوانح فرماتے ہیں کہ جب مجلس منتشر ہوئی تو میں والد صاحب کے ہمراہ فتحپوری کے پاس سے جو گذرا تو دروازۂ مسجد پر بخشی صاحب منہ پھلائے کھڑے تھے، والد صاحب نے پوچھا "کہیے بخشی صاحب کیا بات ہے؟" وہ بولے "میاں صاحب نے آج تعزیہ داری پر تو اس قدر لے دے کی لیکن ہزاروں آدمی زنا کرتے ہیں، جوا وغیرہ کھیلتے ہیں، اُن کے متعلق کچھ نہ کہا"۔ والد صاحب نے فرمایا "بخشی صاحب! زناکار اور جوئے باز اپنے افعال نتیجہ کو اچھا جان کر نہیں کرتے، بلکہ خود اقرار کرتے ہیں کہ یہ افعال گناہ ہیں، بخلاف تعزیہ داروں کے کہ وہ ایک بیکار کام کرکے اُسے عبادت جانتے ہیں، اِس لیے تعزیہ داری کے انسداد کی نسبتاً زیادہ ضرورت ہے"۔ بخشی صاحب یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔
اُس زمانہ میں درس و تدریس کا بہت ذوق تھا، اِس لیے مولانا بھی

Marfat.com

اکثر کتابوں کا درس طلبار کو دیا کرتے تھے، اور صرف ونحو کی ابتدائی کتابوں اور جستہ جستہ قرأتِ سبعہ کی تعلیم صاحب سوانح کو مولانا ممدوح نے خود دی تھی۔

بروایت مولانا قاری ابو محمد محی الاسلام صاحب عثمانی جناب موصوف نے بزبانِ اردو ایک رسالہ اَتالیقُ الصِّبیان عقائد واعمال میں تالیف فرمایا تھا، حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی نے بایں الفاظ اسکی تصدیق فرمائی

"مولوی محمد نے فقہ کی کتابوں سے مسائل کا ترجمہ کیا ہے، اور اس کا نام اتالیق الصبیان رکھا ہے، میں نے اس کو اول سے آخر تک سُنا اور سب مسائل کو معمول بہا اور موافق پایا، اللہ تعالیٰ اُن کو دارین میں جزائے خیر دے۔" محمد اسحاق عفی عنہ

۱۲۳۹ھ میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی، اور اپنے شیخ سے ایک سال بعد ۱۲۴۰ھ میں کہ ابھی سنِ کہولت کو بھی نہیں پہنچے تھے، بعمر چالیس سال آپ نے انتقال فرمایا اور باغ شیر افگن خاں دہلی میں دفن ہوئے۔

چار بیٹے اور ایک صاحبزادی آپ نے اپنی یادگار چھوڑیں جنمیں سے منجھلے صاحبزادے وہ بزرگ ہیں جن کی سوانح عمری آپ کے ہاتھ میں ہے۔

Marfat.com

باب سوم

پیدائش، بچپن، حفظِ قرآن، ابتدائی تعلیم فارسی وعربی

حضرت کے نانا پیر محمدؒ ماہ سجادہ نشین مخدوم شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحبِ نسبت وکشف و کرامات بزرگ تھے، ایک مرتبہ سخت کال پڑ رہا تھا، مخلوقِ الٰہی بیحد پریشان تھی، آپ کے گھر میں سیر سوا سیر جَو کے سِوا کچھ موجود نہ تھا، وہی پیس کر روٹی تیار کرلی گئی، اتنے میں ایک سائل آیا، آپ نے وہ سب روٹیاں اُس کے حوالے کردیں، گھر کے آدمیوں نے کہا کہ "آج کئی وقت کے فاقے کے بعد یہ روٹیاں نصیب ہوئی تھیں، اب ہم کیا کھائیں گے؟" فرمایا "خدا پر بھروسہ رکھو" چنانچہ رات کو عشار کے بعد کسی نامعلوم شخص نے دروازہ پر آواز دی، اور ایک بھرا ہوا طباق گرما گرم پلاؤ کا دے گیا، جسے سب گھر والوں نے سیر ہوکر کھایا، صاحبِ سوانح فرمایا کرتے تھے کہ "ہم نے وہ طباق نانا صاحب کے ہاں مدتوں دیکھا، پھر اسے کوئی واپس مانگنے نہیں آیا"۔

حضرت سجادہ صاحبؒ کا ذکر اسی لیے ہوا کہ حضرت ۱۲۲۷ھ میں

Marfat.com

بوقت صبح صادق انہی کے دولت خانے پر پیدا ہوئے، شیر خوارگی کا زمانہ حضرت نانا صاحب کے ہاں گذرا، آنکھ کھولتے ہی آپ نے خانوادۂ ولی اللٰہی کی بہاریں دیکھیں، والد اگر عالم اور ولی کامل تھے، تو نانا صاحب سلسلۂ چشتیہ، صابریہ، جلالیہ کے پشتینی جانشین، غرض بچپن سے جو ماحول بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، وہ حضرت کے فطری جوہروں کو چمکانے والا تھا، تین چار سال کے سن میں کھیلتے کھیلتے کسی نے پوچھا "تم علم دین پڑھوگے؟" تو زبان سے برجستہ نکلا "انشاء اللہ"

جب ذرا اور ہوش سنبھالا، یعنی پانچ سال کی عمر ہوگئی تو خود فرماتے ہیں کہ میں رہٹ چکل میں کھیلتا تھا کہ والد محترم یکایک تشریف لائے اور میرا شانہ پکڑ کر فرمایا "چلو"۔ میں نے عرض کیا "کہاں؟" ۔ فرمایا "جس کام کے لیے پیدا ہوئے ہو" ۔ اس کے بعد مجھے حضرت والدہ صاحبہ کے پاس لے گئے، انہوں نے نہلا دھلا کر صاف کپڑے پہنا دیے، پھر والد صاحب نے بسم اللہ کرائی، اور خود تعلیم دینی شروع کی۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ "وہ دن اور آج کا دن، اللہ کے فضل سے اُس کام میں لگا ہوا ہوں جسکی طرف حضرت والد صاحبؒ نے اشارہ فرمایا تھا۔"

پہلے قرآن مجید مع تجوید والد صاحب نے حفظ کرایا، پھر فارسی کی درسی کتابیں، اور علم صرف کے چند رسالے بھی اُنہوں نے پڑھائے۔

Marfat.com

حضرت نے یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ بچپن میں ایک دن میں نے اچھی طرح مطالعہ نہیں کیا تھا، اس پر والد صاحب نے سبق نہیں پڑھایا، مجھے اتنا غم ہوا کہ رات کو کھانا نہیں کھایا، والدہ صاحبہ کو اس کا نہایت رنج ہوا، اس پر والد صاحب فرمانے لگے کہ "یہ رنج کی بات نہیں بلکہ خوشی کا مقام ہے کہ اس کو پڑھنے سے لگاؤ ہو گیا۔"

ہدایۃ النحو تک کتابیں پڑھ چکنے کے بعد آپ کے والد صاحب نے آپ کو قرآت سبعہ بلا ضبط یعنی متفرق روایتوں کی تعلیم دی۔ والد صاحب کے مستقل طور پر دہلی میں قیام کے باعث آپ کا یہ زمانۂ تعلیم وہیں بسر ہوا۔

آپ اپنے والد صاحب کے ہمراہ بارہا حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ کی خدمت میں جایا کرتے تھے، حضرت کے مواعظ بھی بہت سُنے مگر صغر سنی کی وجہ سے مضمون نہ سمجھ سکتے تھے، البتہ وعظ کے بعد سامعین باہم جو گفتگو کرتے، وہ بعض کیفیتیں خوب یاد تھیں۔

شاہ صاحبؒ اپنے آبا و اجداد کے مزار پر ہر سال جو مجمع خواص کرتے تھے، آپ بھی متعدد مرتبہ اُس میں شامل ہوئے ہیں۔

ابھی آپ کی عمر صرف ۱۴ سال کی ہی ہوئی تھی، اور تعلیم کا سلسلہ ہنوز جاری تھا کہ آپ کے والد صاحب رحلت فرما گئے ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد   رُوئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

Marfat.com

باب چہارم

والدِ محترم کی وفات۔ تائیدِ غیبی۔ تحصیلِ علوم

سنہ ۱۲۴۰ھ میں آپ کے والد صاحب کی وفات ہوگئی، حضرت کی عمر اُس وقت صرف ۱۳ برس کی تھی، آپ کو سایۂ پدری کے سر سے اُٹھ جانے کا نہایت صدمہ ہوا، چنانچہ کئی روز تک آپ پر غشی کے دَورے پڑتے رہے۔ بعد ازاں آپ پانی پت چلے آئے، عمِ بزرگوار قاری قادر بخش صاحب قِلعۂ مُعَلّٰی میں شہزادوں کے اُستاد تھے، اور یہاں گھر پر بجز والدہ ماجدہ کوئی تربیت اور نگہداشت کرنیوالا نہ تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیم سے طبیعت اُچاٹ ہوگئی، بے پروائی کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ایک سال محراب بھی نہ سُنائی، شکار کا شوق ہفتوں جنگلوں میں لیے پھرتا، والدہ بیچاری یہ حالت دیکھ دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوتیں، اور فرطِ محبت سے بار بار سمجھاتیں، مگر آپ ہُوں ہاں کر کے ٹال دیتے۔ ایک رات والدِ مرحوم کو خواب میں دیکھا، آپ نے نہایت شوق سے سامنے پہنچکر سلام عرض کیا، لیکن اُنھوں نے کوئی جواب نہ دیا اور دوسری طرف رُخ پھیر لیا، یہ جھٹ دوسری طرف گئے، مگر اُنھوں نے

Marfat.com

پھر بھی اعراض کیا۔

تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد متواتر یہی واقعہ آپ خواب میں دیکھتے رہے، مگر اس کا صرف اتنا اثر ہوا کہ آپ نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کردی، جو پھر کبھی ساری عمر ناغہ نہ ہوئی، لیکن تعلیم سے بے پروائی ہنوز موجود تھی۔

جب اس حالت کو عرصہ گذر گیا تو ایک روز والدہ نے پاس بلایا اور نہایت درد اور محبت کے ساتھ سمجھانے لگیں، سمجھاتے سمجھاتے اُن کی طبیعت بھر آئی اور وہ رونے لگیں، انہیں روتا دیکھ کر آپ بھی رونے لگے،

اس واقعہ کا دل پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ اُسی وقت تمام نکمے مشغلوں سے طبیعت کو نفرت ہو گئی، اور تحصیل علم کا شوق موجزن ہو گیا، لیکن اب نہ والد بزرگوار تھے جو آغوشِ پدری میں تعلیم دیتے، اور نہ حضرت شاہ صاحب موجود تھے جو دستگیری فرماتے۔ والد مرحوم کے تلامذہ سے یہ امید وابستہ کی کہ وہ کچھ توجہ دیں، مگر کسی نے زبانی ہمدردی کے سوا بات نہ پوچھی اب آپ کو اپنے ضیاعِ وقت کا احساس ہوا اور طبیعت نہایت مغموم رہنے لگی ایک روز خواب میں پھر والد محترم کی زیارت ہوئی، آپ نے سارا واقعہ سنایا والد صاحب نے فرمایا "اب ہم سے کچھ توقع بیکار ہے"۔ متعدد مرتبہ ایسا ہی ہوا

Marfat.com

ہوتا رہا، آخر ایک بار والدِ مرحوم نے ہاتھ پکڑا اور فرمایا "میرے ساتھ ساتھ آجاؤ"۔ پھر وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے، اور عرض کیا "فِداکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ یا رسول اللہ! یہ عبدُ الرحمٰن حاضر ہے"۔ حضورِ پُرنور اُس وقت ایک چوکھٹ کی دھلی پر اُس کا سرا پکڑے بحالتِ قیام جلوہ افروز تھے، چنانچہ آپؐ نے دستِ مبارک بڑھایا، اور صاحبِ سوانح کو آغوش میں لے کر سینۂ فیض گنجینہ سے چمٹا لیا حضرت فرماتے تھے "علمنی علما لا یخطر ببال ولا یحیط به المقال" یعنی بیداری کے بعد اتنا شرحِ صدر ہوا کہ مشکل سے مشکل کتاب کے معرکۃ الآرا مسائل پانی معلوم ہونے لگے، دقیق سے دقیق کتابیں معمولی مطالعہ کے بعد آسانی سے حل ہوجاتیں۔

اِس واقعہ کے بعد عجیب بات یہ ہوئی کہ اب جس اُستاد کے پاس آپ جاتے، وہ نہایت لُطف و مہربانی سے پیش آتا۔

آپ کی تعلیم کا یہ سلسلہ دوبارہ ۱۲۴۲ھ سے شروع ہوا، حضرت قاری عبید اللہ عرف قاری لالہ اُن دنوں پانی پت تشریف فرما تھے، آپنے دَورِ قرآن مجید اور تجوید کا استفادہ اُن سے کیا، پھر دھلی چلے آئے اور اپنے بڑے چچا قاری قادر بخش صاحب قدس سرہ سے دَور بھی کرتے اور تجوید بھی سیکھتے تھے۔

Marfat.com

بابـــــــــــــــــــ پنجم

اَساتذہ کا مختصر تذکرہ

نیز

تحصیلِ علم میں انہماک تعلیم کا شوق و ولولہ سفر کی صعوبتیں

دھلی پہنچنے کے بعد آپ نے رشید المتکلمین مولانا رشید الدین خاں صاحب دہلوی سے مکمل طور پر فنِ نحو کی تحصیل کی علم صرف کی کتابیں والدِ مرحوم سے پہلے پڑھ چکے تھے، اس کے بعد اکثر ادب، فقہ، اُصول، اور معقولات کی کتابیں سرسری طور پر استاذ العلما مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں پھر دفعتہً یہ خیال پیدا ہوا کہ فنِ تجوید و قرآتِ سبعہ کی تکمیل پہلے کرلیجائے لہٰذا ۱۲۴۵ھ کے وسط میں آپ دھلی سے امروہہ ضلع مرادآباد تشریف لے آئے۔

اس کے بعد ہم یہاں اُن بزرگوں کا مختصر تذکرہ قلمبند کریں گے۔ جن سے آپ نے وقتاً فوقتاً علم کی تحصیل کی ہے، اسی ضمن میں حصول تعلیم کے لیے آپ نے جو مشکلات اٹھائیں، سفر کی جو صعوبتیں برداشت

Marfat.com

کیں، اور جس ذوق و شوق اور انہماک کے ساتھ علم حاصل کیا، اُس کی مجمل کیفیت بھی بیان کی جائے گی:۔

(۱) حضرت مولانا قاری شاہ امام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ مولانا شاہ غلام علیؒ صاحب جانشین مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز اور علوم قرأت میں مولانا قاری محمد عرف مولوی کرم اللہ صاحب دہلوی کے شاگرد رشید تھے تقریباً ڈھائی سال تک حضرت امروہہ میں ان سے پڑھتے رہے، قصبے سے باہر ایک ویرانے میں قیام تھا، صرف تعلیم کے لیے مولانا سیّد امام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوتے، ایک دن اُسی ویرانے میں بھوک سے بیتاب تھے، کیونکہ کئی وقت فاقے سے گذر گئے تھے، یکایک ایک نامعلوم شخص نہایت عمدہ کھانا دے گیا اور کہہ گیا کہ برتن فلاں جگہ رکھ دینا"

آپ نے کبھی اپنی مجبوری کسی پر ظاہر نہیں کی، جب کوئی ایسی صورت پیش آتی تو پردۂ غیب سے خود بخود سامان ہو جاتا۔

آپ نے مولانا سے اولاً قرآتِ سبعہ مکررہ متواترہ بقاعدہ جمع الجمع مع الضبط کی تحصیل کی، پھر شاطبیہ وغیرہ کتب فن سبقاً سبقاً پڑھیں، اِس کے بعد پوری مشکوٰۃ شریف اور ۹ سپارے

Marfat.com

صحیح بخاری کے بھی جناب ممدوح نے پڑھائے، سلوک میں طریقۂ محمدیہ اور وحدت الوجود کی ایک کتاب کاسر الاسنان حضرت مولانا سے پڑھ کر فیوض و برکاتِ باطنی کا استفادہ کیا۔

جب آپ مولانا سے رخصت ہونے لگے تو آپ کی سند میں استاذِ محترم نے یہ عبارت تحریر فرمائی:۔

"اجازت دادم شیخ القرار زبدۃ الاتقیار مولوی عبدالرحمٰن الانصاری الغانی فتی زاد اللہ توفیقہ و برکاتہ"۔

مولانا سید امام الدین مجددی نظری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ۱۲۴۶ھ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

(۲) حضرت مولانا محمد قلندر صاحب محدث جلال آبادیؒ

یہ بزرگ بڑے پایہ کے عالم تھے، حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کو نسبتِ حضوری حاصل تھی، یعنی روزانہ خواب میں زیارت سے مشرف ہوتے تھے، اپنے علاقہ میں نہایت صاحبِ کشف و کرامات مانے جاتے تھے، علم و فضل کے ساتھ تقویٰ و طہارت، اور نیکی و پرہیزگاری میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے، جلال آباد ضلع مظفر نگر (یو۔پی) آپ کا وطن تھا، صاحبِ سوانح کو تحصیلِ علوم کا شوق آپ کے پاس بھی لے گیا، حضرت ممدوح سے آپ نے

Marfat.com

ثلث صحیح بخاری اور بعض دیگر کتب دینیات پڑھیں

(۳) اُستاذ العلماء حضرت مولانا مملوک علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلال آباد سے فارغ ہونے کے بعد صاحب سوانح دہلی تشریف لے آئے اور علوم عقلیہ و نقلیہ کی جو کتابیں پہلے مولانا مملوک علی صاحب سے ناتمام پڑھی تھیں، اب پوری توجہ اور نہایت انہماک سے اُن کو از سرِ نو پڑھا۔ اُس زمانہ میں مولانا دہلی میں اجمیری دروازہ کے باہر موجودہ عربک کالج کی قدیم عمارت میں درس دیا کرتے تھے۔

صاحبِ سوانح کے شوقِ علم کا ایک دلچسپ واقعہ حضرت نے ایک بار مولانا سے عرض کیا کہ "مجھے خارج از مدرسہ مختصر المعانی پڑھا دیجئے"۔ مولانا نے فرمایا "ایک کچی گھڑی وقت دے سکتا ہوں" (موجودہ گھڑیوں کے حساب سے یہ پَون گھنٹہ ہوتا تھا)

حضرت فرماتے ہیں کہ اُن دنوں کلکتہ کے چھاپے کی کتاب میرے پاس تھی، اُس کے موٹے موٹے حروف کا پُورا ایک صفحہ بھی نہیں ہونے پاتا تھا کہ گھڑی ریت گرا دیتی تھی، اور وقت ختم ہوجاتا تھا۔

پہلے روز جب وقت ختم ہوگیا تو مولانا نے فرمایا "بس" - مگر اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں کہ میں خوب مطالعہ کرکے لے جاتا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب وقتِ مقررہ کے اندر دو تین ورق روزانہ ہوجاتے تھے۔

Marfat.com

ایک دن مولانا نے خوش ہو کر فرمایا "بھئی گھوڑا اپنا گھانس دانہ خود بڑھا لیتا ہے، اب میں تمہارا وقت بڑھا دیتا ہوں"۔ پھر تو مولانا کی مہربانی دن بدن زیادہ ہونے لگی۔

صاحبِ سوانح فرمایا کرتے تھے کہ "میں نے مختصر المعانی سے زیادہ کسی کتاب پر محنت نہیں کی، اور میں اپنی موجودہ قابلیت اسی کتاب کی بدولت پاتا ہوں"۔

مولانا مملوک علی کے تلامذہ کیسے قابل ہوتے تھے؟ عم بزرگوار مولانا قاری عبدالسلام صاحب نے جن کو حضرت کی خدمت میں بالعموم چوبیس ۲۴ گھنٹے حاضری کا شرف حاصل رہتا تھا، مولانا مملوک علی کے متعلق ایک اور واقعہ حضرت سے خود سُن کر مسوداتِ سوانح میں قلمبند کیا ہے، جو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

سررشتہ تعلیم کا کوئی بڑا افسر ایک مرتبہ دہلی میں آیا، جناب مفتی صدرالدین صاحب کو مولانا مملوک علی سے معاصرانہ چشمک تھی، اُنکی اندرونی تحریک سے افسر مذکور نے مولانا کو اطلاع بھیجی کہ مدرسہ کا امتحان مفتی صاحب میرے سامنے لیں گے۔ صاحبِ سوانح فرماتے ہیں کہ مولانا نے مجھے بُلایا، اور فرمایا "حافظ جیو امتحان دینا پڑے گا"۔ مولوی محمد مظہر صاحب سہارنپوری اور مولوی وجیہہ اللہ صاحب، اور میں، تینوں ہمدرس تھے، میں نے معذرت کی، اور عرض کیا کہ میری تعلیم خارج از مدرسہ

ہوتی ہے"۔ فرمایا "ہم نے پڑھایا ہے، تم اس پڑھائی میں امتحان دو"
عرض کیا "کونسی کتاب میں سے امتحان لیا جائیگا؟" ارشاد ہوا کہ
"مجھے کیا پتہ کونسی کتاب ہوگی؟" میاں محمد مظہر نے مجھے بتایا کہ
"یہ تو مفتی صاحب ہمارے مولانا سے چھیڑ کر رہے ہیں، ذرا ہوشیار ہوکر
امتحان دینا چاہیئے"۔ چنانچہ باہمی مشورہ سے ہم تینوں اس بات پر
متفق ہوگئے کہ امتحان ہونے دو، انشاءاللہ دیکھا جائے گا۔ خیر
مفتی صاحب تشریف لائے، اور معقول کی کتاب میں سے ایک مقام
پڑھوایا، ہمارے ساتھی نے دانستہ عبارت غلط پڑھی، مفتی صاحب
نے فرمایا "سنبھل کے پڑھو"۔ اُس نے دوبارہ وہی غلطی کی، پھر
مفتی صاحب نے یکے بعد دیگرے دوسروں سے وہی عبارت پڑھوائی
اُنہوں نے بھی اُسی طرح پڑھا، اب مفتی صاحب نے ترجمہ و مطلب
بتانے کو کہا، ہم نے جیسی عبارت پڑھی تھی، ویسا ہی مطلب بیان کیا
مفتی صاحب نے فرمایا "کیا یہ مطلب اسی طرح ہے؟" ہم سب نے
بیک زبان عرض کیا "جی ہاں! اگر غلط ہو تو جناب اعتراض فرمائیں"
اس پر مفتی صاحب نے مولانا کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا "مولانا! یہ
جماعت طالب علموں کی ہے یا فاضلوں کی؟" میں نے مولانا کی طرف
نظر اٹھائی تو وہ مسکرا رہے تھے، مفتی صاحب کے استفسار پر مولانا نے

Marfat.com

جواب دیا "مفتی صاحب! میرے طالب علم تو ایسے ہی ہوا کرتے ہیں آپ اعتراض کریں، یہ جواب دیں گے۔" مگر اِس کے بعد مفتی صاحب نے افسرِ تعلیم سے فرمایا کہ "جب اِن طالب علموں کا یہ حال آپ نے دیکھا تو اب مزید امتحان کی ضرورت نہیں رہی، نہایت عمدہ تعلیم ہے یقین ہے کہ تمام طالب علم ایسے ہی نکلیں گے۔"

مولانا مملوک علی کو اپنے تلامذہ پر فخر تھا

پھر صاحبِ سوانح نے فرمایا کہ "مولانا کی تعلیم میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت دی تھی، ایک مرتبہ دہلی میں ایک طالب علم آیا، اُس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ بیسؔ سال میں رسالہ میر زاھد پڑھا ہے، اور اس مضمون میں اُس کی شہر بھر میں کوئی ہمسری نہیں کرسکتا مولانا نے سُنا تو فرمایا "اُس طالب علم نے تو بیسؔ سال پڑھ کر یہ بات پیدا کی ہے، لیکن میرے یہ شاگرد جب بیسؔ سال دوسروں کو پڑھا چکیں گے، اُس کے بعد یہ شخص اُن سے مقابلہ کر کے دیکھے۔"

متذکرہ بالا واقعہ بیان کرنے کے بعد صاحبِ سوانح نے فرمایا کہ "ہم نے مختلف علوم و فنون کی انتہائی کتابیں قریباً پونے تین سال میں تمام کی تمام پڑھ لی تھیں، اِن مختلف علوم کی تحصیل کے علاوہ دینیات کی تکمیل حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے علیحدہ ہوئی۔"

Marfat.com

(۴) حضرت مولانا سیّد محمدؐ صاحب دہلوی

جناب مولانا سیّد مُحمّد صاحب دہلوی بھی صاحبِ سوانح کے اُستادوں میں سے تھے، مگر خاکسار راقم کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ حضرت نے کس علم کی تحصیل مولانا سے کی تھی؟

(۵) حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ سوانح کے والدِ ماجد کے تذکرے میں یہ بات بتائی جا چکی ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے حضرت کے بزرگوں کو عقیدتمندانہ تعلق تھا، اور حضرت نے بھی آنکھ کھولتے ہی اس خاندان کی بہاریں دیکھیں، چنانچہ جب دوسرے ماہرینِ علوم اساتذہ سے آپ اکتساب فن کر چکے، تو ۱۲۵۳ھ سے کلیتہً حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں داخل ہو گئے۔

صاحبِ سوانح کا تحصیلِ علم میں غیر معمولی انہماک تحصیلِ علم کے ساتھ صاحبِ سوانح کو اتنا شوق اور انہماک تھا کہ بقول شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی

"زمانۂ طالب علمی میں اگر کوئی ہم عمر یا عزیز دھلی ملاقات کے لیے جاتا تو اُس سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یا سرسری ملاقات کے بعد صاف طور پر یہ فرما دیتے کہ اس سے زیادہ فرصت نہیں، جب اللہ تعالیٰ بامراد

Marfat.com

بلائے گا اُس وقت ملیں گے۔"

صاحبِ سوانح کبھی اپنا سبق ناغہ نہ ہونے دیتے حضرت شاہ صاحبؒ کے حلقۂ درس میں دَورۂ حدیث بعدِ ظہر ہوا کرتا تھا، ایک روز اتفاقاً وقت سے پہلے دھواں دھار بارش ہونے لگی، جو طلبار اُس وقت حاضر تھے، اُنھوں نے حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں عرض کی کہ " قاری صاحب کی قیامگاہ دُور ہے، اور بارش تھمتی نظر نہیں آتی، غالباً وہ نہیں آسکیں گے، حضرت سبق شروع کرادیں"۔ فرمایا " ابھی ٹھیرو، وہ ضرور آئیں گے"۔ شاہ صاحب نے یہ فرمایا ہی تھا کہ صاحبِ سوانح پائنچے چڑھائے، اور کتاب ایک گھڑے میں بحفاظت بند کیے وقتِ مقررہ پر پہنچ گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے اِنھیں دیکھتے ہی طلبار سے خوش ہوکر فرمایا " لو دیکھو میں نے کیا کہا تھا؛ وہ قاری صاحب آگئے، آؤ اب سبق پڑھو"۔

صاحبِ سوانح نے دینیات کے سب علوم تمام وکمال شاہ صاحب سے پڑھے، توجہ خاص سے وہ کتابیں بھی جو دوسری جگہ پڑھی تھیں، اور بعض غیر درسی کتابیں حضرت شاہ صاحبؒ نے آپ کو پڑھائیں۔

صاحبِ سوانح کے ایک اور اُستاد حضرت شاہ صاحب ایکبار علیل ہوگئے تو اِس خیال سے کہ ناغہ نہ ہو، حضرت نے حکم دیا کہ جناب مرزا حسن علی محدث دہلوی سے سبق پڑھ لیا کرو، چنانچہ صحیح مُسلم، ابُوداؤد، ترمذی

Marfat.com

مرزا صاحب سے پڑھیں، اُنھوں نے بھی حضرت کو سند دی ہے۔

دستارِ فضیلت کا باندھنا صحتیاب ہونے کے بعد جب حضرت میاں صاحب آپ کو تکمیلِ علوم کرا چکے تو ایک عظیم الشان جلسہ کیا، اور اپنے دستِ مبارک سے حضرت کے سر پر دستارِ فضیلت باندھی، اور فرمایا کہ یہ دستار و سند مولوی صاحب کو علوم ظاہری کی دی گئی ہے۔

تکمیل علومِ باطنی ۱۲۵۶ھ کے آخر میں آپ کو علومِ ظاہری سے فراغت ہو گئی تھی، اِس کے بعد ۱۲۵۸ھ تک ذکر و شغل اور اوراد و وظائف کا مشغلہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں رہا۔

مختلف کتب کی سند و اجازت رسالہ قول الجمیل کے اشغال و اعمال اور اوراد کا استفادہ کر کے ۲۱ رمضان المبارک ۱۲۵۸ھ کو حضرت شاہ صاحب نے سورۂ صف سُنی، اور تمام قرآن مجید کی سند و اجازت مرحمت فرمائی، ۲ شوال المکرم ۱۲۵۸ھ کو رسالہ نوادرِ احادیث کی سند اور ۲۸ شوال ۱۲۵۸ھ کو دُرِّ ثمین کی سند عطا ہوئی، آپ کی اکثر کتابوں کے آخر میں خواندگی اور ختم کی سند مع مہر حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے دستِ مبارک سے ارقام فرمائی ہے، اور صحاح ستّہ کی اجازت اِس سے بہت پہلے ۱۱ جمادی الثانی ۱۲۵۶ھ کو حضرت شاہ صاحبؒ دے چکے تھے۔

Marfat.com

سند واجازتِ عامہ بالآخر ۱۶ ارشوال المکرم ۱۲۵۸ھ کو حضرت شاہ صاحبؒ نے آپ کو سند واجازتِ عامہ تحریر فرما کر دی، اور سلاسلِ اربعہ میں اخذِ بیعت کا مجاز بنا دیا، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ بزرگوار مولانا ذوالفقار علیؒ صاحب، جو حضرت کے خاص دوستوں میں سے تھے، اُنہوں نے مولانا محمد ابراہیم صاحب کرنالی سے بیان کیا کہ میں اس جلسہ میں موجود تھا جس میں حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ:-

"یہ سند و دستار مولوی صاحب کو علومِ ظاہری کی دی گئی ہے، ارشاد اور خلافتِ باطنی کی سند مع خرقہ ہم اُن کو پہلے دے چکے ہیں۔"

صاحبِ سوانح کا ایک حدیث کیلئے بنارس کا سفر جس زمانے میں حضرت شاہ صاحبؒ سے آپ اکتسابِ فیض کر رہے تھے، تو آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ عبد المحسن بن شیخ محمد طاہر سنبل مکی ثم المدنی بنارس تشریف فرما ہیں تو آپ بنارس گئے، اور ۷ رشعبان المعظم ۱۲۵۷ھ کو حضرت ممدوح سے ملاقات کر کے حدیثِ مصافحہ مرویہ قاضی شمہورس صحابی جنی رضی اللہ عنہ کی سند بھی لی۔

سلف کے متعلق ایسے واقعات بہت سننے میں آئے ہیں کہ وہ کسی ایک حدیث کی تحقیق کے لیے دور دراز کے سفر کی صعوبتیں اٹھاتے تھے، صاحبِ سوانح بھی سلف کا مکمل نمونہ تھے، چنانچہ آپ نے اِس

Marfat.com

ایک حدیث کی روایت کے لیے بنارس کا دور دراز سفر کیا، جو آج سے ایک صدی پہلے صعوبتوں سے پُر تھا۔

شاہ صاحبؒ کی ہجرت اور حضرت کا شوقِ استفادۂ علوم ۱۲۵۹ھ میں یکایک حضرت شاہ صاحبؒ کا ارادہ حج کا ہو گیا، اُس وقت صاحبِ سوانح، بموجب حکم شاہ صاحبؒ باندہ میں علومِ دینیات کی خدمت پر مقرر ہو چکے تھے حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے سفرِ حج کی اطلاع بھیجی، تو آپ فوراً وہاں سے دھلی چلے آئے، اور اپنے شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ "مجھ سے حضور کی مفارقت گوارا نہیں ہو سکتی، اگر اجازت ہو تو ساتھ ہی چلا چلوں" مگر حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ فرما کر روک دیا کہ "نہیں تمہیں ابھی یہاں بہت سے کام انجام دینے ہیں"۔

سفرِ حج اور کسبِ فیض ظاہری و باطنی اگرچہ اِس وقت خاموش ہو گئے، لیکن چند ماہ بعد باندہ سے پانی پت آئے، اور گھر کا بندوبست کرنے کے بعد ایک قافلے کے ساتھ بغرضِ حج روانۂ حجاز ہو گئے، جب یہ سفر مع الخیر پورا کر لیا تو مناسکِ حج کے بعد ایک سال تک مکہ معظمہ میں قیام فرمایا۔

اِس یکسالہ قیام کے دَوران میں آپ نے حضرت شاہ صاحبؒ سے دوبارہ استفادۂ ظاہری و باطنی کیا، اور صحاحِ ستہ کی مکرّر قرأت و سماعت کی۔

Marfat.com

مولانا احمد علی محدث کا آپ کے ساتھ شامل درس ہونا | جو درس صاحب سوانح نے مکہ معظمہ میں ایک سال تک حضرت شاہ صاحبؒ سے لیا، اس میں جناب مولانا احمد علیؒ صاحب محدث سہارنپوری بھی آپ کے ساتھ شامل تھے۔

شاہ صاحبؒ کی سند صاحب سوانح کی کتابوں پر | مکہ معظمہ میں جو کتابیں آپ نے حضرت شاہ صاحبؒ سے پڑھیں، ان سب کے آخر میں حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے قلم سے مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہے:-

"یہ کتاب مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے مکہ معظمہ حطیم حرم محترم میں مجھ سے پڑھی۔"

دوسرے حج سے فراغت پر پانی پت تشریف آوری | صاحب سوانح جب دوسرے حج سے فارغ ہو لیے تو اپنے شیخ سے اجازت لے کر واپس ہندوستان تشریف لے آئے، اور کچھ دنوں تک اپنے وطن پانی پت میں مقیم رہ کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے رہے۔

باندہ میں قیام | پانی پت میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ حسب الارشاد حضرت شاہ صاحبؒ باندہ تشریف لے گئے، جہاں مدتوں حق کے طالبوں، اور ہدایت کے متلاشیوں کو معارف و نکاتِ قرآن و حدیث سے فیضیاب کرتے رہے۔ فیوض و برکات کا یہ سلسلہ باندہ میں عرصہ تک جاری رہا۔

Marfat.com

باب ششم

بزرگوں کا ادب شیوخ کے دلمیں قدر

شیوخ کی بلا عذر تقلید کے متعلق مولانا حالی کا بیان اپنے قابلِ احترام اُستاد کا تذکرہ لکھتے ہوئے شمس العلماء مولانا حالی فرماتے ہیں :-

"معاملاتِ دین میں حضرت اپنی رائے اور قیاس کو کبھی دخل نہ دیتے تھے، بلکہ جو کچھ شیوخ و اساتذہ سے سُنا تھا، یا جس طریق پر اُنکو چلتے دیکھا تھا، یا جس طرح کتابوں میں پڑھا تھا، اُس سے سرِ مُو تجاوز نہ کرتے تھے"۔ انتہیٰ بلفظہٖ

خاندان شاہ ولی اللہؒ سے عقیدت خاکسار راقم نے متعدد بزرگوں سے سُنا ہے کہ صاحبِ سوانح اپنے شیوخ اور اساتذہ کا بیحد ادب کرتے کوئی شخص مسئلہ یا بات پُوچھتا اور اُس کی وجہ بھی دریافت کرتا تو فرمادیتے "میں نے حضرت میاں صاحب کو یونہی کرتے دیکھا ہے"۔ یا "ہمارے میاں صاحب یہ بات اِسی طرح فرماتے تھے"۔ غائت ادب سے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو "بڑے میاں صاحب" اور اپنے اُستاد و مرشدِ برحق حضرت مولانا شاہ

Marfat.com

محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو "میاں صاحب" کہا کرتے تھے، اور اپنے استادوں کا اُس وقت بھی نہایت ادب و احترام کرتے تھے جبکہ آپ مرجعِ خلائق بن گئے تھے۔

اختلافِ مسلک کے باوجود اُستاد کا ادب

حضرت کے بھتیجے خواجہ انعام اللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ آپ نے مولانا سید محمد صاحبؒ دہلوی سے بھی کچھ کتابیں پڑھی تھیں، مولانا ممدوح کسی قدر بدعات کی طرف مائل تھے، حضرت اُن کی ملاقات کو تشریف لے گئے، وہاں اُس وقت اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے، اُن میں سے کسی نے میلادِ مروجہ کا مسئلہ حضرت سے دریافت کیا، اور کہا کہ "یہ بتائیے کہ بدعتی حق پر ہیں یا وہابی؟" تو حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ "میرے اُستاد تشریف فرما ہیں ان سے پوچھو، ان کے سامنے میں کیا ہوں"۔ یعنی اختلافِ مسلک کے باوجود آپ نے اُستاد کے ادب کو ملحوظ رکھا۔

جب حضرت نے یہ جواب دیا تو مولانا سید محمد صاحبؒ نے باصرار آپ سے مسئلہ کی وضاحت کے لیے فرمایا، اس پر آپؒ نے اُستاد کے حکم کی تعمیل میں سائل کی تشفی کے لیے حق بات بیان فرمادی۔

اپنے شیوخ کے اِس ادب و احترام کی وجہ سے تمام اساتذہ کے دل میں آپ کی بیحد قدر تھی، مولانا مملوک علیؒ، اور مولانا قاری شاہ

Marfat.com

امام الدین صاحب امرد ہوی کے نزدیک حضرت کا جو بلند مرتبہ تھا وہ باب پنجم "تحصیل علوم" کے ضمن میں آچکا ہے، اب صرف حضرت میاں صاحب کے تعلقِ خاص پر یہ باب ختم کردیا جائے گا۔

شاہ صاحبؒ صاحبِ سوانح کو کس نظر سے دیکھتے تھے

صاحب سوانح کا ہندوستان کے اُس گھرانے سے تعلق تھا، جہاں بیرونی ممالک کے لوگ دُور دُور سے آکر فیضیاب ہوتے تھے، آج ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دوسرے اسلامی ممالک میں بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا نام اشاعت علومِ دینیہ کے باعث آفتاب کی مانند روشن ہے، اور آخر زمانہ میں آپ کی اولاد میں سے یہ سلسلۂ فیض حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی نے عرب اور عجم میں بڑی وسعت سے پھیلایا، تم کوئی ایسا دینی ادارہ نہ پاؤ گے جہاں حضرت شاہ صاحب ممدوح کے بالواسطہ تلامذہ نہ پائے جاتے ہوں۔

شاہ صاحب کو حضرت سے جو تعلق خصوصی تھا، اُس سے ناظرین کو صاحبِ سوانح کی عظیم شخصیت کا حقیقی پتہ چلے گا، اس کے متعلق اگرچہ گذشتہ اوراق میں بھی بعض واقعات سپردِ قلم ہوئے ہیں، مگر ضرورت ہے کہ یہاں ذرا زیادہ تفصیل اور وضاحت کے ساتھ اس مضمون کو بیان کیا جائے :-

Marfat.com

اگرچہ حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں طلباء کا بیحد ہجوم رہتا تھا، مگر غیر درسی کتابوں کو تمام و کمال پڑھانا، اور جلسۂ دستار بندی میں خلافتِ باطنی کا اعلان، یہ تعلقِ خاص بجز صاحبِ سوانح کے شاید ہی کسی کو نصیب ہوا ہو۔

جب حضرت شاہ صاحبؒ صاحبِ سوانح کو سندِ حدیث دینے لگے تو فرمایا "میں قاری صاحب کو الفاظِ حدیث کی تحصیل کی سند دے رہا ہوں، معانیٔ احادیث میں نے خود ان سے اخذ کیے ہیں"۔ اگرچہ یہ یقینی امر ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کا یہ ارشاد محض تواضع تھا، لیکن اس سے شاگرد کی اہلیت اور وقعت و عظمت، جو استاد کے دل میں تھی، بالکل واضح طور پر ظاہر ہوگئی۔

ایک اور واقعہ اسی قسم کا سنیئے۔ عالیجناب نواب ذوالفقار بہادر والیٔ باندہ جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے بیعت تھے، اُنہوں نے حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ سے درخواست کی تھی کہ حضرت اپنا کوئی خلیفہ باندہ کے لیے مقرر فرما دیں، جو وہاں کے لوگوں کو فیوضِ ظاہری و باطنی سے مستفید فرمائیں، اس پر شاہ صاحبؒ نے اپنے بے شمار شاگردوں میں سے صاحبِ سوانح کو اس کام کے لیے منتخب فرمایا، اور چند ہی ماہ بعد جب حضرت شاہ صاحبؒ، ہندوستان

Marfat.com

سے ہجرت کرنے لگے تو صاحب سوانح کو دھلی بُلایا، اور اُنھوں نے جب ساتھ چلنے کا ارادہ ظاہر کیا، تو فرمایا "نہیں تمہیں ہندوستان ہی میں بہت سے دینی کام انجام دینے ہیں"۔ نیز جب دھلی سے روانہ ہوکر قطب صاحب ٹھہرے، اور تمام عمائد شہر دھلی مشائعت کو وہاں تک پہنچے، تو ایک اہل حدیث عالم نے جو حضرت شاہ صاحبؒ کی موجودگی تک اپنے آپ کو حنفی کہا کرتے تھے، شاہ صاحبؒ سے عرض کیا کہ "حضرت دھلی کو علم سے خالی کیے جارہے ہیں، اپنا کوئی جانشین مقرر فرما دیجئے"۔ عمائد دہلی نے بھی اس قول کی ہم نوائی کی، مگر حضرت شاہ صاحبؒ خاموش رہے، دوسری بار عرض کیا تو پھر آپ چپ رہے، تیسری مرتبہ سب کے اصرار پر فرمایا "ہم نے قاری عبدالرحمٰن اور نواب قطب الدین خاں کو حدیث پڑھادی ہے، اِن سے استفادہ کرو"۔

صاحبِ سوانح نے ایک مرتبہ نواب صدر یار جنگ بہادر مولوی حبیب الرحمٰن خانصاحب شروانی سے خود فرمایا کہ "جو کتب خانہ حضرت شاہ صاحبؒ نے بوقتِ ہجرت اپنے ساتھ لیا، اُس کا وزن ۹ من تھا، اِس کے علاوہ جتنا ذخیرہ باقی رہا، اُس کے متعلق مجھے اور نواب قطب الدین خاں صاحب کو حکم دیا کہ یہ سب نیلام کردیا جائے

چنانچہ ہم دونوں نے یہ خدمت انجام دی۔

حضرت شاہ صاحبؒ جس محبت اور مہربانی سے صاحبِ سوانح سے پیش آتے تھے، اور جس قدر اُن کو عزیز رکھتے تھے، اُس کا اندازہ ذیل کے واقعے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

ایک دفعہ شمس العلماء مولانا الطاف حسینؒ حالی نے مولانا محمد ابراہیم کرنالی سے بیان کیا کہ مجھ سے خود صاحبِ سوانح نے فرمایا کہ "حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں جب کبھی حاضری کی سعادت مجھے نصیب ہوتی تو حضرت بالعموم یہ فرمایا کرتے کہ "کھانا میرے ساتھ کھانا"۔ لیکن حضرت کے ہندوستان سے ہجرت فرما جانے کے بعد جب میں مکۂ مکرمہ پہنچا، تو حضرت نے اس مرتبہ بالکل خلافِ معمول مجھ سے کھانے کے لیے نہ پوچھا، لیکن ویسے نہایت ہی تپاک اور محبت سے ملے۔ میں سوچنے لگا کہ نہ معلوم کیا وجہ ہوئی کہ آج مجھے حضرت نے کھانے کے واسطے نہ فرمایا۔ حالانکہ میں ہندوستان سے چل کر ہزاروں کوس کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اُن کی خدمت میں پہنچا ہوں، مگر خیر میں خاموش رہا اور دل میں خیال کر لیا کہ کوئی خاص ہی وجہ ہوگی، ہندوستان سے چلتے وقت نواب صاحب باندہ نے حضرت کی نذر کے لیے ایک ہزار روپے مجھے

Marfat.com

دیے تھے، جب میں نے وہ رقم حضرت کی خدمت میں پیش کردی تو
آپ نے اُس کو قبول فرمانے کے بعد مجھ سے ارشاد فرمایا کہ "قاری
صاحب! آپ کھانا ہمارے ساتھ کھایا کیجیے"۔ مجھے حضرت کے
ارشاد پر اور بھی تعجب ہوا، کہ روپے دینے سے پہلے تو کھانے کے لیے
نہ پوچھا، مگر دیتے ہی فوراً کھانے کے لیے ارشاد فرمایا، اِس کی وجہ
مجھے بعد میں معلوم ہوئی، اور وہ یہ کہ جب میں حضرت کی خدمت میں پہنچا
تھا، تو اُس وقت کئی دن سے حضرت کے ہاں فاقہ تھا، اور کھانے
کے لیے کچھ بھی نہ تھا، اِسی لیے حضرت نے مجھ سے کھانے کے لیے
شروع میں نہ فرمایا، جب میں نے رقم پیش کردی اور کھانے کا انتظام
ہوگیا تو اُس وقت معمول کے موافق مجھے اپنے ساتھ کھانا کھانے کی
عزت بخشی"۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی اقتدار کا ایک خاص واقعہ | صاحب سوانح کو حضرت شاہ صاحبؒ کا

اتنا پاسِ ادب ملحوظِ خاطر تھا کہ ہندوستان کے طول اور عرض میں
مشہور ہونے، اور مرجعِ خلائق ہونے کے باوجود عام جلسوں، اور بھری
مجلسوں میں اُن کے مسلک و معمول کی اقتدار کا بلاجھجک اعلان کر دیتے
تھے، آجکل عام طور پر ذراسی بھی خصوصیت یا اعزاز کسی شخص کو حاصل
ہوجاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بہت بڑا آدمی سمجھنے لگتا ہے، اُستادوں کا

Marfat.com

ادب واحترام اُس پر شاق گذرتا ہے، بزرگوں کی اقتدار کو وہ بالکل فضول چیز اور زمانۂ جہالت کی نشانی جانتا ہے، غرور اور تکبر اُس کے اخلاق و عادات کا ضروری جز و بن جاتے ہیں، مگر موجودہ دورِ ترقی و تہذیب سے پہلے ایسی حالت نہ تھی، اُس وقت اُستاد کا ادب واحترام، اور شیخ کی تقلید و اقتدار کو سعادتمند شاگرد لازمۂ زندگی سمجھتے تھے، اور ہر موقعہ پر اس کا عملی اظہار بھی کردیتے تھے، محترمی شیخ محمد یعقوبؒ صاحب پانی پتی نے اپنا چشم دید واقعہ سنایا کہ دُرود تاج، گاؤں میں نمازِ جمعہ، اور احتیاطی ظہر، اِن تین مسئلوں کے متعلق ایک دفعہ دھلی میں بہت اختلاف پیدا ہوا جس کے فیصلے کے لیے عمائدِ شہر نے ملک کے نامی گرامی علمار کو مدعو کیا، مولانا عبدالرب صاحب اور مولانا محمد حسینؒ فقیر منتظم تھے، فیصلہ کرنے والے بزرگ صاحبِ سوانح، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حضرت خواجہ ضیاءُ الدین صاحب، اور مولانا سید نذیر حسین دہلوی قرار پائے، حسین بخش کے مشہور مدرسہ میں جلسۂ عام منعقد ہوا، گاؤں کے جمعہ اور دُرود تاج کو سب علمار نے بالاتفاق ناجائز قرار دیا، مگر احتیاطی ظہر کی نسبت صاحبِ سوانح نے اختلاف فرمایا، دوسرے علمار نے دلیل پوچھی تو آپ نے جواباً فرمایا کہ ہمارے میاں صاحب، کا یہی معمول تھا کہ وہ احتیاطی ظہر پڑھا کرتے تھے، اور میں بھی اُن کی اقتدار کرتا ہوں" یہ سُن کر سب اکابر علمار خاموش ہو گئے۔

Marfat.com

باب ہفتم

باندہ تشریف لے جانا۔ درس و تدریس کی ابتدا

بے نظیر علمی قابلیت۔ تجوید و قرآتِ سبعہ کا احیار

باندہ میں کچھ دنوں حالتِ گمنامی میں رہے

اُوپر بتایا جاچکا ہے کہ شاہ صاحب کے حکم سے حضرت باندہ تشریف لے گئے تھے، جب آپ باندہ پہنچے تو نواب صاحب نے آپ کی بہت قدر و منزلت کی، اور ایک پسندیدہ فرودگاہ آپ کے لیے مخصوص فرمادی، مگر نواب ذوالفقار بہادر ابتک صرف یہ سمجھتے رہے کہ یہ، شاہ صاحب کے فرستادہ ایک نیک شخص ہیں، آپ کے درجے اور مرتبے کا حقیقی علم اُن کو نہ تھا، اِدھر حضرت نے یہ بالکل ظاہر نہیں کیا کہ آپ ہی وہ بزرگ ہیں جنہیں نواب صاحب نے باصرار حضرت شاہ صاحب سے طلب کیا تھا، خیر جب رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو آپ نے پاس کی مسجد میں قرآنِ مجید سنایا، جس کے باعث آپ حافظ اور قاری مشہور ہوگئے۔

اُس زمانے میں مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے والدِ بزرگوار مولانا

Marfat.com

عبدالحلیم صاحب ، نواب صاحب کے مدرسہ میں صدر مدرس تھے ، اُن سے حضرت کی ملاقات ہوگئی تھی ، اور وہ گاہ بگاہ حضرت کے پاس آیا کرتے تھے ، مگر وہ بھی ابتک حضرت کو صرف حافظ وقاری ہی سمجھتے رہے ،

آپ کی علمی قابلیت کا اظہار کس طرح ہوا؟

باندہ میں قیام کیے ہوئے آپ کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ کسی طالب علم نے آپ سے **شرح جامی** شروع کردی ، ایک روز دوران سبق میں اچانک مولانا ممدوح تشریف لے آئے اور بیٹھ گئے ، سبق اسی طرح حسب معمول ہوتا رہا ، حضرت کی محققانہ اقل و ادل تقریر سن کر مولانا دنگ رہ گئے ، اور سبق کے بعد بے اختیار حضرت کے ہاتھ چوم لیے ، آپ کے ضبط و اخلاص اور بے ریائی نے مولانا کو آپ کا گرویدہ بنا دیا ، جب اس واقعہ کی عام شہرت ہوئی تو پھر تو طلبار آپ کے پاس جوق در جوق آنے لگے ، اور سب فنون کی تعلیم جاری ہوگئی ۔

نواب صاحب باندہ کی قدر افزائی

رفتہ رفتہ نواب صاحب کو اصل حقیقت معلوم ہوئی تو بہت ہی مسرور ہوئے ، اور فوراً ایک جداگانہ مدرسہ حضرت کے لیے قائم کردیا ، پھر تو آپ کے پاس طلبار کا بےحد ہجوم ہوا ، یہاں تک کہ مولانا ممدوح کے مدرسہ کے طلبار بھی اکثر آپ کے پاس استفادہ کے لیے آجایا کرتے تھے ۔

Marfat.com

شاہ صاحبؒ کا باقیماندہ درس القرآن آپ نے پورا کیا | حضرت شاہ صاحبؒ جب تک دہلی

میں تشریف فرما رہے، ہر جمعہ کو درس قرآن کا وعظ فرمایا کرتے تھے، جب ہجرت فرمائی تو پندرہ سیپارے باقی تھے، حضرت نے شیخ کی اجازت سے یہ باقی درس باقاعدہ میں پورا کیا۔

حضرت کی علمی قابلیت کے متعلق متعدد علمائے کرام کی بیش بہا رائیں | صاحب سوانح جس بے نظیر علمی قابلیت کے مالک تھے، آپ کا حافظہ جس قدر حیرت انگیز طور پر قوی تھا، کتب درسیہ پر جس قدر آپ کو عبور حاصل تھا حدیث کے جس قدر عمدہ آپ حافظ تھے، فقہ حنفیہ کے غوامض کے جس قدر آپ ماہر تھے، اُس کے ظاہر کرنے کے لیے ہم یہاں چند علماء کی رائیں جو مختلف اوقات میں اُنہوں نے ظاہر فرمائیں، درج کرتے ہیں تاکہ صاحب سوانح کی حقیقی علمی حیثیت کا ناظرین کو کچھ اندازہ ہو سکے:۔

۱۔ مولانا حالی کی شہادت | شمس العلماء مولانا الطاف حسینؒ حالی اپنے مضمون میں صاحب سوانح کی علمی قابلیت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایک ایک کتاب کو بیس بیس تیس تیس دفعہ اول سے آخر تک پڑھایا تھا، اس لیے کتابیں ایسی منجھ گئی تھیں کہ مشکل سے مشکل درسی کتاب بلاتردد اور بغیر مطالعہ کے نہایت عمدگی سے پڑھا دیتے تھے، صحاح ستہ کو جس محدثانہ احتیاط کے ساتھ وہ پڑھاتے تھے اُس کی نظیر

Marfat.com

کہیں نہیں دیکھی گئی"۔

۲۔ مولوی ابنِ حسن کا بیان

مولوی سیّد حکیم ابنِ حسن رحؒ ہاپوڑی، صاحبِ سوانح کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"حضرت ہزارہا روایتیں درسِ حدیث کے وقت ایسی بیان فرماتے کہ ہم عش عش کرتے، جب ہدایہ کا سبق ہوتا تو مسائل کی تحقیق میں اول ائمہ اربعہ کے مسلک کو واضح فرماتے، پھر مذہب حنفی کی تائید میں حدیث پیش کرتے۔ تقریر ایسی شستہ اور سلیس ہوتی کہ معمولی سمجھ کا انسان بھی درس سے کچھ لے کر اُٹھتا تھا"۔

۳۔ نواب صدر یار جنگ بہادر کی گواہی

عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حبیب الرحمٰن خانصاحب شروانی نے صاحبِ سوانح کے متعلق فرمایا کہ آپ شاگرد کی اہلیّت کو چند لمحوں میں جانچ لیتے تھے، جناب ممدوح نے خود اپنا واقعہ راقم کو سُنایا کہ چہل حدیث حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور اطرافِ بخاری سُناتے وقت حضرت کے سامنے کوئی کتاب نہ تھی لیکن آپ نے مطالب کی تقریر جس جامع اور محدثانہ شان سے فرمائی وہ منظر دیکھنے کے قابل تھا، پہلی حدیث پڑھ کر نواب صاحب ممدوح جب آگے دوسری حدیث پڑھنے لگے تو فرمایا "ابھی ٹھیرو۔ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اُسے دہراؤ"۔ پہلی اور دوسری مرتبہ دُہرانے میں جو کمی مجھ سے ہوتی

Marfat.com

اُس کو مکرر تقریر فرما کر آپ دُور کرتے، بالآخر تیسری بار میں نے پُورا مضمون دُہرا دیا، اب ارشاد ہوا "آگے پڑھو"

فنِ تجوید کی خدمت فنِ تجوید و قرآتِ سبعہ کی خدمت میں حضرت اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، جماعتِ علماء نے بالعموم اس فن کو عملاً بالکل چھوڑ رکھا تھا، آپ نے یہ تحریک از سرِ نو تازہ کی، تصنیف و تالیف اگرچہ حضرت اپنے مذاق کے خلاف سمجھتے تھے، جس طرح حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب دہلوی نے اکابر کی تصانیف کو کافی سمجھا تھا، اسی طرح شیخ کے مطابق آپ کا عمل تھا، تاہم مخارج حروف کی ادائیگی میں جب پڑھے لکھے لوگوں نے غلطیاں شروع کر دیں، تب حضرت مجبور ہوئے کہ چند رسالے لکھ کر ان غلطیوں کا ازالہ فرمائیں، چنانچہ آپ کے ان جامع اور مدلل رسائل سے طالبین کو نہایت نفع پہنچا۔

تلاوتِ قرآن مجید کے قدیم طرز میں اصلاح پانی پت میں حضرت سے پہلے بھی بعض نامور ماہرینِ فنِ قرات ہوئے ہیں جو آسمانِ شہرت کے مہر و ماہ تھے، لیکن ان معدودے چند حضرات کے علاوہ عموماً قرآن مجید لوگ بہت جلدی پڑھتے تھے، حضرت نے نمازِ تراویح میں تجوید کے ساتھ پڑھنے کی مثال قائم فرمائی، حضرت کے تلامذہ خاص، جو یگانۂ روزگار ہوئے ہیں، اور بے انتہا مخلوق نے اُن سے استفادہ کیا ہے انہوں نے

Marfat.com

اِس معاملہ میں حضرت کی تقلید کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ پرانی عادت متروک ہوگئی، اور اب بکثرت ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو تجوید و ترتیل کے ساتھ پورا قرآن مجید تراویح میں سُنا سکتے ہیں۔

قرآتِ سبعہ کے درس کی ابتدا

تعلیم قرآت سبعہ کی ترویج بھی پہلے بہت کم تھی، اور اس علم کے ماہر خال خال نظر آتے تھے، حضرت ہی کی سعیٔ بلیغ کا نتیجہ ہے کہ اب یہ چیز ترقی پر ہے۔ جن لوگوں کو سبعہ شروع کرائی جاتی، اول اُن کو حضرت تجوید و قواعدِ سبعہ پر عبور کراتے، پھر ساتھ ہی ساتھ تجوید کا اجرا رہتا، ایک بار دَورانِ سبق میں ارشاد فرمایا کہ "سبعہ کی تعلیم کو ایک کانٹی سمجھو، جس طرح اُس کی تول خشخاش کے دانے کی بھی کمی بیشی کا فرق بالکل ٹھیک ظاہر کرتی ہے، اسی طرح سبعہ سے علمِ تجوید و توازنِ حروف بخوبی معلوم ہو جاتے ہیں۔"

سلسلۂ درس کے وقت صاحبِ سوانح کا عمل

باوجودیکہ حضرت کے پاس علمائے نامدار اور ذی وقار لوگوں کا ہجوم رہتا تھا، مگر جس وقت تجوید کا سبق ہوتا تو آپ کسی طرف التفات نہ فرماتے، اور کیسا ہی معمولی قابلیت کا شخص ہوتا اور یہ فن حاصل کرنا چاہتا، تو بڑی فیاضی سے اُس کو تعلیم دیتے

آپ کے انہماکِ درس کا نتیجہ

حضرت کے اس شوق و محبت قرآنی ہی کا نتیجہ ہے کہ آج پانی پت تیس چالیس حفاظ صحیح خواں سالانہ تیار کر دیتا ہے

Marfat.com

آپ کی تلاوت کا اسلوب

صاحب سوانح کے اسلوبِ تلاوت کے متعلق حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، رسالہ الامداد بابتہ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ میں تحریر فرماتے ہیں " حضرت مولانا شاہ قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی قدس سرہ بالکل سادگی سے کلمات ادا فرماتے تھے، جن قرّار کا علم ناقص ہوتا ہے وہ اینٹھ مڑور کر الفاظ ادا کرتے ہیں، اور جو اس فن میں کمال رکھتے ہیں، وہ بالکل سادہ طور پر پڑھتے ہیں، حتیٰ کہ عوام کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ یہ قاری ہیں"۔

فنِ تجوید میں مہارتِ تامہ

مہارت فنِ تجوید اور یادداشت کے ملکۂ راسخہ کی نسبت شمس العلماء مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی اپنے مضمون میں تحریر کرتے ہیں:۔

" قرآن مجید، جس کی تلاوت و خدمت میں تقریباً اسّی برس گذرے تھے، گویا حضرت کی رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا، اس میں سرِ مُو مبالغہ نہیں کہ اگر بالفرض تمام قرآن وہ سوتے سوتے ختم کر دیتے تو اُن کو ایک جگہ بھی متشابہ نہ لگتا، اور ایک حرف قواعد تجوید و ترتیل کے خلاف حضرت کے منہ سے نہ نکلتا، تمام حروف کو اُن کے مخارج سے ادا کرنا حضرت کا سلیقہ اور طبیعت بن گیا تھا، حضرت قرآن مجید ذرا جلدی پڑھتے تھے، مگر کیا امکان تھا کہ تجوید و ترتیل کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکلے"۔

Marfat.com

باب ہشتم

باندہ کا قیام ۱۸۵۷ء کا غدر مظلوموں کی حمایت اور استغناء عن الخلق کی حیرت انگیز مثال

آپ کی سوانح حیات کا یہ حصہ بہت زیادہ سبق آموز ہے، کیونکہ اسمیں حضرت کے لوجہ اللہ خدمتِ مخلوق اور استغنار عن الخلق کی ایسی تابناک اور روشن مثال ملتی ہے، جو بہت سوں کے لیے عبرت کا باعث، اور اکثروں کے لیے نصیحت کا موجب ہو سکتی ہے۔

قیام باندہ میں آپ کے مشاغل دوسرے حج سے فارغ ہو کر آپ کچھ دنوں پانی پت میں رہے، بعد ازاں باندہ تشریف لے گئے، جہاں تمام علاقہ حضرت کے فیض سے مستفید ہوا، اور بڑے اطمینان سے آپ وہاں قرآن و حدیث کی خدمت کرتے رہے، غدر ۱۸۵۷ء سے کچھ عرصہ قبل ریاست نے عہدۂ قضا بھی حضرت کے سپرد کر دیا تھا۔

غدر میں جہاد کے خلاف آپ کی کوششیں غدر ۱۸۵۷ء میں جب اہل باندہ نے سرکار انگریزی سے بغاوت کی تو حضرت نے اس موقع پر پوری کوشش

Marfat.com

فرمائی کہ لوگ اِس جلتی آگ میں کودنے سے کسی طرح رُک جائیں ، جن علماء سے بلا تعمق نظر جہاد کا فتویٰ دینے میں لغزش ہوگئی تھی حضرت نے تحریراً و تقریراً دونوں طرح اس کی تردید فرمائی ، اور مخلوقِ خدا کو اُس کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا۔

۷۵ انگریزوں کو اپنے ہاں پناہ دینا غدر کے دوران میں جب عوام اور جہلا نے انگریزوں کے بے گناہ بچوں اور عورتوں پر دست درازی شروع کی تو آپ ایسی حرکتوں سے نہایت ناراض ہوئے ، اور علی الاعلان اِس قسم کے افعالِ شنیعہ کی آپ نے مذمت کی ، غالباً اسی وجہ سے جب بغاوت زوروں پر تھی تو پچھتّر انگریز مرد و زن تلاشِ امن میں حضرت کے پاس آئے ، حضرت نے ٹھیرنے کے لیے اُن سب کو اپنا مدرسہ دے دیا اور خدام و طلباء کو ہدایت فرمادی کہ ان مظلوم اور بیکس انگریزوں کی مدد و حفاظت اور خاطر و مدارات لوجہ اللہ بموجب حکم خدا و رسول کرد ، اُن میں سے چند انگریز غالباً حضرت کو خوش کرنے کے لیے بظاہر مسلمان بھی ہوگئے تھے ، اور نماز پڑھا کرتے تھے ، شاید دو تین شخص مستقل مسلمان بھی رہے ہوں ، چنانچہ ڈنکن نامی ایک انگریز اپنی میم اور نا کتخدا لڑکی سمیت چھ ماہ مدرسہ میں پناہ گزیں رہا ، وہ ، اُس کی بیوی ، اور لڑکی ، تینوں مسلمان ہوگئے تھے ، چھ ماہ بعد جب وہ چلا گیا ، اور کوئی دو تین سال بعد پھر حضرت

Marfat.com

کی ملاقات کو آیا تو چونکہ وہ یورپین لباس میں ملبوس تھا، اس لیے اُسے کسی نے نہیں پہچانا، جب اُس نے نام وغیرہ بتلایا تب سب سمجھے، گفتگو کے بعد معلوم ہوا کہ وہ پھر عیسائی ہوگیا ہے، اِس پر حضرت نے اُس سے دریافت فرمایا کہ تم اُس وقت کیوں مسلمان ہوگئے تھے؟ اُس نے عرض کیا کہ "حضور! جان کا خوف تھا، اس لیے مسلمان ہوگیا تھا" حالانکہ یہ اُس کی غلطی تھی، مسلمان ہوجانے کے لیے حضرت نے کسی پر کوئی جبر نہیں کیا تھا، اور مسلمان ہوجانیوالوں کے ساتھ بہ نسبت دوسرے انگریزوں کے کوئی خاص رعایت اور سلوک آپ نہ کرتے تھے۔

غدر فرو ہونے کے بعد کوہ نوردی

اس دَورِ پُر آشوب کے بعد جب انگریزی تسلط ہونے لگا اور باغیوں کو عبرتناک سزائیں دی جانے لگیں، تو حضرت نے احتیاطاً اُس وقت تک کے لیے جب تک کامل طور پر امن و امان نہ ہوجائے، باندہ کا قیام چھوڑ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں رہنا مصلحت سمجھا، مسودات سے اِس کوہ نوردی کے دو سبب معلوم ہوتے ہیں

۱۔ نواب صاحب باندہ سرکار انگریزی کی نظر میں مشکوک تھے اور حضرت کا تعلق نواب صاحب سے خصوصی تھا، اور یہ کون نہیں جانتا کہ فتنے کے وقت معصوم و ملزم کی تمیز نہیں رہتی، خفیف سے شبہ پر آدمی زیرِ عتاب آجاتا ہے، اگرچہ اِس فتنہ سے حضرت بالکل بری تھے، اور انگریزی

Marfat.com

حکام کو بھی یہ بات اچھی طرح معلوم تھی۔

۲۔ ایک دیوان ریاست کو حضرت سے بہت زیادہ عداوت تھی اور آپ کو نورِ باطن سے اسکی بدنیتی اور تعصب مذہبی کا علم ہوگیا تھا۔

یہ وجوہ تھیں جن کے باعث حضرت کئی ماہ تک پہاڑوں میں گھومتے رہے چند خدام اور سواری کا گھوڑا ساتھ رہتا تھا، مکمل امن و امان قائم ہونے تک آپ نے یہ زمانہ اسی طرح گذارا، حضرت کے ارشاد پر یہ بھی معلوم ہوا کہ زمانۂ صحرا نوردی میں عجیب برکاتِ باطنی نصیب ہوئیں، اور اللہ تعالیٰ نے عجائب وصنائع کا مشاہدہ کرایا۔ غرض جب فتنہ فرو ہوکر امن و امان ہوگیا تو پھر حضرت واپس باندہ تشریف لے آئے۔

دوبارہ باندہ کی واپسی اور اہلِ علم کا اجتماع

باندہ واپس پہنچکر آپ بدستور سابق خاموشی کے ساتھ درس و تدریس میں مشغول ہوگئے، طلاب کا پھر مجمع رہنے لگا، مدرسہ دوبارہ آباد ہوگیا، علم دین کے پیاسے پھر دور دور سے اس چشمہ کی طرف آنے لگے، اور تھوڑے ہی دنوں میں پھر وہی پہلی سی علمی رونق اور مذہبی چہل پہل باندہ میں نظر آنے لگی۔

استغنا عن الخلق کی حیرت انگیز مثال ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی جائداد کو ٹھکرا دیا

باندہ پہنچنے کے چند روز بعد صاحب کمشنر کی چٹھی آپ کے پاس پہنچی جس میں لکھا تھا کہ ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی جائداد کے آپ مستحق سمجھے گئے ہیں

Marfat.com

کیونکہ آپ نے غدر میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی فرمائی ہے، تشریف لاکر درخواست پیش کریں، اگر حضرت نہ خود تشریف لے گئے، اور نہ خط کا کوئی جواب بھیجا، آخر جن انگریزوں نے حضرت کے دامنِ شفقت میں پناہ لی تھی، اُن میں سے ایک انگریز حاضرِ خدمت ہوا، اوّل تو بہ ادب کچھ نذر پیش کی، اور پھر اصرار کیا کہ آپ کمشنر صاحب کے پاس ضرور تشریف لے چلیں، لیکن حضرت نے کمشنر کے پاس جانا، یا جائداد کا لینا دونوں باتیں نامنظور فرمادیں، اور اُس انگریز کی پیشکش بھی یہ ارشاد فرما کر واپس دیدی کہ "لا نرید منکم جزاءً ولا شکورا، ہم نے تمہاری خدمت کسی دنیوی طمع اور لالچ سے نہیں کی تھی، بلکہ ہمارے نزدیک اُسوقت تمہاری امداد اور اعانت مذہباً اور اخلاقاً لازمی اور ضروری تھی، اور انسانی ہمدردی کا تقاضہ تھا کہ مصیبت زدوں کو حتی الوسع ہم بچاتے مجھے حکومت سے کسی صلے کی ضرورت نہیں، اور تمہاری ذاتِ خاص سے بھی کچھ نہیں چاہتا۔ مجھے معاف رکھو۔"

اِس گفتگو کے بعد جب اُس انگریز نے دیکھا کہ آپ کسی طرح بھی اُس کے ساتھ کمشنر کے پاس چلنے کو آمادہ نہیں تو وہ مایوس ہو کر مولانا الطاف حسینؒ حالی کی تحریر کے مطابق نہایت ادب کے ساتھ سلام کر کے رخصت ہو گیا +

Marfat.com

باب نہم

مخصوص تلامذہ کا مختصر تذکرہ

متذکرہ بالا واقعات کے چند سال بعد حضرت باندہ کا مستقل قیام ترک فرما کر وطن تشریف لے آئے، اور دینی فیوض و برکات سے خلقت کو سیراب فرمانا شروع کیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت کے وجود میں جامعیت کا کمال رکھا تھا، اوّل اوّل علاوہ علوم دینیات کے فنونِ مختلفہ کی تعلیم بھی ہوتی تھی، مگر بعد میں حضرت نے صرف حدیث، فقہ، فنِ تجوید اور قرآتِ سبعہ کی طرف کلیتہً توجہ مبذول فرمادی، پانی پت مرجعِ خلائق بن گیا، دُور دُور سے مستفیدین آتے اور فیضیاب ہو کر واپس جاتے تھے۔

اُن ہزارہا اشخاص میں سے جنہوں نے آپ سے کسبِ فیض کیا، اور قرآن و حدیث کا علم حاصل کیا، صرف چند نامی گرامی تلامذہ کا مختصر تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے :-

۱۔ حضرت مولانا احمد علیؒ صاحب مکّی

یہ زبردست فاضل تھے، حضرت کی زندگی میں حیدر آباد (دکن)

Marfat.com

میں قیام تھا، حضرت کی ان سے محبت کا ثبوت ایک والا نامہ ہے جو ممدوح کی درخواست پر ۱۳۰۶ھ میں حضرت نے اپنی مختصر سوانح حیات کے متعلق ارقام فرمایا تھا، پھر ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۵ھ کو عم محترم مولانا عبدالسلام صاحب کے پاس وہ مکتوب گرامی مولانا ممدوح نے بھیجدیا، یہ خط باب پنجم کتاب ہٰذا کا جزو بن چکا ہے۔

۲۔ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ صاحب سوانح کے مشہور استاد مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے صدر مدرس تھے، مولانا ممدوح کا علوم ظاہری و باطنی میں بڑا درجہ تھا، حضرت ان سے بہت ہی محبت فرمایا کرتے تھے۔ مولانا نے جناب مولانا حمداللہ صاحب پانی پتی کی روایت کے بموجب حضرت سے صحاح ستہ کی کوئی ایک کتاب غالباً ترمذی شریف پوری پڑھی تھی۔

۳۔ حضرت مولانا راغب اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ممدوح نے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کے بعد صحاح ستہ کی تمام کتب پورے چھ سال خدمت شریف میں رہ کر حضرت سے پڑھیں، آپ حضرت کے وعظ میں بالالتزام حاضر ہوا کرتے تھے،

Marfat.com

ایک روز وعظ سن کر واپس جارہے تھے، کسی کو سر بازار قرآن کریم کی تلاوت کرتے پایا، آپ پر ایک آیت کے پُر جلال مضمون کا اتنا اثر ہوا کہ خشیتِ الٰہی سے گرنے کو ہوگئے، بمشکل اپنے آپ کو سنبھالا،

مولانا کو ترویج اُمورِ شرعیہ کا بہت زیادہ اہتمام تھا، بڑے بڑے مشائخ وقت آپ کی بات مانتے تھے، حضرت کی وفات کے بعد شہر کے مسلمانوں کی نظر انہی پر جمتی تھی، اگر زندگی وفا کرتی تو مخلوقِ خدا کو آپ سے بہت فیض پہنچتا، اپنے شیخ کی جدائی کا آپ کے دل پر بہت گہرا اثر تھا اور آپ ارادہ کر چکے تھے کہ تعلیم و تعلم کا شغلہ یکلخت چھوڑ کر باقی زندگی یادِ الٰہی میں گزاریں، کہ یکایک پیغامِ اجل آگیا، اور آپ اپنے شیخ سے غالباً آٹھ ماہ بعد ۱۳۱۴ھ میں بعمر ۴۵ سال انتقال فرماگئے، حضرت کی طرح آپ کے جنازہ پر بھی ہزارہا انسانوں کا جمِ غفیر تھا، آپ اپنے شیخ کے پاس دفن ہوئے۔

۴۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سندھی مدنی ؒ

یہ بھی بلحاظ علم و فضل اور تقدس حضرت کے مایۂ ناز طلبار میں سے تھے ہندوستان سے ہجرت فرماکر مدینہ منورہ میں مقیم ہوگئے تھے، نشر علومِ دینیہ اور فیض رسانی خلق شغلہ تھا، حسب تحریر مولانا الطاف حسین حالی عرب کے علمار و مشائخ ان کے تبحرِ علمی کے

Marfat.com

قائل تھے، اور بڑا ادب واحترام کرتے تھے۔

۵۔ حضرت مولانا فضل احمد صاحب افغانی رحمۃ اللہ علیہ

علوم حکمیہ وہیئت وریاضی میں ماہر وقت تھے ہنڈ (ضلع پشاور) سے علم حدیث کی تحصیل کے لیے حضرت کے پاس آئے، اور علوم ظاہری وباطنی کی تکمیل کرکے لوٹے، علاوہ جامع العلوم ہونے کے یہ بہت بڑے صاحب باطن بزرگ بھی تھے، انہوں نے مولانا محمد ابراہیم صاحب کرنالی سے بیان کیا تھا کہ "حضرت کے پایہ کا کوئی دوسرا بزرگ مجھے نظر نہیں آیا، حضرت شاغل علمی اور اہل وعیال کے پردہ میں اپنے آپ کو ظاہر نہیں ہونے دیتے"۔

۶۔ حضرت مولانا قاری علی حسین صاحب رامپوری رح

انہوں نے سالہا سال حضرت کی خدمت میں رہ کر تمام علوم معقول ومنقول کی تکمیل کی، پھر دورہ حدیث سے فارغ ہوئے، اس کے بعد فن تجوید وقرآت سبعہ کا علم مع کتب فن حاصل کیا، یہ بڑے ذی استعداد بزرگ، جید فاضل، اور خداداد قابلیت کے عالم تھے، حضرت کو ان سے بڑی محبت تھی، اور آپ حضرت کے ارشد تلامذہ میں سے تھے مولانا ممدوح مجود دوران حضرت قاری مصلح الدین صاحب پانی پتی المتوفی ۱۲۱۹ھ کے ہمدرس اور دوست قاری نسیم صاحب رامپوری

Marfat.com

کے نواسوں میں سے تھے۔

۷۔ حضرت مولانا قاری عبدالہادی صاحب بھوپالی

انہوں نے علم حدیث اور سبعہ قرآت مع کتب فن حضرت سے اخذ کیے قصیدۂ شاطبیّہ کی شرح اُردو مسمّیٰ ھدایۃ القراء بھی اُنہوں نے حضرت کی تقریظ کے بعد چھاپی تھی، یہ تالیف ان کی یادگار ہے، اور بکثرت طلبار اس سے استفادہ کرتے ہیں، آپ بھوپال میں ریاست کی طرف سے قاضی ومفتی تھے۔

۸۔ مولانا محمد ابراہیمؒ صاحب کرنالی

مولانا حضرت کے تلامذہ خاص میں ہونے کے علاوہ آپ کے مرید وخلیفہ مجاز بھی تھے، اِن کو حضرت کے ساتھ سفر وحضر میں سالہاسال رہنے کا اتفاق ہوا تھا، حضرت ان کو بمنزلہ اولاد سمجھتے تھے علوم متداولہ دفقہ وحدیث کی تکمیل حضرت سے ہی کی تھی، ترویج احکامِ شرعیہ کے متعلق کئی مفید کتابیں بزبانِ اردو تصنیف فرمائیں، آپ کو مسلمانوں کے پست طبقے کی اصلاح کا خیال ہر وقت دامنگیر رہتا تھا، اور آپ اپنی اس تحریک میں بڑی حد تک کامیاب تھے، ارائیں برادری میں مولانا کا زبردست اثر تھا، اخیر دورِ زندگی میں کرنال کے صدر قاضی بھی ہو گئے تھے، اب اُن کے صاحبزادے مولوی عبدالقیوم صاحب

Marfat.com

اِس خدمت پر مامور ہیں۔

تدوینِ سوانح کا خیال سب سے پہلے مولانا مرحوم ہی کو ہوا تھا حضرت کے ساتھ مولانا کو بیحد محبت اور عقیدت تھی، افسوس ہے کہ یہ ضروری کام مولانا کی زندگی میں انجام پذیر نہیں ہوا، کُلُّ امرٍ مرھونٌ باوقا تھا۔

۹۔ مولانا امانت علیؒ صاحب باندوی

اِن ضعیف العمر بزرگ کو راقم نے کئی مرتبہ دیکھا ہے، یہ بھی حضرت کے تلامذہ میں سے تھے، واعظِ شیریں کلام اور مغلوب الحال درویش تھے علوم باطنی میں خلافت ملنا بھی بیان کیا کرتے تھے، علاقہ سی۔پی میں مولانا کے مریدین بیحد ہیں،

۱۰۔ مولانا سیّد پیر جماعت علیؒ شاہ صاحب علی پوری

اِنھوں نے مدت تک پانی پت میں طالب علمی کی اور صاحبِ سوانح سے صحاحِ ستّہ اور دیگر علومِ دینیہ کا اکتساب کیا ہے، اِنکی شہرت محتاجِ تعارف نہیں، ہندوستان کے لاکھوں مسلمان اِن سے مرید ہیں۔

۱۱۔ شمس العلماء مولانا خواجہ الطاف حسینؒ صاحب حالی

مولانا مرحوم کی ہمہ گیر اور بین الاقوامی شہرت محتاجِ تعارف نہیں ہے ممدوح کو حضرت کے ساتھ جو محبت اور عقیدت تھی، اُس کا آئینہ وہ معرکۃ الآرا مضمون ہے جو حضرت کے انتقال پر مولانا ممدوح نے

Marfat.com

اخبار چودھویں صدی راولپنڈی میں ۱۸۹۶ء میں شائع کرایا تھا اور اب دوبارہ شیخ محمد اسماعیلؒ صاحب نے حالی مسلم ہائی سکول پانی پت کے سہ ماہی رسالہ "حیاتِ نو" میں اس قابلِ قدر اور نایاب مضمون کو نہایت تلاش و جستجو کے بعد معقول رقم خرچ کر کے مولانا مرحوم کے صاحبزادے مخدومی جناب خواجہ سجاد حسینؒ صاحب بی۔اے، پنشنر انسپکٹر مدارس کے دیباچے کے ساتھ شائع کرایا ہے۔

مولانا نے حضرت سے صحاح ستّہ کی کتابیں پڑھی تھیں اور دورۂ حدیث سے قبل شاید دینیات کی کوئی کتاب بھی پڑھی تھی۔

مولانا کی عربی قابلیت کا مُسلّم ثبوت حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مکتوبِ گرامی ہے جس میں مولانا حالی کے قصیدۂ عربی کی داد اہلِ عرب نے بھی دی تھی یہ مدحیہ قصیدہ مولانا نے حضرت شاہ صاحبؒ کی شان میں لکھا تھا۔

۱۲۔ مولانا گل حسنؒ صاحب

انہوں نے حضرت سے حدیث کا بھی استفادہ کیا ہے، اور قراءتِ سبعہ بھی مکمل پڑھی تھی، یہ مولانا شاہ غوث علیؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلیفہ اور جانشینِ خاص تھے۔ کتاب تذکرۂ غوثیہ انہی کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

۱۳۔ مولانا سیّد ابن حسنؒ صاحب ہاپوڑی

یہ حضرت کے ہم درس مولانا نصیر علیؒ صاحب محدث ہاپوڑی کے پوتے ہیں، ان کے ساتھ حضرت کا برتاؤ اولاد کا سا تھا، انہوں نے پہلے فقہ کی مطولات پڑھیں، اور اس کے بعد صحاح ستّہ کا دورہ مکمل کیا، آجکل ایک ریاست میں سَو روپیہ ماہوار اور قیام و طعام کے کُل اخراجات کی کفالت پر ملازم ہیں۔

۱۴۔ مولانا مشتاق احمدؒ صاحب انبھٹوی

یہ بھی حضرت کے تلامذہ میں سے ہیں، مگر راقم کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انہوں نے حضرت سے کیا فن اخذ کیا تھا، ان کی علمی بلند پائیگی کا ثبوت فنونِ مختلفہ عربی کے بعض مفید حواشی اور تصانیف ہیں، کنجپورہ ضلع کرنال کے رئیس ان کے تقدس اور مرتبۂ علمی کی وجہ سے ان کو اپنے سے جُدا کرنا نہیں چاہتے، قصبہ کی تمام آبادی ان کا بہت احترام کرتی ہے،

۱۵۔ مولانا خلیل اللہ صاحب پانی پتی

آپ نے حدیث میں حضرت سے اکتساب فیض کیا تھا، اور اس کے بعد بیعت بھی ہو گئے تھے، مدرسۂ عربیہ پانی پت میں تا بزندگی صدر مدرس رہے، استعداد علوم بہت اچھی تھی، روزانہ حضرت کی خدمت میں فیضِ صحبت اُٹھانے آتے تھے، ان کا وعظ مسلمانوں میں بہت مرغوب

Marfat.com

تھا، حضرت بھی ان سے خصوصیت کا برتاؤ فرماتے تھے۔

۱۶۔ مولانا قاری عبدالسّلام صاحب عبّاسی

حدیث و قرآتِ سبعہ و تجوید کے فنون مولانا نے حضرت سے اخذ کیے رشتہ داری کا قریبی تعلق بھی تھا، حضرت اِن کو بمنزلہ اولاد سمجھتے تھے، خداداد ذہانت پائی تھی، ادق سے ادق کتاب باوجودیکہ مشغلہ تعلیم و تعلم نہیں تھا سرسری مطالعہ کے بعد بہت عمدہ طرح سمجھاتے تھے، زندگی کے آخری ایام میں چند سال قرآتِ سبعہ و تجوید کے شیوع کا بہت شوق ہوگیا تھا، بڑی محبت اور عقیدت سے تعلیم دیتے تھے، سبعہ قرآت بطریق جمع الجمع و تجوید اور تیسیر و شاطبیہ کی تعلیم راقم نے مولانا ممدوح سے پاکر سند حاصل کی ہے۔

۱۷۔ مولانا قاری عبدالسّلام صاحب انصاری

مولانا حضرت کے منجھلے صاحبزادے تھے، آپ نے بچپن سے جوانی تک حضرت سے ہی تمام علوم کا مکمل استفادہ کیا تھا، سفر اور حضر میں ہمیشہ ساتھ رہتے تھے، جب حضرت کی پیرانہ سالی کا دور آیا، تو جو مسائل و فتاویٰ اطرافِ ملک سے آپ کے پاس آتے، اُن کے جوابات خود بول کر مولانا سے ہی لکھواتے تھے، حضرت کی وفات کے بعد آپ ہی اُن کے جانشین ہوئے، تجوید و سبعہ کے ماہرین دوسرے بزرگ بھی تھے

Marfat.com

لیکن مولانا کی تعلیم سے طلبار کو زیادہ نفع پہنچتا تھا۔ راقم نے بھی مولانا سے مختصراً تجوید کے اصول سیکھے، اور فارسی و صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھی تھیں، جس کی برکت آج تک محسوس کرتا ہوں۔ مولانا سے بہت سے لوگوں نے فن تجوید میں استفادہ کیا۔ آپ حضرت کے نقش قدم پر چلتے تھے، مسجدِ جامع میں بعد نمازِ جمعہ اپنے والدِ محترم کی مانند عمر بھر قرآنِ مجید کے درس کا سلسلہ قائم رکھا، ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو وفات پائی، اور حضرت کے دائیں جانب دفن ہوئے، آپ کے انتقال کے سانحۂ ہوش ربا کا اثر سارے شہر نے محسوس کیا تھا۔

۱۸۔ مولانا قاری عبد العلیم صاحب مہاجر مدنی

یہ حضرت کے سب سے چھوٹے صاحبزادے اور خاکسار راقم تذکرہ کے والدِ ماجد تھے، حاذق الملک حکیم عبد المجید دہلوی سے ادلاطب کی تکمیل کی، قرآن مجید دس سال کی عمر میں مع تجوید حفظ کر لیا تھا۔ ۱۳۰۹ھ میں فنِ تجوید و قرآتِ سبعہ مع کتب متعلقہ حضرت سے مکمل سیکھا، خداداد ذہانت، لب ولہجہ، اور طرزِ ادا، ان سب باتوں میں بالکل حضرت سے مشابہ تھے، اسی لیے حضرت کی وفات کے بعد شائقینِ فن کا رجوع مولانا کی طرف بہت زائد تھا، اگر ہندوستان سے ہجرت نہ کر جاتے تو ایک عالمگیر شخصیت کے مالک ہوتے، ابھی آپ کا شباب ہی تھا کہ

Marfat.com

پینتیس ۳۵ سال کی عمر میں مدینہ منورہ کو ہجرت فرما گئے ، اکثر قرارِ عرب نے آپ کی تعلیم سے استفادہ کیا ہے ، شب و روز باستثنار حوائج ضروریہ آپ کا قیام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتا تھا آپ ذاکر و شاغل اور صاحبِ حال بزرگ تھے ۱۳۳۷ھ میں جب شریف حسین رض والیٔ مکہ نے ترکوں سے بغاوت کی تو حرمین شریفین کے متبرک علاقہ میں بھی لوگوں کو امن نہ ملا ، اور وقت آیا کہ ساکنین بلدِ امین کو بھی خارج البلد ہونا پڑا ، یہ وقتِ صعب مولانا پر بہت شاق گذرا ، مولانا کا موجودہ حوادثات کو دیکھتے ہوئے یہ خیال ہو گیا تھا کہ مسلمان کو اپنی دینی حفاظت پہاڑوں اور جنگلوں میں رہ کر کرنی چاہیئے ، آپ نے اسی غریب الوطنی اور دشت نوردی کے زمانہ میں ینبوع البحر اور رابغ کے متصل کسی گاؤں میں یکایک انتقال فرمایا۔

مولانا فنِ قرآتِ سبعہ و تجوید کے محقق اور زبردست فاضل تھے "مقدمہ علم قرآتِ سبعہ" ۳۲ صفحات کا رسالہ بزبانِ فارسی ایسا نفیس اور جامع لکھا جس سے تجربہ و مہارتِ فن صاف نمایاں ہے بڑی تقطیع کے دو سیپارے الٓمٓ و سیقول بھی سبعہ کے طریق جمع الجمع و اختلافاتِ قرآت کی مکمل تشریح کے ساتھ مولانا نے فارسی زبان میں شائع کئے تھے ، جس سے طالبینِ فن نے خاطر خواہ استفادہ کیا ، اگر

Marfat.com

سمجھدار طالب علم یہ تشریح بغور مطالعہ کرلے تو جمع الجمع کے سب اصول چند ہی روز میں خود بخود آجاتے ہیں۔

۱۹۔ قاری عبدالرحمٰن صاحب اعمیٰ

حضرت کے تلامذہ میں یہ بہت مشہور تھے، خلق کثیر نے ان سے فیض حاصل کیا ہے، تجوید کا فن حضرت کے بعد آپ نے خوب زندہ کیا، اپنے شیخ اور اُن کے صاحبزادوں کا بیحد احترام کرتے تھے، مزاج میں تواضع اور مسکنت بہت تھی، آپ نابینا تھے مگر اس فن کی خداداد قابلیّت پائی تھی، اور سچ تو یہ ہے کہ قاری صاحب کے تقدس اور مہارتِ فن نے اُنہیں مرجعِ خلائق بنادیا تھا۔

۲۰۔ قاری نورالہدیٰ صاحب

یہ حضرت کے پُرانے تلامذہ میں سے تھے، سبعہ قرآت و تجوید کا علم قاری صاحب نے حضرت سے سیکھا تھا، آواز میں خداداد دلکشی تھی، رمضان المبارک کی تراویح میں آپ کے پیچھے پانچ سو نمازی ہوتے تھے، اور سب پر عجب محویت کا عالَم طاری ہوتا تھا۔

۲۱۔ قاری محمد حسن؄ صاحب

یہ حضرت کے بڑے صاحبزادے، اور فنِ تجوید و قرآتِ سبعہ کے بڑے فاضل تھے، اِنہوں نے ضلع گیا میں سکونت اختیار کرلی تھی،

Marfat.com

اور وہاں خلقِ کثیر نے آپ سے استفادہ کیا ہے، آپ نے اپنی تمام زندگی اسی خدمت میں گذار دی۔

دیگر مُستَفیدین

ہندوستان کے مشاہیر علماء میں سے ایسے بزرگ بھی بکثرت ہوئے ہیں جنھوں نے حضرت کے تقدس اور شہرت کی وجہ سے چند لمحات میں احادیثِ اطراف سُنائیں، یا چھل حدیث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سُنا کر تبرکاً احادیث کی سند لی ہے، ان مستفیدین میں بڑے پایہ کے بزرگ ہیں، بخیالِ اختصار صرف تین ۳ بزرگوں کا حال لکھا جاتا ہے:۔

۱۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب

جب حضرت کی آنکھوں میں پانی اُتر آیا تھا، اور آپ قدح کرانے کے لیے مظفر نگر تشریف لے گئے تھے تو حضرت مولانا سب اکابرِ دیوبند کے ساتھ حضرت کی زیارت سے مستفید ہوئے، اُس وقت حضرت مولانا دَارُالعُلُوم دِیُوبَنْد کے صدر مدرس ہو چکے تھے، صحاح سِتّہ کی احادیثِ اطراف کا درس ہوا، اور حضرت نے مولانا اور دیگر علماء کو سندِ حدیث دی۔

۲۔ حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

کتاب اشرف السوانح حصہ اول میں لکھا ہے کہ جب مولانا تھانوی

Marfat.com

مدرسہ جامع العلوم کانپور کے صدر مدرس تھے تو مولانا کو اطلاع ہوئی کہ حضرت کانپور ریلوے سٹیشن سے گاڑی تبدیل کریں گے، مولانا، یہ خبر پاتے ہی سٹیشن پر پہنچے، اور چہل حدیث شاہ ولی اللہ حضرت کو سُنا کر آپ سے سند حاصل کی۔

۴۔ نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خانصاحب شروانی

مولانا مشہور و معروف عالم، زبردست ادیب اور اعلیٰ درجہ کے مصنف ہیں، سلف کی محبت سے آپ کا سینہ معمور ہے، راقم سے خود مولانا نے اپنا واقعہ تلمذ اِس طرح بیان کیا کہ "مَیں اور مولانا محمد یونس صاحب رئیس دناولی (ضلع علیگڈھ) دونوں دھلی آئے ہوئے تھے کہ خیال آیا لاؤ حضرت کو تبرکاً احادیث سُنا کر شرفِ تلمذ سے بہرہ در ہو جائیں، چنانچہ ہم پانی پت پہنچے، اور زیارت سے مستفید ہونے کے بعد حضرت سے شاہ صاحب کی چہل حدیث اور اطرافِ بخاری سُنا کر سندِ حدیث حاصل کی"۔

مولانا فرماتے تھے کہ "حالانکہ اُس وقت حضرت کے سامنے کوئی کتاب نہیں تھی مگر آپ نے تقریر نہایت محدثانہ جامعیت کے ساتھ فرمائی، اور چند لمحوں میں شاگردوں کا فہم جانچ لیا، اور حضرت شاہ صاحب کے حالات کا جو حال ہم نے آپ سے پُوچھا، وہ آپ نے بڑی عقیدت سے بتایا"۔

Marfat.com

بابــــــ دہم
ترویجِ شریعت اور اِتّباعِ سُنّت

انسدادِ رسومِ قبیحہ

اِس باب میں یہ دکھایا جائے گا کہ حضرت کو احکامِ شرعیہ کی ترویج اور سنتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کا کس قدر زیادہ خیال رہتا تھا، آپ جس مسلمان کو مسلکِ شریعت کے خلاف چلتا دیکھتے تو اپنے قول و عمل سے اُس کو راہِ راست پر لانے کی پُوری کوشش فرماتے شادی و غمی کی فضول رسمیں جو مسلمانوں کو اندر ہی اندر گھن کی طرح کھا کر اُن کا خاتمہ کر رہی ہیں، پہلے اپنے خاندان میں سے اُنہیں یک قلم موقوف کیا، اور پھر عام مسلمانوں کو اُن کے ترک کی تبلیغ فرمائی، شمس العلماء مولانا الطاف حسینؒ حالی فرماتے ہیں "حضرت کے وعظ اور آپ کی صحبت سے جن لوگوں کو استفادہ کا موقع ملتا تھا، اُنہوں نے صدہا رسوم اور بدعات صرف حضرت کی ہدایت سے ہمیشہ کے لیے ترک کر دیں۔"

ایک بیکار رسم دلیرانہ طور پر اپنے خاندان میں سے بند کر دی

آپ کے خاندان میں یہ دستور چلا آتا تھا کہ کسی کی موت پر چالیسویں بلکہ چھ ماہی اور برسی تک ڈولی کھلی رہتی تھی اور عورتیں برابر تعزیت کے لیے آتی رہتی تھیں، آپ نے

Marfat.com

اس فضول اور بیکار رسم کا انسداد اس طرح کیا کہ اتفاقاً آپ کے ہاں کوئی موت ہوگئی، خیر تین دن تک ڈولی پر ڈولی تعزیت کے لیے آتی رہی مگر آپ نے کوئی مزاحمت نہیں کی، لیکن جب تین دن گذر لیے اور چوتھا دن شروع ہوا تو جو ڈولی سب سے پہلے آئی آپ نے اسے مکان کے دروازہ ہی پر روکا، اور فرمایا "بی بی ہمدردی اور تعزیت کی شرعی میعاد کل تک تھی، اب وقت ختم ہوگیا، خلافِ شرع رسم میں نہیں ہونے دونگا، جاؤ ڈولی بند ہے۔" جب ڈولی واپس ہوگئی تو گھر کے آدمیوں نے عرض کیا "مولوی صاحب! آپ نے تو برادری میں ناک کاٹ دی، بیبیاں کیا کچھ نہ چرچا کریں گی؟" اس پر آپ نے فرمایا "بی بی! میری ناک تو نہیں کٹی، دیکھ لو موجود ہے، مجھے حکم خدا و رسول کے مقابلے میں کسی کی پروا نہیں۔"

خاکسار راقم کو متعدد بزرگوں نے بتلایا کہ اکثر رسومِ قبیحہ کا انسداد پانی پت میں حسنِ تدبیر اور اپنے اثر و رسوخ سے حضرت نے فرما دیا تھا

معاملاتِ دین میں صاف گوئی کا اظہار ہم یہاں حضرت کے چند واقعات لکھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ دینی معاملات میں کس قدر صاف گو اور حق بات کہنے میں کتنے دلیر تھے :-

۱۔ ایک معزز خاتون اور مسئلہ وراثت ایک معزز خاتون جو حضرت سے بیعت تھیں

Marfat.com

تھیں، جب اُن کے شوہر کا اِنتقال ہوگیا تو خاوند کی دوسری زوجہ حاملہ تھیں، وہ وراثت کا مسئلہ پوچھنے آئیں، تاکہ جائداد سکنی و زرعی پر ورثار کے نام چڑھ جائیں، مگر آپ نے فرمایا کہ "وضع حمل سے پہلے مسئلہ کیسے بتلایا جاسکتا ہے؟" اِس پر وہ کچھ رنجیدہ ہونے لگیں، لیکن آپ نے فرمایا "میں حکم شریعت میں رُو رعایت کرنے کا کیا حق رکھتا ہوں"۔ جب آپ سے اُنہوں نے یہ صاف بات سُنی تو خاموش ہوکر چلی گئیں، تھوڑے دنوں کے بعد بچی پیدا ہوئی، اِس کے بعد آپ نے شرعی حصص بتلائے۔

۲۔ جامع مسجد دہلی میں صلیب نما لالٹینوں کا لگنا

جامع مسجد دہلی میں کسی اندرونی تحریک سے بجلی دار لال ٹینیں صلیب کے مشابہ لگائی گئی تھیں، حضرت نے یہ چیز خلافِ ادبِ مسجد سمجھ کر عدم جواز کا فتویٰ دیا، ۱۸۵۷ء کے غدر کو ابھی چند ہی سال گذرے تھے، اِس پر اہل حدیثوں کو حضرت کے برخلاف سازش کا موقع مل گیا، اور کمشنر دہلی سے گورنمنٹ میں رپورٹ کرادی مگر گورنمنٹ نے یہ بات منظور نہیں کی کہ آپ پر مقدمہ چلایا جائے، درحقیقت آپ کے پیشِ نظر اِس فتوے میں یہ بات تھی کہ تشبہ سے اکثر اوقات نہایت مہلک اور خطرناک نتائج برآمد ہوتے ہیں، کیا یہی مسامحتیں مسلمانوں میں دینی جذبہ کم کردینے کا موجب نہیں ہوئیں؟

Marfat.com

اور کیا انہی بے غیرتیوں نے مسلمانوں کو بتدریج تفریح کی طرف مائل نہیں کردیا

۳۔ایک بزرگ اور تعلیم جدید | ایک بہت ہی مشہور و معروف بزرگ جو تعلیم جدید کے بیحد دلدادہ تھے، اور حضرت سے اُن کو بیحد محبت وعقیدت تھی، ایک روز تعلیم جدید کے فوائد بیان کرنے لگے، اور اپنی محرومی پر افسوس بھی ظاہر کیا۔ اس پر حضرت نے بلا رد و رعایت فرمایا "میاں میں تمہیں کج رو تو سمجھتا تھا، مگر نہ اتنا، جتنا آج کی تمہاری گفتگو نے ثابت کیا، تم اپنی محرومی کا افسوس کرتے ہو، اور مجھے تمہارے اس افسوس کا افسوس ہے"

۴۔ایک لڑکے کی پوشش پر اعتراض | خواجہ محمد صادق صاحب پانی پتی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سامنے گریبان لگا ہوا کرتہ پہنے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس زمانہ میں تکمہ دار کرتے یا انگرکھے شرفار پہنا کرتے تھے، فرمایا "کیا یہ کسی بزاز کا لڑکا ہے؟" مولانا عبدالسلام صاحب نے عرض کیا "حضرت یہ تو محمد صادق ہیں"۔ فرمایا "مسلمان تو بائیں جانب تکمہ لگا ہوا، اور ہندو دائیں طرف تکمے کا کرتا پہنتے ہیں، یہ انہوں نے کیسا کرتہ پہنا جو دونوں سے میل نہیں کھاتا"۔

۵۔ایک معزز رئیس پر اظہارِ ناراضگی | ایک معزز مقامی رئیس کی یہ عادت تھی کہ طالب علم اپنا دوپہر کا کھانا اُن کے ہاں لینے آئے تو پہلے مردانے میں جاکر اُنہیں قیلولے سے نمازِ ظہر کے لیے جگائے۔ مہتمم مدرسہ کو اُن کی

Marfat.com

یہ حرکت ناگوار گذری، اور اُن کو ایسا کرنے سے روکا، اُنھوں نے اُن کا مشورہ ماننے کی بجائے سخت جواب دیا، اتفاق سے ایک روز دونوں حضرت کی خدمت میں موجود تھے، مہتمم مدرسہ نے تمام واقعہ رئیس صاحب کے روبرو حضرت سے بیان کیا، حضرت یہ سنتے ہی بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ "کیا تم کھانا اللہ کے لیے دیتے ہو یا اپنا کام لینے کے لیے؟ تمہارے اِس طرزِ عمل سے طلبار کی سخت بے وقعتی ہوتی ہے، یاد رکھو، یہ طلبار دین سیکھنے آئے ہیں، تمہارا کام کرنے نہیں آئے، خبردار! آئندہ ایسا ہرگز مت کرو" یہ رئیس بہت نادم ہوئے، اور اُس روز سے اپنی یہ عادت بالکل چھوڑ دی۔

۶۔ ایک بلند پایہ شاعر کو نصیحت

فارسی کے ایک بلند پایہ شاعر ایسے زمانہ میں رخصت پر پانی پت آئے جبکہ مُحرّم کی مجلسوں کا زمانہ تھا، دوستوں نے اُنہیں باصرار مجبور کیا کہ عزاداری کے متعلق اپنا کچھ کلام تصنیف کریں اور مجلس میں سُنائیں، اُنھوں نے ایسا ہی کیا، حضرت کو اطلاع پہنچی تو اُنہیں بُلا کر سمجھایا کہ "یہ چیزیں قطعاً ناجائز ہیں"، یہ بزرگ حضرت کے بہت عقیدتمند تھے، چنانچہ اِس کے بعد پھر کبھی ایسے مجمع میں شریک نہیں ہوئے۔ بلکہ جب پانی پت آتے تو مجلسوں کا زمانہ ٹال کر آتے تھے۔

Marfat.com

۷۔ چوڑی دار پاجامہ پہننے پر تنبیہ **شیخ غیاث الدین** صاحب پانی پتی نے راقم سے بیان کیا کہ "ایک دفعہ عید کی نماز کے بعد میں بازار فیض منزل میں کھڑا پھلکیاں خرید رہا تھا، اُس وقت میں چوڑی دار پاجامہ پہنے ہوئے تھا، اور میرے دونوں ٹخنے ڈھکے ہوئے تھے، کہ یکایک چند معزز بزرگوں سمیت حضرت سامنے سے تشریف لاتے ہوئے نظر آئے، میں فوراً ادب سے ایک طرف کو کھڑا ہو گیا، اور جب حضرت قریب آئے تو میں نے جھک کر سلام کیا والد مرحوم بھی حضرت کے پیچھے پیچھے تھے، خیر حضرت نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا کہ "میاں! میں نے تمہیں پہچانا نہیں"۔ میں نے عرض کیا کہ "حافظ **رفیع الدین** کا لڑکا **غیاث الدین** ہوں"۔ فرمایا "**حافظ رفیع الدین** کون؟" میں نے دوبارہ عرض کیا "**شیخ رفیع الدین** صاحب میرے والد ہیں"۔ اس پر آپ نے فرمایا "اخاہ! میں تو یہ سمجھا تھا کہ کسی بنیے کا لڑکا ہے "جو ایسا چوڑی دار پاجامہ پہنے ہوئے ہے"۔ حضرت کے صاحبزادے **مولوی عبد السلام صاحب** بھی ساتھ تھے، اُن کو مخاطب کر کے فرمایا "دیکھو! یہ اپنے ہی بچے ہیں، تم ان کو ہاتھ رکھ کر پاجامہ کی شرعی حد بتا دو"۔ اُس دن کے بعد مجھے ایسے کان ہوئے کہ پھر میں نے ٹخنے چھپا ہوا پاجامہ ساری عمر نہیں پہنا"۔

عقیدہ و عمل کی اصلاح ضرورت پڑنے پر آپ عوام کو عقیدہ اور عمل کی اصلاح کے متعلق بڑے پُر زور طریقہ پر نصیحت فرماتے تھے۔ یہاں اس قسم کے

Marfat.com

چند واقعات لکھے جاتے ہیں :-

۱۔ مسئلہ وحدت الوجود کی اصلاح | جس زمانہ میں آپ باندہ میں تشریف رکھتے تھے تو قصبہ تراوڑہ میں ایک پیر صاحب نے مسئلہ وحدت الوجود کی غلط تعبیر سے لوگوں کے خیالات بگاڑ دیے، وہاں عہدۂ منصفی پر ایک عالمؒ مامور تھے، اُنھوں نے کُل حالات حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجے، اور عرض کی کہ اس امر کا سخت اندیشہ ہے کہ کہیں یہ غلط عقیدہ مسلمانوں کے دلوں میں نہ بیٹھ جائے۔ اِس لیے یہاں تشریف لاکر اس کی اصلاح فرمائیں اِس پر حضرت نے وہاں تشریف لے جانے کا قصد فرمالیا، اور اپنے ارادہ سے منصف صاحب کو اطلاع دیدی، جب پیر صاحب کو اس کا پتہ چلا، تو فوراً وہاں سے چلدیے، حضرت وہاں پہنچے تو آپ نے سب مسلمانوں کو سمجھایا، جس پر ہزاروں لوگوں نے اِس فاسد عقیدے سے توبہ کی۔

۲۔ مزارات پر طریقِ فاتحہ کی تعلیم | حکیم امین اللہ صاحب نے اپنا چشم دید واقعہ سنایا کہ حضرت مخدوم شیخ جلال الدین کبیر الاولیار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر شیخ کی دائیں طرف صاحبزادے کا تعویذ دیوار کے کھانچے میں اَڑا ہوا ہے، وہاں لوگ جب فاتحہ پڑھنے جاتے ہیں تو بالعموم پُشت پر یا پائنتی سرہانے فاتحہ پڑھتے ہیں، اور کھانچے میں سیدھے رُخ کی جگہ کھڑا ہونا بے ادبی سمجھا جاتا ہے، ایک مرتبہ حضرت، خدام اور مستفیدین کے ہمراہ مزار پر آئے اور

Marfat.com

اُس کھانچے پر مزار کی سیدھ میں سنت کے مطابق کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی، اِسی طرح اپنے حقیقی نانا شاہ محمد ماہ سجادہ نشین کی قبر پر بھی، جو درگاہ حضرت شاہ اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ میں بنی ہوئی ہے، سب کے سامنے فاتحہ ادا کی، تاکہ سنت کا معمول لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہو جائے

مروجہ فاتحہ و ختم کے متعلق آپ کا مسلک

ایک دن آپ کے خادمِ خاص حافظ عبدالرحیم صاحب پانی پتی نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ "حضرت شاہ ولی اللہ" کے مزار پر حضرت شاہ عبدالعزیزؒ صاحب سالانہ ختم کلام اللہ کرایا کرتے تھے، مگر حضرت کا معمول اِس کے خلاف کیوں ہے؟" آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا "میاں عبدالرحیم اب ایسے لوگ کہاں ہیں؟ چونکہ عام طور پر خیالات بہت ناقص ہو گئے ہیں، اِس لیے ایسے معاملات میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔"

شاہ عبدالعزیز کے طریقۂ فاتحہ و ختم کے متعلق آپ کی تحریر

اطرافِ ملک سے بعض فتوے آپ کی خدمت میں ایسے بھی آتے تھے، جنمیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی کا معمول ختم و فاتحہ سالانہ کی بابت پوچھا جاتا تھا، اِس کے متعلق منجملہ دیگر نفیس تحقیقات کے، ایک سائل کا جواب آپ نے اِس طرح دیا:-

"مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب کبھی عرس وغیرہ نہیں کرتے تھے، لیکن مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اپنے باپ دادا کا عرس کیا کرتے تھے، اور میں بھی

Marfat.com

چند مرتبہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے ہمراہ عرس میں گیا ہوں۔ جب کسی نے حضرت شاہ صاحبؒ سے پوچھا کہ "میاں صاحب! یہ عرس کرنا جائز ہے؟" تو آپ نے فرمایا "مجھے اپنی ذاتِ خاص کے لیے اس عرس سے فائدہ پہنچتا ہے دوسرے کے لیے میں ہرگز جائز نہیں کہتا۔" اور حقیقت اس عرس کی جو میں نے دیکھی، یہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد ہم سب لوگ مہندیوں میں جمع ہوتے تھے، اور قرآنِ پاک کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے تھے۔ چند ختم قرآن کے ہوتے تھے، صدہا آدمی اپنے طور پر قرآن شریف پڑھتے تھے، قبل از چاشت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ پالکی میں تشریف لاتے تھے اور دو آدمی جناب میاں صاحبؒ کو پکڑ کر حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی قبر کے سامنے پشت بقبلہ بٹھا دیتے تھے، پھر بطور رسم بیج آیت کے کوئی شخص ایک دو سورت قرآن کی پڑھتا تھا، اس کے بعد میرے والد مولانا قاری محمد صاحب پانی پتی یا میرے چچا قاری قادر بخش صاحب پانی پتی یا قاری لالہ صاحب پانی پتی ایک دو سورت قرآن مجید کی کامل پڑھتے تھے، اس سب کو سننے کے بعد میاں صاحب حکم دیتے اور شیرینی تقسیم ہو جاتی تھی، پھر عشرت خاں کا استاذ پند نامہ حضرت فریدالدین عطارؒ کا اثنائے تقسیم شیرینی میں پڑھتا تھا، اس پند نامہ پر بعض مشائخ کو عجب حالت عارض ہوتی تھی کہ سب لوگ اس سے منتفع

Marfat.com

ہوتے تھے، اور اثنائے تقسیم شیرینی میں حضرت میاں صاحبؒ اُٹھ کر تشریف لے جاتے تھے، بعد ختم اشعار پندنامہ کے اور سکون حالتِ صوفیہ کے سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے، سوائے ان امورِ مذکورہ کے کوئی بات ہم نے عرس مولانا شاہ عبدالعزیزؒ میں نہیں دیکھی یہ تھا وہ عرس جس کے متعلق وہ فرماتے تھے کہ "اپنی ذاتِ خاص سے میں کرتا ہوں اور کسی کو اجازت نہیں دیتا۔" عرسِ مروجہ ہندوستان کا جو مجموعہ محرمات و بدعات و فساق کا ہے، ان چیزوں کا وہاں سوائے عبادت کے نام و نشان بھی نہ تھا۔ "ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔"

اس تحریر سے جو بجنسہٖ صاحبِ سوانح کی نقل ہوئی ہے، صاف واضح ہوگیا کہ خلافِ شرع امور اور بدعات سے حضرت کو سخت نفرت تھی، آپ فرمایا کرتے تھے کہ "گانا میں نے تمام عمر کبھی نہیں سُنا۔"

چھوٹوں کو بزرگوں کی تعظیم کی نصیحت

قاضی اظہار الاسلام صاحب نے بیان کیا کہ **حضرت مخدوم صاحبؒ** کا عرس تھا اور میرا بچپن، میں کئی روز پہلے اپنے دادا کے ہاں چلا آیا، تاکہ ڈولے کا میلہ دیکھوں، جمعہ کے روز حضرت سب بچوں کو پیسے بانٹا کرتے تھے، رات کو یہ پیسے مجھے یاد آئے، فوراً دوڑا ہوا بڑوالی مسجد میں پہنچا، اور چھپا کھڑا رہا، جب حضرت گھر تشریف لے جانے لگے تو میں پیچھے پیچھے ہولیا، آہٹ پا کر پوچھا کون؟ میں نے

Marfat.com

عرض کیا "اظہار ہوں"۔ فرمایا "خوب ڈھولکی سنی ہوگی، راگ سُنے ہوں گے، اور ناچنا کودنا دیکھا ہوگا"۔ میں نے عرض کیا "جی ہاں"۔ فرمایا "مجھے اِس شغل سے سخت نفرت ہے، تمہاری ددھیال کی وجہ سے میں دخل نہیں دیتا، مگر درحقیقت مجھے چھوٹے بچوں کا بھی وہاں جانا پسند نہیں"۔ میں نے بچپن کے انداز میں کہا "حضرت! میرے چچا کو تو زور کا حال چڑھا ہوا تھا، ہُو ہُو کرتے تھے"۔ فرمایا "کسی کا نام مت لو"۔ میں نے عرض کیا "حضرت تو حال کھیلنے کو پسند نہیں فرماتے"۔ ارشاد ہوا "ہاں مصنوعی حالت اور خلافِ شرع باتوں سے میں نفرت کرتا ہوں، لیکن تمہارے تو وہ چچا ہیں، اور چچا باپ کی جگہ ہوتا ہے، تم اُن کے کام سے اثر نہ لو، مگر اُن کی بزرگی اور مرتبے کا ضرور لحاظ کرو"۔

میلادِ مروجہ کی تحقیق	نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

شروانی نے حضرت سے میلادِ مروجہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا "میں اِس کا کیا جواب دوں، اِس کے متعلق متقدمین نے تو کچھ لکھا نہیں اور متاخرین نے جو کچھ تحریر کیا ہے اُس پر میرا اعتقاد نہیں، مجوزین اِس قدر تشدد کرتے ہیں کہ رسومِ مروجہ قیام وغیرہ کو جو نہیں کرتا اُسے قابلِ ملامت سمجھتے ہیں، بعض مانعین نے یہ سختی کہ مستحبات تک کو کفر کہنے سے نہیں چُوکتے، حالانکہ حضور رسولِ مقبول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا تو تمام ہی ذکر

Marfat.com

قابلِ تعظیم ہے، یہ کیا بات ہے کہ صرف خاص موقعہ پر کھڑے ہوں۔"

حرمین کے میلاد کے متعلق آپ کا خیال | یہ تو حضرت نے ایک عالم سے اپنا مسلک ظاہر فرمایا، لیکن ایک معزز خاتون نے جو حضرت سے بیعت کا تعلق بھی رکھتی تھیں جب حج بیت اللہ اور زیارت روضۃ النبیؐ سے واپس آکر میلاد حرمین کی نظیر پیش کر کے مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا "حرمین شریفین کی عظمت کو کون نہیں جانتا، لیکن ایسے مسائل میں وہاں کا نام کیوں لیتی ہو؟ اسی سرزمین میں خود ہمارے حضورؐ کو کیا کچھ اذیتیں ترویج شریعت کی خاطر اُٹھانی پڑی ہیں، جس طرح اور مُلکوں میں اچھے بُرے آدمیوں کی کمی نہیں ہوتی، یہی حال وہاں کا بھی سمجھو، شرعی مسائل میں بلا دلیلِ شرعی کسی محترم مقام کا عمل حجت نہیں ہو سکتا صحابہ کرام اور ان کے بعد کا کوئی قرن بھی اس متعارف مجلسِ میلاد کا ثبوت نہیں پیش کرتا، محض شیعوں کی ریس میں بعض سُنّیوں نے یہ محفل ایجاد کی ہے، لہٰذا جو شخص تعلیمِ شریعت کے برخلاف امور ناجائز کو رواج دے تو شرکت کرنے والے گنہگار اور وبالِ آخرت کے حصہ دار ہوں گے۔"

اس مفصل ارشاد سے حضرت کا مسلک صاف معلوم ہو گیا، یہاں سے وہ متشددین سبق لیں جو ان رسومِ مروجہ کے تارک کو مطعون کرتے ہیں اور خلافِ شرع امور میں گرفتار ہیں۔

Marfat.com

تعلیم قرآن کے شغل سے عشق قرآن مجید کی تعلیم سے حضرت کو عشق تھا، بچے بوڑھے اور عورتیں، جو بھی اس کا طالب آتا، اُسے بلا تامل تعلیم دینے کیلئے تیار ہو جاتے تھے، اور جس شخص کو بھی اس خدمت میں لگا دیکھتے باغ باغ ہو جاتے، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری کی مطبوعہ تقریر موسوم بہ "عظمت القرآن" میں راقم نے لکھا دیکھا ہے کہ "ایک مرتبہ میں پانی پت حاضر ہوا، حضرت کی خدمت میں بیٹھا تھا، کسی شخص نے میری طرف اشارہ کر کے عرض کیا کہ یہ قرآن مجید کی تعلیم کا بہت کام کر رہے ہیں، یہ سُن کر حضرت بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا "جب سے یہ مجہلے (موجودہ انگریزی مدارس) کھُل گئے ہیں، قرآن مجید اور علومِ دین کا پہلا سا شوق نہیں رہا" واقعات کی روشنی میں اس ارشاد کی صحت آفتاب نصف النہار کی مانند واضح ہے، نئے تعلیم یافتہ اشخاص علومِ دین سے کورے ہونے کے باوجود اپنے آپ کو دینی مسائل میں رائے زنی کا اجارہ دار سمجھ کر تعلیم قرآن مختلف ترکیبوں سے بند کرنے کے درپے ہیں، ان سے وہ جاہل مسلمان اچھے جو کسی محقق دین کی اطاعت کر کے اپنے دین کو بچا لیتے ہوں کیونکہ یہ لوگ ساری عمر جہلِ مرکب میں مبتلا رہ کر اپنے جاہلانہ اجتہادات سے ضلوا فاضلوا کا مصداق بنتے ہیں، اسی لیے بعنوائے "اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله" حضرت نے جدید تعلیم گاہوں کو

Marfat.com

آج سے نصف صدی پہلے مجہلہ (مرکزِ جہل) فرمایا تھا۔

سُنّت کے مطابق سلام و معاشرت سلام کرنے میں سنت کے مطابق ہمیشہ ابتدا کرتے تھے، ایک نوجوان بعد نمازِ عشاء حضرت کو گھر چھوڑنے جاتے اُن کا بیان ہے کہ میں نے کئی بار یہ کوشش کی کہ جب حضرت اندر تشریف لے جانے لگیں تو پہلے میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ عرض کروں، مگر میری پوری سعی کے باوجود حضرت نے ایسا موقعہ مجھے کبھی نہیں دیا، حضرت پہلے خود اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فرما کر اندر تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت کو لوگوں کا اپنے پیچھے پیچھے چلنا ناپسند تھا، اگر جمعہ یا عیدین میں یا کسی اور موقعہ پر جماعت کے ساتھ چلنے کا اتفاق ہوتا تو کبھی آگے نہ ہوتے، اور نہ کبھی چھتری لگاتے تھے، آپ کو تنہا جاتے دیکھ کر کوئی شخص اگر ادباً ساتھ ہو لیتا تو فرماتے "تمہیں پیچھے کچھ کام ہے تو میرے ساتھ کیوں آتے ہو، اور اگر آگے کام ہے تو میں کھڑا ہوں تم چلے جاؤ۔"

حضرت کا معمول تھا کہ گلی یا بازار میں کبھی آپ کا گذر ہوتا تو ایک طرف کو گردن جھکائے اور نیلی لنگی سر پر رکھ کر چلتے تھے۔ تعظیم کے لیے کوئی کھڑا ہوتا تو منع فرماتے اور کہتے کہ "مجھے یہ متکبروں کا شیوہ پسند نہیں، بیٹھے کیوں نہیں رہتے؟"

قیاس پر علم شرح کی ترجیح حضرت کے زمانہ میں شہر پانی پت علم کا مرکز تھا

Marfat.com

مگر کسی اجتماعی شرعی حکم کا اتباع حضرت کے قولِ فیصل سے ہوتا تھا، رویت ہلال کے متعلق ایک دفعہ تار پر خبریں پہنچیں، لوگوں کو بہت اضطراب تھا لیکن حضرت نے فرمایا کہ "تحقیقِ رویت کے لیے یہ چیزیں ساقط الاعتبار ہیں، ایسے موقعہ پر صرف عینی شہادت پر فیصلہ ہو سکتا ہے۔"

اِسی طرح ایک دفعہ ۲۹ ر شعبان کو آسمان پر ابرِ غلیظ محیط تھا، اور مغرب کی نماز کے وقت دھواں دھار بارش ہو رہی تھی، حضرت کے ایک تلمیذِ خاص مغرب کی نفلوں کے بعد چاند کی جستجو کرنے لگے، لوگوں نے مزاحاً کہا کہ "تم آج چاند ضرور دیکھ لوگے۔" اُنہوں نے کہا کہ "جستجو ہمارا فرض ہے، اللہ تعالیٰ کو چاند دکھانا منظور ہوا تو وہ ضرور دکھا دیگا" نمازی سب جا چکے تھے کہ یکایک مطلع سے ابر کا ٹکڑا ہٹا اور صاف رویت ہو گئی، مگر سوائے اِن صاحب کے سارے شہر میں کسی اَور کو چاند دِکھائی نہیں دیا، حضرت کی خدمت میں اُنہوں نے شہادت پیش کی، حضرت نے اِس گواہی کو قبول کرتے ہوئے رات کی تراویح اور صبح کے روزے کا اعلان کر دیا۔

عورتوں کو دینی تعلیم قاری اُبو محمد محی الاسلام صاحب نے بیان کیا کہ منگل کے روز جاڑے میں ۹ بجے اور گرمی میں ۷ بجے صبح حضرت اپنے اعزہ اور متعلقین سے مِلنے جایا کرتے تھے، اور جس طرف کا رُخ ہوتا تو پہلے جو مکان

Marfat.com

پڑتا اُس کے دروازے پر دستک دیتے، اندر سے کوئی دریافت کرتا تو فرماتے "عبدالرحمٰن ہوں السّلامُ علیکم!" اگر گھر والے سمجھ جاتے تھے تو فوراً اندر بُلا لیتے تھے، مزاج پرسی کے بعد جس بی بی کو کوئی مسئلہ پُوچھنا ہوتا وہ پُوچھ لیتیں، ورنہ دریافت خیریت کے بعد زیادہ نہ ٹھہرتے تھے، مستورات کی دینی تعلیم کا یہ طریقہ عام تھا، بعض کاروباری لوگوں کی عورتیں بھی اِسی طرح استفادہ کیا کرتی تھیں، اور مسائل معلوم کرنے کیلئے ملاقات کا انتظار کرتی تھیں،

حضرت کے مکان میں بالاخانے کے اُوپر نشستگاہ کے پاس ایک الگنی پڑی رہتی تھی، جس پر پردہ لٹکا رہتا تھا، مستورات ڈولیوں سے اتر کر وہاں آبیٹھتی تھیں، اور جو مسئلہ پوچھنا ہوتا تھا پُوچھ لیتی تھیں۔

عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ جو عورتیں بیعت ہونا چاہتیں تو اُس کا طریقہ یہ تھا کہ تقریباً ڈھائی گز کا ایک عمامہ الگنی کے اندر آپ ڈال دیتے، بیبیاں اُس عمامہ کا دوسرا سِرا پکڑ لیتی تھیں، پھر آپ اُن کو کلماتِ بیعت کی تلقین فرماتے تھے۔ کبیرالسن ہونے کے باوجود حضرت کا یہ معمول کس قدر زیادہ سنت کے موافق تھا۔

اِس بیان سے جو اُوپر مذکور ہوا وہ جھوٹے مشائخ سبق حاصل کریں جو عورتوں کو بے دھڑک سامنے آنے دیتے ہیں۔

Marfat.com

نماز اول وقت اور باجماعت پڑھتے | مولانا حالی لکھتے ہیں "نماز سے حضرت نے عجیب طرح کا تعلق پیدا کیا تھا کہ اس کا وقت آتے ہی بے چین ہو جاتے تھے، اور جب تک نماز باجماعت اوّل وقت ادا نہ کر لیتے، دنیا و ما فیہا سے کچھ سروکار نہ رکھتے تھے سخت سے سخت مرض میں بھی رمضان کے روزے اور ایک قرآن تراویح میں سنانا کبھی ترک نہیں ہوا، حتیٰ کہ وفات سے چھ ماہ قبل رمضان میں باوجود کمال پیری و ناتوانی سارا قرآن تراویح میں سنایا اور تمام رمضان کے روزے رکھے"۔

ایک روز موذن خاص میاں جی پیر محمد نے نماز ظہر کے وقت حضرت کیا انتظار میں چند منٹ کی تاخیر کر دی، آپ تشریف لائے تو فرمانے لگے "نماز کیوں نہیں پڑھ لی؛ کیا عبدالرحمٰن کی نماز پڑھتے ہو؟" محمد خاں ایک مخلص خادم تھے، اُن سے ایک دن فرمایا "محمد خاں! مولوی بھی ہوں گے، حافظ و قاری بھی، اور صوفی و درویش بھی، مگر جماعت کی پابندی کرنے والے کم ہی ہوں گے"۔

ایک مرتبہ حضرت کسی درویش کی ملاقات کو نماز ظہر سے فارغ ہو کر تشریف لے گئے، وہاں جا کر دیکھا کہ ابھی نماز کی تیاری ہی ہو رہی ہے، اپنے صاحبزادے سے یہ حالت دیکھ کر فرمانے لگے "میاں عبدالسلام واپس چلو، ہم نہیں ملتے، یہ کیسے اللہ والے ہیں کہ جماعت کے وقت کا بھی ٹھیک اہتمام نہیں رکھتے"۔ میں نے خود راوی کو نمازِ باجماعت کا ایسا پابند دیکھا ہے کہ ۴۰ سال تک ایک جماعت بھی ترک نہیں کی، جن کے مرید ونکا یہ حال ہو، وہ خود کس قدر پابندِ جماعت ہوں گے۔

Marfat.com

باب یازدھم

کمالِ باطنی

چونکہ صاحب سوانح کو سفرِ آخرت کیے ہوئے نصف صدی کے قریب ہوگیا اس لیے زمانۂ موجودہ میں ایک محدث، فقیہ، اور فنِ قرآت و تجوید کے زبردست امام کی حیثیت سے آپ کی شہرت ہے، مگر آپ کے باطنی کمالات سے آجکل کے لوگ بہت کم واقف ہیں، کیونکہ اب وہ لوگ تقریباً ختم ہوگئے جنہوں نے حضرت کے کمالات کا بچشمِ خود مشاہدہ کیا تھا لہذا اس باب میں یہ دکھایا جائیگا کہ کمالاتِ باطنی کے اعتبار سے وہ بہت بڑے صوفی اور زبردست شیخ بھی تھے :۔

لباسِ ولایت میں بہت بڑے شیخ تھے شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی کے نزدیک حضرت اُن مشائخ میں سے تھے جن کی نسبت یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ ارشاد ہوا ہے، جو کچھ حضرت کے دل میں تھا وہی زبان پر تھا، جس بات میں خدا و رسول کی مرضی دیکھی، گو سارا زمانہ اُس کے برخلاف ہو، حضرت کو اُس کے کرنے میں

Marfat.com

کچھ باک نہ تھا، اور جس امر کو حکم الٰہی کے خلاف سمجھا، گوکہ ساری برادری اور کنبہ اُس کو اچھا جانے، وہ ہمیشہ اُس کے مخالف رہے، اور جہانتک ممکن ہوا اُس کے مٹانے میں کوشش کی، وہ صرف زبانی نصیحتوں ہی پر اکتفا نہ فرماتے تھے بلکہ ہمیشہ ترکِ رسوم و بدعات اور احیا سُنن میں خود نمونہ بن کر لوگوں کو اس کی طرف مائل کرتے تھے، جس قدر اوراد و اعمال یا نوافل کا حضرت نے التزام کرلیا تھا، اُن میں لفحوائے احب الاعمال ادومہا کبھی فرق نہیں آتا تھا، حضرت کی سیدھی سادی زندگی اور بے تکلف وضع کو دیکھ کر ایک اجنبی آدمی اُن کو احدٌ من الناس سمجھتا تھا مگر ہندوستان کے اطراف و جوانب میں حضرت کے معتقدین و مسترشدین گنتی اور شمار سے خارج تھے، ملک کے ہر ایک حصے سے سینکڑوں آدمی بیعت کیلئے اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، وہ بظاہر مولویت کے لباس میں تھے مگر درحقیقت بہت بڑے شیخ تھے۔

باہمہ و بے ہمہ زندگی کا نمونہ شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالیؒ نے کیا خوب لکھا ہے "وہ جو کسی بزرگ کا قول ہے کہ "قطب وقت کو پہاڑوں اور جنگلوں میں، اور ویرانوں کی تنہائی اور عزلت میں نہ ڈھونڈو، بلکہ بازاروں میں، بال بچوں میں، خرید و فروخت میں، اور تمام دنیاداری کے تعلقات میں تلاش کرو"، سو یہ قول حضرت کی شان میں پورا پورا صادق

Marfat.com

آتا تھا، حضرت کے نزدیک ترک وتجرید کا نام فقر و درویشی نہ تھا، بلکہ دنیا کو مزرعۂ آخرت سمجھنا، اور تمام دنیا کے معاملات حکم خدا و رسول کے مطابق طے کرنے، اور بے ہمہ و با ہمہ رہنا اسی کو درویشی سمجھتے تھے، آپکا حال اس شعر کا مصداق تھا ؎

پاک ہیں آلائشوں ہیں، بندشوں ہیں بے لگاؤ
رہتے ہیں دُنیا میں سب کے درمیاں سب سے الگ"

شمس العلماء مولانا الطاف حسینؒ حالی نے اپنی نگارش قلم سے یہ عنوان میرے لیے بہت سہل کر دیا ہے، اب میں حضرت کے کمالِ باطنی کے جستہ جستہ واقعات اسی روشنی میں قلمبند کرتا چلا جاؤنگا، مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔

شان محبوبیت و مرادیت

باب چہارم میں زیرعنوان "تائیدِ غیبی" یہ بتا آیا ہوں کہ جب حضرت سولہ سال کے تھے تو دفعتہً کشش حق ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے آپ بہرہ اندوز ہوئے حضور رسولِ خدا نے سینۂ مبارک سے چمٹا لیا۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب کرنالی کا بیان ہے کہ سینۂ مبارک کی زیارت کا انہیں کئی بار اتفاق ہوا، بیساختہ یہ گمان ہوتا کہ بلور کا ایک حوض تجلیاتِ انوار کی لہریں لے رہا ہے شب تاریک میں سینہ ماہِ تاباں کی طرح چمکتا تھا، اور چراغ کا عکس دکھائی

Marfat.com

دیتا تھا، اس کے بعد زمانۂ تحصیل علومِ ظاہری و باطنی میں جس بزرگ سے بھی استفادہ کیا وہ غیر معمولی شفقت کے ساتھ پیش آیا، تکمیل علوم کے بعد ہمعصروں کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا تو سب حضرت ہی کا دم بھرتے تھے، اور ایسا تو بارہا اتفاق ہوا کہ کسی مخالف مجمع میں پہنچ گئے تو بغیر کچھ ارشاد فرمائے محض آپ کا رعب ایسا دل پر طاری ہوتا تھا کہ سب خاموش ہو جاتے تھے۔ اور چہرۂ مبارک پر نظر پڑتے ہی ساری مخالفت محبت سے بدل جایا کرتی تھی۔

سفرِ حج میں بادل کے ایک ٹکڑے کا سایہ مولانا محمد ابراہیم صاحب کرنالی لکھتے ہیں کہ "حضرت جب ۱۲۵۹ھ میں پہلی بار حج کو روانہ ہوئے تو خود ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "گرمی کا موسم تھا، جب پانی پت سے ہمارا قافلہ روانہ ہوا تو اکبر آباد تک قافلے پر ہمیشہ ایک بدلی سایہ فگن رہتی تھی، یہ عجیب بات دیکھی گئی کہ ہم اپنے برابر دونوں طرف دھوپ نکلی ہوئی دیکھتے تھے لیکن ہمارا قافلہ ہمیشہ سایہ میں چلتا رہا، ایک منزل پر باہمی نااتفاقی سے دو الگ الگ جماعتیں ہو گئیں، اس پر وہ ابر کا ٹکڑا بھی ہٹ گیا اور سخت دھوپ پڑنے لگی، جب گرمی کی شدت سے سب قافلے والے بےچین ہو گئے تو پھر سب نے توبہ کی، اور اپنے فعل سے پشیمانی کا اظہار کیا، اسکے بعد ہم نے دیکھا کہ بدلی نے دوبارہ سایہ ڈالنا شروع کر دیا۔"

Marfat.com

پردۂ غیب سے ضرورت رفع ہوئی حضرت فرماتے تھے کہ جب ہم بمبئی پہنچے تو معلوم ہوا کہ زادِ راہ جو ساتھ لیا ہے اُس میں پورا نہیں پڑسکتا، چنانچہ فوراً گھر ایک تار بھیجا کہ اتنی رقم فوراً بھیجدو، بندرگاہ سے اطلاع آئی کہ جہاز بہت جلدی لنگر اُٹھانے والا ہے، لوگوں نے ٹکٹ بنوا کر جہاز میں بیٹھنا شروع کردیا، حضرت سب سے علیحدہ ہوکر ٹہل رہے تھے، یکایک کوئی نووارد شخص جس کو آپ بالکل نہیں پہچانتے تھے، آیا اور عرض کی "مجھے آپ کچھ پریشان معلوم ہوتے ہیں؟" فرمایا "ہاں جہاز کی روانگی کا وقت آگیا اور شاید پرسوں چل پڑے گا، میں نے زادِ راہ کے تخمینے میں کچھ غلطی کی یہاں آکر اس غلطی کا احساس ہوا، اب گھر تار بھیجا ہے مگر وہاں سے ابھی تک رقم نہیں آئی"۔ اس پر اُس شخص نے نہایت مِنّت سے عرض کیا کہ ذرا آپ میرے ساتھ تھوڑی دُور تک تشریف لے چلیں، چنانچہ اُس نے حضرت کو اپنے ساتھ لے جاکر ایک مکان میں روپوؤں سے بھری ہوئی ایک کوٹھڑی دِکھائی اور کہا کہ اِس میں سے جس قدر آپ چاہیں روپیہ لیلیں حضرت نے فرمایا "دو روز اَور اِنتظار کرلینے دو، اِس کے بعد جتنا روپیہ درکار ہوگا وہ اِس شرط پر لونگا کہ بعد میں آپ یہ رقم واپس لے لیں"۔ اُس شخص نے کہا "آپ اِس رقم کے مالک ہیں"۔ اور بار بار عرض کیا کہ "اِسی وقت جتنا چاہیں اِس میں سے روپیہ لے لیں"، اُس شخص کے اِصرار کو

Marfat.com

دیکھتے ہوئے حضرت نے حساب کر کے زادِراہ میں جتنی کمی دیکھی اُتنی رقم لے لی، اِس کے بعد جب فرودگاہ پر تشریف لائے تو مکان سے بھی روپیہ پہنچ گیا تھا، حضرت رقم واپس کرنے کے لیے پھر اُس مکان پر گئے، لوگوں سے شخصِ مذکور کا حلیہ بیان کیا، مکان کا نقشہ بتلایا، اور اِس جستجو میں شہر بمبئی کا کوچہ کوچہ چھان مارا، بہت سرگردان پھرے کہ کسی طرح وہ شخص مِل جائے، مگر کوئی شخص اُس کا پتہ نہ بتلا سکا، یہاں تک کہ جہاز چھوٹنے کا وقت آگیا، اور حضرت مجبوراً سوار ہو گئے۔"

واقعاتِ مندرجۂ بالا سے ناظرین کو یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ حضرت میں شانِ مُرادیت کس قدر جلوہ گر تھی، صوفیار کے ہاں مُرید اور مُراد دو اصطلاحیں مقرر ہیں، جن کاملین کی تربیت منجانب اللہ ہوتی ہے اور پردۂ غیب سے ہر لحظہ اُن کی امداد کی صورتیں نکلتی رہتی ہیں، وہ مُراد و محبوب کہلاتے ہیں، اور جو ریاضت و مجاہدہ کے بعد منزلِ سلوک طے کرتے ہیں، اُن کو مُرید و محب کا لقب دیا جاتا ہے۔

دنیوی کروفر سے نفرت اور رعب و دبدبہ

دنیوی شان و شوکت اور کروفر سے آپ کو سخت نفرت تھی، غربار و مساکین کے ملجار و ماوا تھے، بایں ہمہ کسی بڑے سے بڑے شخص کی یہ مجال نہ تھی کہ آنکھیں چار کر سکے، قاری محی الاسلام صاحب اپنی زیرِ تالیف کتاب "طَبَقَاتُ الْقُرَّاء" میں لکھتے ہیں "خوشنما اور

Marfat.com

دلفریب چہرہ سے ہیبتِ الٰہی برستی تھی، ہر شخص کا جی چاہتا کہ رُخ انور کی باربار زیارت کرے، مگر خوف دوبارہ نظر ڈالنے کی اجازت نہ دیتا تھا، رعب اور دبدبہ بادشاہوں سے زیادہ تھا۔"

استغنار عن الخلق کی عجیب مثال

مولانا محمد ابراہیم صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت **لاھور** تشریف لے گئے، عالیجناب **نواب محمد علی** خاں بہادر والیٔ ریاست **ٹونک** کو پتہ چلا تو حضرت کی فرودگاہ پر تشریف لائے، اور جب تک حضرت کا **لاھور** میں قیام رہا، نواب صاحب اکثر زیارت کو آتے تھے، لیکن اپنا مدعائے دلی ظاہر کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی آخر ایک روز باتوں باتوں میں کہہ ہی بیٹھے کہ " حضرت! میں چاہتا ہوں کہ اپنی آخری زندگی کسی یادگارِ سلف بزرگ کی خدمت میں گذار دوں"۔ حضرت نے یہ سن کر اس وقت تو کوئی جواب نہیں دیا، اور اور باتیں کرتے رہے، البتہ جب نواب صاحب اُٹھ کر تشریف لے جانے لگے تو حضرت نے تادیب مصلحت سمجھی، اور ایک جذب وجوش کے ساتھ فرمایا کہ " آپ کے کلام کا مطلب یہ ہوا کہ عبدالرحمٰن آپ کی نوکری کرے، خبردار ایسا خیالِ خام کبھی دل میں نہ لائیں، تم اگر نواب ہو تو ہم بادشاہ ہیں، اگر کسی بادشاہ نے نواب کی نوکری کی ہو تو بتاؤ"۔ اِس گفتگو سے نواب صاحب پر ایسا رعب طاری ہوا کہ بید کی مانند کانپنے لگے، اور ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی، پھر

Marfat.com

معذرت کے بعد تشریف لے گئے۔

حضرت کے استغناء عن الخلق کا ایک واقعہ بابِ ہشتم میں بھی بیان ہوا ہے، نواب صاحب ممدوح کا واقعہ اور وہ واقعہ دونوں حضرت کی زبردست نسبتِ باطنی پر دلالت کرتے ہیں، آج مختلف اغراض کے لیے نوابوں اور حکومت کی کتنی خوشامدیں کی جاتی ہیں، اور پھر برسوں میں بھی مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ مگر اہل اللہ کے پاس دنیا ناک رگڑتی ہوئی آتی ہے اور وہ آنکھ بھر کر بھی نہیں دیکھتے۔ "اتته الدنیا وھی راغمة۔" حدیث کا عملی مشاہدہ اولیائے کرام ہی کراتے ہیں۔

تعلیم ذکر و شغل اور اخفائے احوال

عم محترم قاری محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ صاحب مرحوم نے قلمی مسودہ میں یہ بات لکھوائی کہ ۱۲۸۰ھ کے بعد جب باندہ میں حلقۂ ذکر و شغل ہوتا تھا تو میں بھی کئی مرتبہ اس میں بیٹھا ہوں، تیس بتیس ذاکرین ہوتے تھے، اول ذکر ہوتا، اس کے بعد مراقبہ، اور پھر حضرت توجہ دیتے تھے، ہر ذاکر کو اس کی لغزشوں پر متوجہ کرتے، اور ارشاد ہوتا کہ "جب میرا جی تمہاری طرف متوجہ ہونا نہیں چاہتا تو قیامت میں حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے توجہ کی امید کس منہ سے رکھتے ہو؟" قاری صاحب فرماتے ہیں کہ میری دن بھر کی نکمی حالتوں کو ظاہر کر کے نصیحت فرماتے۔

حسبِ تحریر مولانا محمد ابراہیم صاحب جب استفادۂ باطن کے لیے

Marfat.com

کوئی طالب آتا، اور ہدایات پر چلنے کا وہ امتحان بھی دے لیتا تھا تو اُس وقت کسی سالک کو ضرور وقت دیدیتے تھے، یہ وقت اکثر دن میں، اور بعض اوقات رات کا ہوتا تھا، ہر جائی ولا اُبالی لوگوں کو ہرگز منہ نہ لگاتے تھے، بلکہ صاف فرما دیتے کہ "ہم سے سبق پڑھو یا مسئلہ دریافت کرو تو ہم تیار ہیں، باقی یہ باتیں خانقاہوں میں حضراتِ صوفیار سے دریافت کرو ہم تو مُلّا آدمی ہیں۔" ایسا اِس لیے ارشاد ہوتا تھا کہ سچا طالب ہزاروں میں ایک ہی ہوتا ہے، ورنہ زیادہ تر کچھ تصوف کے اشغال اِدھر اُدھر سے سُن کر نمائشی مشائخ بننا چاہتے ہیں جو محققین صوفیار کے نزدیک شرک فی الطریق ہے۔

اِن وجوہ سے ہر شخص کو تعلیم ذکر و شغل حضرت کے خیال میں مناسب نہ تھی، نیز فراستِ ایمانی اور بصیرتِ باطنی سے حضرت کو اکثر لوگوں کا حال منکشف ہوجایا کرتا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ ایک معزز شخص اسی نمونے کے حاضر ہوئے اور بیعت ہونا چاہا، فرمایا "تمہیں میرے ساتھ مناسبت نہیں ہوگی"، اُنہوں نے صاف انکار کے باوجود پھر عرض کیا کہ "مجھے تو ضرور ہی بیعت فرما لیجئے"، اور اِس مرتبہ اُن کی بعض حرکتیں حضرت کو ناگوار ہوئیں، نظرِ پُرجلال اُٹھائی تو وہ فرشِ مسجد پر تڑپنے لگے۔ اِس کے بعد حضرت نے پانی دم کرکے اُن پر چھڑکا تو اُن کو ہوش آیا، اور اب وہ

Marfat.com

خاموش مسجد سے نکل کر چلے گئے۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک جید عالم اور بڑے شیخ جن کو حضرت سے نسبت استفادہ کا تعلق تھا، انہوں نے مولانا ممدوح سے بیان فرمایا کہ مجھے بارہا سفر و حضر میں حضرت کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے، عام مشائخ کے برخلاف حضرت کا مذاقِ طبیعت بالکل جدا واقع ہوا تھا، علومِ ظاہری، اہل وعیال، مال ومتاع، اور جائداد زرعی وسکنی کے پردہ میں اپنے احوالِ باطنی حضرت دوسروں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے، ورنہ میری تحقیق میں جو رتبۂ عالی اللہ تعالیٰ نے حضرت کو عطا فرمایا تھا وہ دَورِ حاضرہ کے عام مشائخ میں نہیں پایا جاتا۔

حضرت کو اپنے احوال واعمال مخفی رکھنے کا بہت زیادہ اہتمام تھا، مولانا ممدوح لکھتے ہیں کہ ہم نے خود دیکھا ہے کہ حضرت اپنے اذکار واشغال اور نوافل ومستحبات تک کو ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے، کم ازکم بے تکلف مستفیدین سے انسان پردہ نہیں کیا کرتا، لیکن ایسا متعدد بار دیکھا گیا کہ حضرت تہجد کے وقت ذکر وشغل اور مناجات میں مشغول ہیں، خدام و رفقاء میں سے کسی کا کروٹ بدلنا بھی محسوس ہوگیا تو اُسی وقت خاموش ہوکر وہیں لیٹ گئے، اور سونے والوں جیسی شکل بنالی، مگر عارفِ کامل شخص حضرت کو دیکھ کر بزبانِ حال یہ شعر پڑھتا تھا ؎

Marfat.com

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست"

ایک رات کا حیرت انگیز واقعہ

مولانا محمد یحییٰ صاحب پانی پتی جو باعلم اور صاحبِ عمل، ذاکر و شاغل بزرگ تھے، اُنہوں نے **مولوی عبدالرحیم صاحب پانی پتی** سے بیان فرمایا کہ "کوئی پردیسی شخص جو علماء سے بہت بدظن تھا اور تلاشِ شیخ میں سارا ہندوستان چھان مارا تھا، وہ گھومتے گھامتے پانی پت بھی آیا، یہاں جس دوست کے ہاں وہ ٹھہرا، اُس نے کہا "آپ مولویوں سے بدعقیدہ تو ہیں ہی، مگر سارے مولوی بھی تو یکساں نہیں ہوتے میری رائے میں یہاں کے ایک بزرگ عالم سے تمہیں ضرور مل لینا چاہیئے" مولوی کا لفظ سُنتے ہی اُس شخص نے سینکڑوں صلواتیں سُنا ڈالیں، میزبان نے کہا "کچھ بھی ہو، اُن مولوی صاحب سے تو میری خاطر ضرور مل آؤ، بشرطیکہ جس طرح میں کہوں پہلے وہ تدبیر کرو، اور پھر ملاقات کو جاؤ۔" شخصِ مذکور نے یہ بات مان لی، میزبان نے کہا "پچھلی رات کو بڑوالی مسجد کے اندر ایسے چپ چاپ جانا کہ تمہارے سانس کی آواز بھی محسوس نہ ہونے پائے وہاں کسی بزرگ کو دیکھ کر تمہیں خود اندازہ ہو جائے گا۔" یہ شخص اپنے دوست کی ہدایت کے مطابق بڑوالی مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ اندھیری رات میں آہستہ آہستہ حضرت آئے۔ اول نوافل ادا کیے، اور پھر ذکر

Marfat.com

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ خفیف جہر سے شروع کیا، شخص مذکور کا بیان ہے کہ "جب زبان سے لَا اِلٰہَ نکالتے تو مسجد وغیرہ سب چیزیں بالکل غائب ہوجاتی تھیں اور میں خود اپنے کو بھی موجود نہ پاتا تھا[1]، اور جب اِلَّا اللّٰہ زبانِ مبارک سے نکلتا تو سب چیزیں موجود نظر آتی تھیں" علی الصباح یہ سارا واقعہ اُس شخص نے اپنے میزبان سے بیان کیا، میزبان نے کہا "بولو! اب کیا کہتے ہو؟" اُس نے کہا "میاں! یہ تو بڑے صاحبِ باطن بزرگ ہیں، مجھے اُن کی خدمت میں لے چلو"۔ چنانچہ وہ حضرت کے پاس آکر بیعت ہوگیا"۔

ف۔ یہ دوامِ ذکرِ الٰہی کی برکت تھی، حضرت کے رگ و پے میں ذکر سرایت کر گیا تھا۔

کمالِ ذکرِ الٰہی مولوی قاری اَبُو محمد محی الاسلام صاحب نے بیان کیا کہ مجھے بارہا دیکھنے کا اتفاق ہوا، جب سینہ کھلا ہوتا اور نظر جمتی تو ہمیشہ حرکت معلوم ہوتی، اور قریب ہونے پر ایک کھٹکے کی آواز بھی سنائی دیتی تھی، غرضیکہ کوئی لمحہ یادِ الٰہی سے خالی نہیں رہتا تھا۔

---

[1] فنائے معنوی کبھی فنائے ظاہری وحسی کی صورت میں بھی ظاہر ہوتی ہے، چنانچہ حضرت بایزید بسطامیؒ کبھی محراب میں چڑیا کے برابر نظر آتے تھے، لا اِلٰہ کے ساتھ غائب ہوجانا اور اِلَّا اللّٰہ پر نظر آنے لگنا، یہ غائت محویت و نہایت اضمحلال کا اثر ہے۔ (از حضرت تھانوی مدظلہم، ملفوظ نمبر ۶۰ ہفت اختر صفحہ ۳۶ مطبوعہ امداد المطابع تھانہ بھون)

Marfat.com

محویت در محبوب ایک دفعہ کھانے پر ماش کی دال تھی، خیر فراغت کے بعد گھر کے آدمیوں نے پوچھا "مولوی صاحب! دال کیسی پکی تھی؟" فرمایا "ہائیں یہ دال تھی؟ میں تو اسے کھیر سمجھ کر کھا رہا تھا"۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ماسوی اللہ سے بعض اوقات قطعاً علیحدہ ہوتے تھے۔

کمال تاثیر حکیم امین اللہ و حکیم صداقت علی صاحبان اور دیگر متعدد بزرگوں نے حضرت کے کمال تاثیر اور اثر انگیزی کے مندرجہ ذیل واقعات مختلف اوقات میں سنائے :۔

۱۔ وعظ و تلاوت کے وقت رعب و جلال جب تراویح میں قرآن مجید سناتے یا ہزاروں کے مجمع کو وعظ سناتے تو ایک سناٹا چھا جایا کرتا تھا۔ حالانکہ آواز بہت بلند نہ تھی، مگر یہ معلوم کر کے لوگوں کو بڑی حیرت ہوتی تھی کہ دُور والوں کو ایسا محسوس ہوتا، گویا پاس بول رہے ہیں۔ لوگ گذرگاہ سے گذرتے ہوئے تلاوت تراویح سنکر بالکل خاموش کھڑے ہو جاتے۔ سامعین میں ہر طبقے کے لوگ ہوتے تھے۔ مگر کیا مجال کہ کوئی چوں بھی کرے، بڑے بڑے مشائخ اور علماء، خواہ کتنی ہی بارعب شخصیت کے مالک ہوں، وہ حضرت کے سامنے مؤدب اور چپ چاپ بیٹھتے تھے، ذی وجاہت اہل دنیا میں سے کوئی آتا تو وہ بھی آہستہ آہستہ مودبانہ عرض مدعا کرتا، استفادہ عام

Marfat.com

یا وعظ کے اوقات میں حضرت اشعار یا لطائف بیان کرنے کے عادی نہ تھے لیکن قوتِ تاثیر کا یہ عالم تھا کہ مجلس ختم ہونے پر ہر شخص افسوس کرتا رہ جاتا کہ مجلس جلدی ختم ہو گئی، کیا اچھا ہوتا اگر دیر تک استفادے کا موقع ملجاتا

۲۔ اثر انگیزی — اثر انگیزی کا ایک واقعہ حافظ شریف الدین صاحب نے سُنایا۔ "نمازِ تراویح میں سورہ مُرسلات تلاوت کی، خلافِ معمول مقتدیوں اور دیگر سامعین پر (جو اپنا پڑھ کر حضرت کا سُننے آجایا کرتے تھے) کیفیتِ وجد طاری ہو گئی، عالم ہوں یا جاہل، بچے ہوں یا بوڑھے، سب کا بے اختیار یہ جی چاہتا تھا کہ اپنے آپ کو خدا کی راہ میں قربان کردیں، سلام کے بعد دربھنگے کے ایک عالم نے بیان کیا کہ جب حضرت کی زبان سے وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ نکلتا، تو یوں جی چاہتا کہ چھری سے اپنی گردن کاٹ ڈالوں"۔ بعض سامعین وردِ کیفیت سے ٹہلنے اور گھومنے لگے، عورتوں اور معصوم بچوں نے بیان کیا کہ آج جو اثر محسوس ہوا، وہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا"۔

۳۔ دو طوائفوں کا آپکے ہاتھ پر تائب ہونا — کمالِ تاثیر کا حسبِ ذیل واقعہ حکیم صداقت علی صاحب پانی پتی کو عم محترم مولانا قاری عبدالسلام صاحب نے سُنایا۔ "نواب صاحب باندلاہ کے ہاں دو مشہور طوائفیں گانے پر ملازم تھیں، ایک بار حضرت سخت علیل ہو گئے، نواب صاحب اور

Marfat.com

دیگر عمائد عیادت اور مزاج پرسی کے لیے اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔ اِن دونوں طوائفوں نے نواب صاحب سے درخواست کی کہ حضرت کی عیادت کا ہمیں بھی موقع ملنا چاہیئے۔ نواب صاحب نے فرمایا "میں حضرت سے اجازت لیے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ موقع مناسب دیکھ کر نواب صاحب نے دونوں طوائفوں کی طرف سے اجازت مانگی۔ حضرت نے پہلے تو کچھ تامل فرمایا اور پھر اجازت دیدی۔ وہ دونوں خدمت میں حاضر ہوئیں اور مزاج پرسی کی حضرت نے فرمایا "اب افاقہ ہے۔" اِن دونوں نے باادب درخواست کی کہ "حضرت ہم سے کچھ نعتیہ کلام سُن لیجیئے۔ اور یہ گانا بالکل سادہ اور بلا مزامیر کے ہوگا۔" حضرت نے جواب دیا "مجھے کسی طرح بھی سُننا منظور نہیں، اور میں نے اپنی ساری زندگی میں کبھی گانا نہیں سُنا۔"

اِن طوائفوں پر حضرت کے تقدس اور طہارتِ نفس کا یہ اثر ہوا کہ اللہ اکبر! ایک تو یہ بزرگ ہیں جو ہماری لجاجت اور التجا پر بھی گانا نہیں سُننا چاہتے۔ اور ایک وہ لوگ ہیں جو برسوں اور مہینوں تمنائیں کرنے کے بعد ہمارا گانا سُننے میں ایک آدھ دفعہ کامیاب ہوجاتے ہیں تو اپنے کو بڑا خوش نصیب سمجھتے ہیں، یقیناً یہ ہمارا پیشہ بہت بُرا ہے، اُسی وقت یہ ٹھان لی کہ آئندہ کبھی نہیں گائیں گی، چنانچہ اُنہوں نے حضرت کی خدمت سے واپس آکر توبہ کرلی۔ دونوں طوائفوں کا بھائی

Marfat.com

بولا "تم ہماری روزی کیوں بند کرتی ہو؟" اُنہوں نے جواب دیا "ہم نے تمہارے لیے ہزار ہا روپیہ کما کر اپنی آخرت بگاڑی، اب تو ہم اپنی باقیماندہ زندگی یادِ الٰہی اور اکلِ حلال کے ساتھ بسر کریں گے۔" چنانچہ وہ دوبارہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے پیشے سے بکلّی تائب ہو کر عرض کیا کہ "کسی صالح شخص سے ہمارا عقد کر دیجئے۔" حضرت نے فرمایا "بہت اچھا، تمہارے لیے مناسب موقعے تلاش کرونگا۔" اِن دونوں نے فوراً پردہ اختیار کر لیا اور سلائی کا کام کر کے اپنے لیے قوتِ لایموت پیدا کرنے لگیں، پچھلے سرمائے سے کچھ سروکار نہ رکھا۔

اِس واقعہ کو ابھی صرف سات روز گذرے تھے اور ہنوز اِن دونوں کے نکاح نہیں ہوئے تھے کہ اتفاقاً دونوں کو ہیضہ ہو گیا، اور اسی میں وہ انتقال کر گئیں۔

حضرت کی توجہ باطنی کا اثر ایک دوسرا واقعہ قاضی اظہار الاسلام صاحب نے سُنایا جو یہ ہے کہ ایک انگریز ڈاکٹر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، افسرانِ بالا کو میرا یہ میلان معلوم ہوا تو اُنہوں نے مجھے اپنے عہدہ سے معطل کر دیا، اب اگر میں نے تبدیلیٔ مذہب کا اعلان کر دیا اور مسلمان ہو گیا تو غالباً برخاست کر دیا جاؤں گا اور سخت مشکلات میں پھنس جاؤنگا، اِس لیے عجب کشمکش و پنج میں گرفتار ہوں۔ حضرت نے

فرمایا "قبولِ مذہبِ حق میں اگر مگر ٹھیک نہیں، تم فی الواقع مذہب اسلام قبول کرنا چاہو، تو سب خطرات دل سے نکال دو، اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو" یہ سن کر وہ انگریز چلا گیا، دوسرے روز پھر آیا، اور عرض کیا کہ "حضرت! اب میرا دل ہر خیال سے فارغ ہو گیا ہے، اور اب میں شرح صدر کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہوں"۔

مسلمان ہونے کے بعد یہ انگریز ابھی پانی پت سے روانہ بھی نہیں ہوا تھا کہ بحالی عہدہ کا حکم آگیا، اور وہ خوش خوش یہاں سے چلا گیا۔

کمال علم باطنی عم محترم مولانا عبد السلام صاحب سے بھی سنا گیا ہے اور امیر شاہ خاں صاحب ساکن مینڈھو۔ ضلع علیگڈھ، اور حافظ حفیظ الدین صاحب پانی پتی نے بھی بیان کیا کہ "محدثین بڑے بڑے نامی گرامی گذرے لیکن فہم حدیث میں یہ کمالِ باطن حضرت ہی کو نصیب تھا کہ جس حالت یا موقع پر حضور رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی بات فرمائی یا کی، تو حضرت اُس حالت کا ایسا ہو بہو نقشہ کھینچتے تھے کہ سامعین کی آنکھوں کے آگے وہ نظارہ پھر جاتا تھا، جنگ بدر اور احد کا جب وعظ میں تذکرہ کرتے تو سامعین ایسا محسوس کرتے کہ گویا جنگ سامنے ہی ہو رہی ہے، غالباً حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ارشاد فرمایا تھا کہ "معانی حدیث خود میں نے

Marfat.com

اِن سے سمجھے اور الفاظِ حدیث میں نے پڑھائے۔" یہ اِسی علمِ باطن کی طرف اشارہ ہوگا۔

اسرارِ تصوف ہر کس و ناکس کے سامنے بیان نہ فرماتے

مولانا محمد یحییٰ صاحب نے ایک عجیب واقعہ مولوی عبدالرحیم صاحب سے بیان فرمایا، جو مندرجہ ذیل ہے:-

"ایک روز حضرت کے وعظ میں حضرت مولانا غوث علیؒ شاہ صاحب بھی بیٹھے تھے۔ حضرت نے دورانِ وعظ میں تصوف کے بعض علمی مباحث کی تشریح کی، مضمون کے دو پہلو تھے، حضرت نے ایک پہلو تو نہایت نمایاں طور پر واضح کر دیا، اور دوسرے پہلو کو مجمل چھوڑ کر روئے سخن دوسری طرف منتقل فرما دیا، مولانا ممدوح چونکہ بہت بڑے باخدا درویش تھے، اُن کو اُس وقت اُس مضمون میں بڑی دلچسپی ہو رہی تھی، روئے سخن منتقل کرنے سے وہ یہ سمجھے کہ سہواً یہ تشریح چھوڑ گئے ہیں، حضرت کے وعظ میں کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ بول سکے، مولانا باوجود اِس بات کے جاننے کے اُس روز غلبۂ شوق میں یہ فرما بیٹھے کہ "اُس مجمل اور تشنہ بحث کو بھی واضح فرما دیجیے"۔ حضرت نے ازقبیل شطحیات برجستہ کچھ فرمایا، جس پر مولانا خاموش ہو گئے پھر عام مجمع کی طرف خطاب کر کے حضرت نے فرمایا "جس پہلو کو میں نے دانستہ بیان نہیں کیا، وہ ایسی باتیں ہیں جو اِس عام مجمع میں نہیں کہی جا سکتیں، اُن غوامض کے حل کے لیے میرا مکان حاضر ہے، وہاں جو طالب

Marfat.com

آئیں گے اُن کی تسلی کر دی جائیگی"۔

حضرت کے کمالِ باطنی کے متعلق مولانا غوث علی کی شہادت

عصر کی نماز کے بعد درگاہ حضرت قلندر صاحبؒ میں حضرت مولانا غوث علی شاہ صاحب کی مجلس جما کرتی تھی، متذکرۂ بالا واقعہ کے بعد اُسی روز اپنی مجلس میں اُنہوں نے فرمایا "ہمیں خبر نہ تھی کہ ایسا باکمال صاحبِ باطن بزرگ پانی پت میں موجود ہے، جس کی ایک بات سے وہ وہ علومِ باطن و معارف ہمیں منکشف ہوئے جو سالہاسال بڑے بڑے اشخاص کے پاس رہنے سے بھی نہیں کھلے تھے حالانکہ سیر و سیاحت میں بڑے بڑے مردانِ حق سے ہم ملے، لیکن یہ کمال علم باطن ہم نے کہیں نہیں دیکھا"۔

راوئ واقعہ مولانا محمد یحییٰ صاحب نے بیان کیا کہ اس کے بعد مولانا نے حضرت سے ملاقات کر کے اپنی تشنگئ معرفت کو بھی دُور کیا۔

اِس واقعہ کی تصدیق حکیم الاُمت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب کے ملفوظات خیرت حصہ سوم مطبوعہ انتظامی پریس کانپور صفحہ ۳۷ سے بھی ہوتی ہے، جو بعینہٖ یہاں نقل کرتا ہوں:۔

ملفوظ (۱۲۸) ۲۴ جمادی الاولیٰ۔ فرمایا کہ " حضرت غوث علی شاہ صاحب پانی پتی قدس سرہ نے پانچ سو مشائخ سے فیض حاصل کیا تھا، ایک بار قاری عبدالرحمٰن صاحب قدس سرہ نے اُن کو وعظ کے اندر پوچھنے پر

Marfat.com

زجر فرمایا تو بُرا نہیں مانا، بلکہ اپنے لوگوں سے فرمانے لگے کہ "آج معلوم ہوا کہ قاری صاحب ایسے کامل ہیں، اگر مجھے اُن کے کمال کا پہلے سے علم ہوتا تو میں اِدھر اُدھر کیوں پھرتا؟"

آپ کی عظمت غیر مسلموں کی نظر میں

عیسائیت کا ایک مبلغ دہلی مشن کی طرف سے پانی پت میں مدتوں کام کرتا رہا، مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا، اس لیے مشن والوں کو خیال ہوا کہ یہ شخص کچھ کام نہیں کرتا، چنانچہ کوئی بڑا انگریز پادری اُس کے کام کی جانچ کرنے کے لیے آیا، اور اُس سے کہا کہ "تم اتنے عرصے سے پانی پت میں کام کر رہے ہو، تمہاری تحریک کا اثر کیوں نہیں ظاہر ہوتا؟" اُس نے جواب دیا کہ "میں تو اپنے حتی المقدور کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتا مگر میری سمجھ میں خود یہ بات نہیں آتی کہ یہ کیا بھید ہے؟" انگریز پادری نے کہا کہ "یہاں کے کسی بڑے مذہبی مسلمان کو ہمیں دکھاؤ"۔ اس پر وہ مبلغ اُس انگریز پادری کو مسجد سالار گنج کے باہر جہاں بعد نمازِ جمعہ حضرت وعظ فرمایا کرتے تھے، لے گیا، یہ انگریز دروازے پر کھڑا وعظ بھی سنتا رہا اور حضرت کی صورت بھی غور سے دیکھتا رہا، اور پھر کہنے لگا "اب بھید معلوم ہو گیا، بات یہ ہے کہ جب تک یہ بزرگ زندہ ہیں، اُس وقت تک یہاں کے لوگوں پر کوئی مخالف اثر نہیں ہو سکتا، بلکہ شہر میں امن و چین اور عزت و اقبال ساری چیزیں باقی رہیں گی، ان بزرگ کی برکت سے

Marfat.com

پانی پت کے سب لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں"۔ حالانکہ حضرت کی عادت تھی کہ چپ چاپ گردن جھکائے ایک طرف کو چلا کرتے تھے، اور لوگوں کا ساتھ رکھنا پسند نہیں تھا، بایں ہمہ جس گلی یا بازار سے گذرتے، اور کوئی ہندو حقہ پیتا ہوتا تو حضرت کو دور سے آتا دیکھ کر یا تو حقہ اٹھا دیتا، اور یا اِدھر اُدھر ہو جاتا تھا، جب آپ بازار میں سے گذرتے تو ہندو آپ کو جھک جھک کر سلام کیا کرتے تھے۔

انتقال کے وقت ہندوؤں کا اظہارِ افسوس

حضرت کی عظمت و محبت مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں میں بھی اس قدر زیادہ تھی کہ آپ کی وفات کے روز بلا کسی تحریک کے ہندوؤں نے اپنی دوکانیں اور کاروبار بند کر دیے، اور بہت رنج و غم کا اظہار کیا۔

حضرت کے کمالِ باطنی، علوئے مرتبہ اور فیوض روحانی کی ان متعدد اہم شہادتوں کے بعد اب ہم یہ باب ختم کرتے ہیں۔

Marfat.com

باب دوازدھم

اَولیائے کاملین کے نزدیک حضرت کا بلند پایہ

یہ باب علیحدہ لکھنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ جس مرتبہ کا کوئی شخص ہو، اُس کے ہم مشرب ہی اُس کو ٹھیک طور پر سمجھ سکتے ہیں، اور جو لوگ اس پائے کے نہیں ہوتے، اُن کی رائیں عقیدتمندانہ تعلق پر مبنی ہوتی ہیں، ذیل میں اُن چند بزرگوں کا تعلق حضرت سے ظاہر کیا جائے گا جو اپنے وقت کے بڑے کامل سمجھے گئے ہیں:-

۱- حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکّی

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت کی دوستی تھی، ہجرت سے قبل آپ پانی پت تشریف لایا کرتے تھے۔ قاری محمد ابراہیم صاحب نے یہ واقعہ مجھے سُنایا کہ جب حاجی صاحب ہجرت فرمانے لگے اور حکومت آپ کو گرفتار کرنے کے درپے تھی، تو تن تنہا پانی پت بھی رونق افروز ہوئے، اور حضرت سے ملاقات کے بعد روانہ ہوگئے، حضرت نے میاںجی پیر محمد صاحب خادمِ خاص کو حکم دیا کہ تم حاجی صاحب کو موضع عزیز اللہ پور

Marfat.com

میں چند روز چھپاؤ اور علیحدہ نہ ہونا، اور جب حاجی صاحب حکم دیں تو واپس چلے آنا، چنانچہ حاجی صاحب گاؤں کی ایک کوٹھڑی میں تنہا رہتے تھے ایک روز کوئی شخص گھبرایا ہوا میانجی کے پاس آیا اور کہا کہ گاؤں میں دوڑ آگئی ہے، یہ سنتے ہی میانجی کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی، اور رو نے لگے رونے، اس پریشانی کے عالم میں بیساختہ اُن کی زبان سے نکلا کہ "میں حضرت کو کیا منہ دکھاؤنگا؟" اس پر فوراً اندر سے حاجی صاحب نے آواز دی کہ ہائیں میانجی روتے کیوں ہو؟ گھبراؤ نہیں، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو" میانجی سنبھلے، اتنے میں دوش آگئی، کوٹھڑی کھولی تو حاجی صاحب موجود نہ تھے سرکاری افسران جن کو حاجی صاحب کے اس کوٹھڑی میں ہونے کا پتہ لگا تھا حاجی صاحب کو یہاں نہ پاکر نہایت شرمندہ ہوئے اور بے نیل مرام واپس چلے گئے۔ افسران کے جانے کے بعد میانجی کوٹھڑی کے اندر گئے تو یہ دیکھ کر اُن کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضرت حاجی صاحب وہاں صحیح وسلامت موجود ہیں۔

اس عجیب وغریب اور حیرت انگیز واقعہ کے بعد حاجی صاحب تو آگے روانہ ہوگئے اور میانجی نے حاجی صاحب کی کرامت کا سارا واقعہ پانی پت آکر حضرت کو سُنایا۔ حاجی صاحب یہاں سے روانہ ہوکر براہ راست **مکہ معظمہ** پہنچے، اور ہمیشہ کے لیے ہندوستان سے ہجرت کرگئے۔

Marfat.com

قاری محمد ابراہیم صاحب نے اپنا چشم دید واقعہ سنایا کہ اکثر پانی پت کے حجاج مکّہ مُعظّمہ میں حاجی صاحب کی زیارت کو بھی جایا کرتے تھے، تو جو کوئی یہاں کا حاجی اُن سے ملاقات کرتا تو آپ فرماتے کہ "میں نے عالمِ باطن میں قاری صاحب کا بڑا رتبہ پایا ہے"۔ اور کسی عالم کا نام لیتے (جو راوی واقعہ کو یاد نہیں رہا) کہ "میں نے حضرت قاری صاحب کو وہاں دیکھا ہے"۔ پھر اس زائر کو ارشاد ہوتا "بھائی! السلام علیکم کے بعد میری طرف سے قاری صاحب کے دونوں پاؤں تعظیماً پکڑ لینا"۔ قاری محمد ابراہیم صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک شخص نے میرے سامنے پہلے تو حاجی صاحب کا سلام پہنچایا، اور پھر حضرت کے دونوں پاؤں پکڑ لیے، اس پر حضرت اُچھل کر فوراً پیچھے کو ہو گئے، اور فرمایا "ہائیں کیا کرتے ہو؟ حاجی صاحب ہی اس قابل ہیں میں نہیں ہوں"۔

اللہ اکبر! ان بزرگوں میں کتنی تواضع اور کس قدر کسرِ نفسی تھی، اپنے آپکو مٹا رکھا تھا۔

۲۔ حضرت سائیں توکّل شاہ صاحبؒ

ایک مرتبہ اتفاقاً حضرت کا انبالہ جانا ہوا، اپنے ساتھ معتقدین کا مجمع آپ کو بالکل پسند نہیں تھا، اس لیے حضرت سائیں توکّل شاہ صاحب کی ملاقات کو تن تنہا تشریف لے گئے، سائیں صاحب اُس وقت آرام

Marfat.com

کرنے کو اندر مکان میں جا چکے تھے، اِس لیے اُن کے خدام نے عذر کر دیا، آپ یہ فرما کر واپس چلے آئے کہ "سائیں صاحب سے جب وہ باہر آئیں تو کہدینا کہ پانی پت سے عبدالرحمٰن آپ کی ملاقات کو آیا تھا، اُس کو اسی گاڑی سے واپس جانا تھا، السلام علیکم عرض کر گیا ہے۔" حضرت کے جانے کے بعد سائیں صاحب کو غالباً کشف سے حضرت کے تشریف لانے کا حال معلوم ہو گیا۔ آپ فوراً گھبرائے ہوئے باہر نکلے، سائیں صاحب کی عادت تھی کہ اپنی جگہ سے کہیں نہیں جایا کرتے تھے، باہر آتے ہی پہلے تو خدام پر ناراض ہوئے کہ مجھے فوراً کیوں نہ خبر کر دی؛ اور پھر معاً ننگے پاؤں سٹیشن پر روانہ ہو گئے، سینکڑوں آدمی پیچھے پیچھے ہو لیے کہ آج شاہ صاحب بالکل خلافِ معمول لپکے ہوئے کہاں جا رہے ہیں؟ آخر سٹیشن پر پہنچکر السلام علیکم کے بعد مصافحہ کیا، اور بہت بہت معذرت کی، اور بطور ہدیہ کچھ نذرانہ پیش کیا، حضرت نے فرمایا "سائیں صاحب! میں اِس قابل نہیں ہوں، آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں؟" سائیں صاحب کہنے لگے "یہی تو آپ کی قابلیت کی دلیل ہے کہ اپنے کو قابل نہیں سمجھتے۔" حضرت نے ہدیہ منظور فرما لیا اور کچھ دیر راز و نیاز کی باتیں ہوتی رہیں پھر گاڑی آ گئی۔

۳۔ مولانا شاہ غوث علیؒ صاحب

یہ بزرگ بڑے درویش تھے، ایک دفعہ حضرت، محلہ مخدوم زادگان میں

Marfat.com

تشریف لے جا رہے تھے، انہیں یہ منکشف ہو گیا، اس پر اُنہوں نے حاضرین سے فرمایا کہ "خدا کا شیر آ رہا ہے، میں اُس کے خیر مقدم کو جاتا ہوں" ۔ چنانچہ مولانا صاحب نے قلندر صاحب کے احاطۂ مزار سے باہر آ کر حضرت سے راستے میں ملاقات کی۔

یہ بزرگ حضرت کے وعظ میں اکثر آیا کرتے تھے، ان کی وعظ میں شرکت کا ایک واقعہ "باب یازدہم" میں لکھ آیا ہوں۔

۴۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ایک دفعہ حضرت مولانا موصوف حج بیت اللہ کو تشریف لیجا رہے تھے جہاز میں ماہ رمضان المبارک آ گیا، مولانا ممدوح نے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا، دن میں بقدار تراویح حفظ کر کے رات کو سنا دیتے تھے، جب مولانا ماہِ مبارک کی یہ دولت سمیٹنے میں مصروف تھے تو ایک شب کو خواب دیکھا کہ نہایت عالیشان اور خوبصورت محل منزل در منزل اُوپر چلا گیا ہے، اور سب سے اوپر کی منزل میں ہمارے حضرت کو رونق افروز دیکھا۔ اِس خواب کی تعبیر خود مولانا نے یہ بتائی کہ "خدمتِ قرآن میں قاری صاحب کا کوئی شخص ہمسر نہیں ہو سکتا"۔

یہ واقعہ راقم سے حافظ قاری محمد یحییٰ صاحب نے بیان کیا، اور اُنہوں نے اپنے والدِ محترم حافظ محمد یعقوبؒ صاحب پانی پتی سے یہ پوری روایت سنی ہے

Marfat.com

۵۔ حضرت مولانا رشید احمدؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ہمارے حضرت کا بہت ادب کرتے تھے، پیرجی کبیر احمد صاحب گنگوہی قدوسی نے بیان کیا کہ جب ہمارے حضرت کے انتقال کی خبر گنگوہ پہنچی تو اتفاق سے عصر کی نماز کے بعد میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ وقت مولانا کے ہاں دربارِ عام کا ہوا کرتا تھا، مگر میں نے خلافِ معمول مولانا اور سب حاضرین کو مغموم اور خاموش بیٹھے پایا، میں متعجب ہو کر اِدھر اُدھر نظر ڈال رہا تھا، اور حیران تھا کہ کیا معاملہ ہے؟ آخر کار حضرت مولانا نے یہ مہرِ سکوت خود ہی توڑی اور فرمایا "افسوس! یادگارِ سلف ایک بزرگ رہ گئے تھے، وہ بھی اُٹھ گئے، طبیعت کو بہت رنج ہے، کچھ کام کرنے کو جی نہیں چاہتا"۔

پیرجی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مجمع اور بھی زیادہ مغموم ہو گیا۔

۶۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ ہمارے حضرت کے اُستاد زادے بھی تھے اور شاگرد بھی، بڑے صاحبِ نسبت اور مشہور و معروف بزرگ ہیں، حضرت کو ان سے بیحد محبت تھی، راقم سے حافظ وقار اللہ صاحب پانی پتی نے بیان کیا کہ حضرت مولانا اشرف علیؒ صاحب فرماتے تھے کہ جب کبھی مولانا محمد یعقوبؒ صاحب مجلس میں بیٹھے ہوتے اور اُن کے سامنے اتفاقاً حضرت قاری صاحب کا ذکر آجاتا تھا تو وہ بڑی محبت و عقیدت کے ساتھ حضرت کے عجیب عجیب

Marfat.com

واقعات سُنایا کرتے تھے، جس سے ساری مجلس محظوظ ہوتی تھی۔

۷۔ حضرت مظفر شاہ خاں صاحب حصاری رحمۃ اللہ علیہ

یہ بزرگ سائیں توکل شاہ صاحب کے جانشین اور بڑے صاحبِ کمال درویش تھے، اُن کا ایک واقعہ حضرت کی وفات کے بعد جو کئی دفعہ پیش آیا مجھ سے معتبر لوگوں نے بیان کیا۔

حضرت کے شاگرد رشید مولانا راغب اللہ صاحب، حضرت کے انتقال کے بعد ان سے ملنے کے لیے حصار گئے۔ شاہ صاحب اتفاقاً وہاں موجود نہ تھے، مولانا حصار ہی میں بیمار ہو گئے، اور پھر وہاں سے آکر چند روز بعد پانی پت میں انتقال کیا، کچھ عرصہ کے بعد شاہ صاحب کسی ضرورت سے پانی پت تشریف لائے تو لوگوں سے اُنھوں نے پوچھا کہ یہاں کے ایک زبردست عالم میری ملاقات کو حصار گئے تھے، وہ کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ تاکہ اُن سے بھی ملتا چلوں، لوگوں نے کہا "اُن بڑے مولوی صاحب کا تو انتقال ہو گیا" فرمایا "مجھے اُن کی قبر پر لے چلو"۔ پانی پت کی عام اصطلاح میں بڑے مولوی صاحب کا خطاب اب تک صاحب سوانح کو دیا جاتا ہے، اسی خیال سے لوگ شاہ صاحب کو حضرت کے مزار پر لے گئے، شاہ صاحب نے بعد فاتحہ مراقبہ کیا اور وہاں سے اُٹھ آئے، لیکن واپس ہوتے وقت شہر کی سڑک تک شاہ صاحب بار بار پیچھے مُڑتے اور دیکھتے چلے آتے تھے، ان پر

Marfat.com

لوگوں نے عرض کیا "حضرت کیا بات ہے؟" فرمایا "جو عالم مجھ سے ملنے گئے تھے یہ وہ نہیں ہو سکتے، یہ تو اتنے پایہ کے بزرگ ہیں کہ جسم کی جگہ سے آسمان تک انوار کا تانتا بندھا ہوا ہے۔"

جب شاہ صاحب نے یہ فرمایا تو لوگ سمجھے اور انہوں نے کہا کہ "جناب! جو صاحب آپ کے پاس حصار گئے تھے وہ غالباً حضرت کے شاگرد رشید مولانا راغب اللہ صاحب ہوں گے، افسوس ہے کہ اب اُن کا بھی انتقال ہو چکا ہے، اور وہ حضرت کے پاس ہی دفن ہیں۔" اس پر شاہ صاحب واپس تشریف لائے اور مراقبے کے بعد فرمایا "بیشک! یہ ہیں وہ عالم"

اس واقعہ کے بعد شاہ صاحب کو حضرت سے اتنی عقیدت ہو گئی کہ جب ایک مرتبہ دوبارہ پانی پت آئے تو فوراً حضرت کے مزار پر تشریف لے گئے

خان بہادر خواجہ تصدق حسین صاحب سشن جج پانی پتی بھی جو شاہ صاحب کے مریدین میں سے تھے، ہمراہ تھے، اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا "میاں تصدق حسین! جانتے بھی ہو یہ کون بزرگ مدفون ہیں؟" انہوں نے عرض کیا "حضرت! کیوں نہیں، یہ تو ہمارے بزرگ ہیں۔" فرمایا "میاں! تم نہیں جانتے، یہ وہ جگہ ہے کہ جسم سے لے کر آسمان تک نور کی دھار بندھی ہوئی دیکھ رہا ہوں"

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ جس انسان کے باطنی کمالات بعد وفات بھی صاحبان بصیرت کو نظر آئیں، وہ زندگی میں کتنا صاحب برکت ہو گا؟

Marfat.com

بابِ سیزدہم

خوارق، کشوف، کرامات، اور تصرفات

جن کمالاتِ ظاہری و باطنی کا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں، درحقیقت تصوف اور خداشناسی کے لوازم تو وہی چیزیں تھیں، ان باتوں کو خوارق کشف کرامات، اور تصرف کے ساتھ کوئی لازمی تعلق نہیں ہے، اور مقصودِ حقیقی سے یہ چیزیں کچھ بھی واسطہ نہیں رکھتیں، اگر کسی بزرگ سے تمام عمر ایک بھی خرقِ عادت فعل یا کشف ظاہر نہ ہو، مگر وہ شریعت پر پورے طور سے عامل ہو تو حقیقی تصوف کی رُو سے اُس کی ولایت میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا بلکہ کوئی شخص مافوق العادت افعال دکھاتا ہو، اور اتباعِ شریعت سے کوئی واسطہ نہ رکھتا ہو، تو ہم ایک لمحہ کے لیے اُس کو بزرگ نہیں مان سکتے، کیونکہ یہ چیزیں ریاضت و مجاہدہ کی مشق کے بعد کافروں کو بھی مل جاتی ہیں، سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی خدمت میں ایک شخص دس برس رہا، ایک روز اُس نے بہت تعجب سے عرض کیا کہ "مجھے اِس عرصہ میں آپ کی کوئی کرامت نظر نہیں آئی" آپ نے

Marfat.com

فرمایا "جنید کا کوئی عمل اِس دس برس کی مدت میں تم نے خلافِ شریعت دیکھا؟" عرض کیا "ہرگز نہیں" آپ نے فرمایا "پھر اِس سے بڑھ کر کیا کرامت تم چاہتے ہو؟" صوفیاء کا ارشاد "الاستقامۃ فوق الکرامۃ" بالکل حقیقت ہے، صاحب سوانح کے اجداد میں سے حضرت شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا جامع الفاظ میں تصویر کھینچ کر رکھدی ہے، فرماتے ہیں "بر ہوا پری مگسے باشی، در آب روی خسے باشی، دِل بدست آر کہ کسے باشی" لیکن اِس طریق کو جاہلوں نے کچھ ایسا بدنام کر دیا ہے کہ آجکل بالعموم یہی چیزیں مدارِ بزرگی اور نشانِ درویشی سمجھی جانے لگی ہیں۔

اگرچہ خوارق و کرامات پر بزرگی اور ولایت کا انحصار نہیں ہو سکتا تاہم جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا عارف بن کر عبادات کا باقاعدہ اہتمام ہو، اور معاصی و لذات و شہوات سے یہ مسلمان پورے طور پر کنارہ کش ہو جائے، اُسے "ولی" کہتے ہیں، ایسے مسلمان کے خلافِ عادت معاملات اور حالات کو خوارق و کرامات سمجھنا چاہیئے، تمام انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں میں ایسے اولیاء کا وجود ملتا ہے، اور جس نبی کی امت کا بھی ولی ہو، اُس کی کرامات اپنے نبی کے لیے معجزہ ہوتی ہے کیونکہ ان چیزوں سے نبی کی صداقت پر دلالت ہوتی ہے، کہ اُس کے اُمتی

Marfat.com

ایسے ایسے اشخاص ہوئے حضرت مریم علیہا السلام کو قرآن مجید میں "صِدِّیْقَه" یعنی ولیہ کاملہ فرمایا ہے۔ اُن کے پاس حضرت زکریا علیہ السلام نے بے موسم کے میوے ایسی جگہ دیکھے جہاں کوئی شخص بھی حضرت زکریا علیہ السلام کے سوا نہیں جا سکتا تھا، قرآن مجید کے ان الفاظ پر غور کرو "کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا" یعنی جب زکریاؑ، مریمؑ کے پاس محراب میں پہنچے تو کھانے کی چیزیں دیکھیں۔ یہ چیزیں دراصل حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت سے آئی تھیں۔

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب یہ منظور ہوا کہ عظیم الشان اور نادرہ روزگار تختِ بلقیس ملکِ سبا سے اپنی قلمرو میں منگالیں تو یہ حضرت آصف بن برخیار کی کرامت ہی تھی کہ آناً فاناً وہ تخت آگیا، جسے دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام برجستہ بول اُٹھے کہ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ یعنی یہ میرے رب کا فضل ہے۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے معجزات، اور صحابہ کرام کی کراموں کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں ہے، صِحاح سِتّه کی حدیثوں سے بکثرت ایسے خوارق وکرامات ثابت ہوتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی کرامات کا ثبوت ہر زمانہ میں ایسے مستند واقعات سے

Marfat.com

ملتا رہا ہے جن کا انکار معاند و متعصب شخص کے سوا کوئی کر ہی نہیں سکتا، اِس کے علاوہ نبی کا معجزہ قیامت تک اِنہی کے ذریعے جاری رہتا ہے تاکہ عوام کو اس سے نبی کی تصدیق نصیب ہو جائے، نیز راہِ سلوک کے مبتدی کو ایسی حالت پیش آجائے تو یقین بڑھنے سے عبادات میں زیادہ جی لگانے لگتا ہے، اور اگر کوئی اِس راہ کا منتہی ہو تو اُس کے مریدین و معتقدین کے یقین کو ضرور قوّت پہنچے گی، خوارق و کرامات کا اس سے زائد بظاہر کوئی منشا نہیں معلوم ہوا، اسی لیے جو شخص مسلکِ سُنّت سے بقائمی ہوش و حواس ہٹا ہوا ہو، اور اُس سے خوارق سرزد ہوں تو اُن کو "کرامت" نہیں بلکہ "استدراج" کہا جائیگا، شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید که هرگز بمنزل نخواهد رسید

صاحبِ سوانح کے متعلق جو ایسے واقعات اوراقِ آئندہ میں آئینگے مثلاً:-

۱- جنّات کا استفادہ اور اُن کی خدمات

۲- بداندیشوں کا انجام اور معاندوں کا حشر

۳- اڑے وقتوں اور مشکل اوقات میں غیب سے امداد

۴- لوگوں کے مخفی اور خفیہ ارادوں پر آگاہی

یہ چاروں باتیں حضرت کی کرامات اور ولی اللہ ہونے کا ثبوت ہیں۔

Marfat.com

جنّات کے واقعات کی نسبت یہ مختصر تفصیل بھی میرے نزدیک ضروری ہے کہ انسان کی طرح ایک مخلوق اور بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اعمال کی جوابدہ ہے، یہ کچھ ضروری نہیں کہ جو مخلوق ہمیں عام طور پر نہ دکھائی دیتی ہو، وہ فی الواقع بھی نہیں ہوگی وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ (تیرے رب کی فوجوں کا علم اُس کے سوا کسی کو نہیں) گذشتہ آسمانی صحائف میں اس مخلوق کا ذکر آیا ہے، خود "انجیل" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایسے معجزے مذکور ہیں کہ آپ نے بہت سے حیوانوں اور انسانوں کو جنّات کے پنجۂ ظلم سے چھڑایا۔

دُنیا کی تمام متمدن قوموں میں یہ اعتقاد کسی نہ کسی حیثیت سے موجود رہا ہے کہ انسانوں کے سوا اس سطح ارضی پر ایک اور غیر مرئی مخلوق بھی ہے، کیا یورپ کے موجودہ دورِ الحاد میں ارواح سے نامہ و پیام، اور اُن کی تسخیر کے کارنامے بڑے بڑے فلسفیوں اور مادہ پرستوں کو محوِ حیرت نہیں بنا رہے؟

زمانۂ جاہلیت میں جنوں کی پُوجا پاٹ اور تسلط عام کا عقیدۂ باطلہ پھیلا ہوا تھا، مذہب اسلام نے اِس کا تار و پود بکھیر کر صرف یہ تعلیم دی کہ ایک ہی خدا کی قوت کو مانو اور اُسی سے لَو لگاؤ، اُس نے بتایا کہ جنّات بھی اُس کے حضور میں ویسے ہی عاجز اور بے بس ہیں جیسے انسان

Marfat.com

وہ بھی اُسی طرح اُس کی مخلوق ہیں جیسی اُس کی دوسری مخلوقات، اُن میں اُسی طرح اچھے بُرے، کافر و مومن، سعید اور شقی لوگ ہوتے ہیں، وہ بھی توحید و رسالت، اور احکامِ خداوندی کے ماننے کے ویسے ہی مکلف ہیں جیسے عام انسان، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (اور میں نے جن وانس کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہورِ قدسی پر جس طرح کائناتِ ارضی اور سماوی میں ایک انقلابِ عظیم پیدا ہوا تھا، اُس نے شیاطین و جنات کی محفلوں میں بھی حیرت پیدا کر دی تھی، چنانچہ صحیحین کی روایت کے مطابق عکاظ کے میلے میں بغرضِ تبلیغ جب حضورِ پُر نور مقام نخلہ پر پہنچے تو جنات کے ایک گروہ سے حضورؐ کی ملاقات ہوئی جو تفتیشِ حال کے لیے تہامہ کی طرف آیا تھا، اُنھوں نے حضورِ اقدسؐ کو فجر کی جہری نماز پڑھاتے دیکھا تو پکار اُٹھے کہ "یہی وہ نورِ حق ہے جو درخشاں ستاروں میں ہمیں نظر آتا ہے" یہ لوگ جب اپنی قوم میں پہنچے تو اُن کو خاتم نبوّتؐ کے ظہورِ پاک کی بشارت سنائی۔

اِس ضروری تشریح کے بعد ناظرین یہ سمجھ گئے ہوں گے کہ جس طرح خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین قیامت تک مکمل ہے، اِسی طرح جنات و انسان بھی ہر قرن میں برابر اس کے مکلف

Marfat.com

رہیں گے، لہٰذا اگر کوئی متبع شریعت بزرگ اپنے دامن تقدس میں یہ چیزیں بھی رکھتے ہوں تو عبرت پذیری کے لیے آخر وہ کیوں نہ منظر عام پر لائی جائیں اس لیے اِس ضمن میں مشتے نمونہ از خروارے کی مشہور مثل کے مطابق نہایت اختصار کے ساتھ میں یہاں حضرت کے وہ واقعات لکھونگا جن کا ثبوت میرے نزدیک حدِ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔

اِستفادۂ جنّات متعدد ثقہ راویوں مثلاً حافظ شریف الدین صاحب اور والدہ قاضی اظہار الاسلام صاحب۔ دختر عم محترم مولانا عبد السلام صاحب اور خواجہ محمد صادق صاحب وغیرہم نے مجھے ایسے واقعات سنائے ہیں، جن سے یہ ثابت ہوا کہ صاحبِ سوانح سے جنّات بھی استفادہ کرتے تھے اور بعض اوقات انسانی شکلوں میں کام کاج بھی کرتے دکھائی دیتے تھے، شاید اسی لیے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خواب میں صاحبِ سوانح کو چھاتی سے لگا کر یہ ہدایت فرمائی تھی کہ "تم مکان کے بالاخانہ پر علیحدہ سویا کرو، اور تمہارے پاس آنے جانے والے بہ اجازت آیا کریں" چنانچہ صاحبِ سوانح نے اپنا یہ معمول بنا لیا تھا کہ عام تعلیم وغیرہ کے علاوہ سارا وقت اِس بالاخانے پر تنہا گذارتے، مگر اِس شدید احتیاط کے باوجود بعض دفعہ خرقِ عادت افعال ظاہر ہو گئے ہیں، مثلاً:۔

۱۔ جنوں کا حضرت سے سبق پڑھنا حضرت نے جب نیا مکان بنوایا تو وہ تھوڑے

Marfat.com

دنوں بند پڑا رہا جس کی وجہ سے اِس مکان کے متعلق لوگوں میں عجیب و غریب واقعات مشہور ہو گئے، اِس لیے حضرت نے وحشت دور کرنے کے لیے اپنی نشستگاہ وہاں مقرر کرلی، اتفاقاً ایک روز خاکسار راقم تذکرہ کے والد کسی کام کے لیے حضرت کی خدمت میں گئے تو وہاں اُنھوں نے چند نووارد اشخاص کو دیکھا کہ حضرت سے سبق پڑھ رہے ہیں، اِن کے اندر قدم رکھتے ہی وہ لوگ سہ دری میں چلے گئے، یہ دیکھ کر والد صاحب مرحوم بھی اندر گئے، مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔

۲۔ چھوٹی صاحبزادی کا جنوں کی آواز سُننا اسی خلوت کدہ پر جو مکان رہائشی کی بالائی منزل تھا، ایک مرتبہ چھوٹی صاحبزادی چراغ لے جارہی تھیں، چراغ ہوا سے بار بار گُل ہو جاتا تھا، آخر کوئی چیز آڑ کرکے بمشکل حضرت کے پاس پہنچیں تو کچھ آدمیوں کے باتیں کرنے کی آوازیں اُن کے کان میں آئیں یہ ٹھٹک کے وہیں باہر کھڑی ہوگئیں، حضرت نے پاؤں کی آہٹ سے پہچان لیا اور فرمایا "اندر کیوں نہیں آجاتیں؟" پھوپھی اماں نے عرض کیا کہ "پردہ کی وجہ سے اندر نہیں آتی تھی" - خیر حضرت نے اِن کو اندر بُلالیا، جب یہ اندر پہنچیں، تو وہاں کسی آدمی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

۳۔ جنوں کا بچوں کو ڈرانا خاکسار راقم کے والد جب حفظِ قرآن سے فارغ ہوئے تو ہنوز کم سِن تھے، حضرت نے دَور سُننے کو گھر اور باہر کے چند آدمی مقرر

Marfat.com

کر رکھے تھے، چنانچہ یہ کام بڑی بہن کے متعلق بھی تھا، ایک دن وہ منزل سُن رہی تھیں کہ حضرت نماز پڑھنے کے لیے بالاخانے سے اُترے اور مسجد تشریف لے گئے، والد مرحوم نے جب دیکھا کہ حضرت باہر تشریف لے گئے ہیں تو بہن کو بچپن کی شوخیوں سے تنگ کرنے لگے، اِس پر بہن نے پریشان ہو کر کہا "اچھا آنے دو حضرت کو! میں تمہاری شکایت کروں گی"۔ اُن کی زبان سے یہ بات نکلی ہی تھی کہ بالاخانے سے حضرت کے کھنکھارنے کی آواز سُنائی دی، آواز سنتے ہی والد مرحوم تو فوراً سنبھل کر بیٹھ گئے اور بادب منزل سُنانے لگے، مگر سب گھر والوں کو بڑی حیرت تھی کہ آخر یہ آواز اُوپر سے کس طرح آئی جبکہ حضرت نماز کو تشریف لے گئے ہیں؟ تھوڑی دیر بعد حضرت کو دروازہ سے اندر آتے دیکھا تو سب کو اَور بھی تعجب ہوا۔

۴۔ جنوں نے گھر کا کام کیا ایک دفعہ عم محترم کانپور گئے ہوئے تھے اور نیچے سہ دری میں غلہ پڑا ہوا تھا، حضرت کی اہلیہ محترمہ لڑکیوں سے یہ فرما گئیں کہ یہ سب غلہ دوچھتی میں چڑھا دو، غلہ بہت زیادہ تھا، جب لڑکیاں مِل جُل کر یہ کام کر رہی تھیں، تو اُنھوں نے دیکھا کہ عم محترم بھی کام میں آ شامل ہوئے، اور جلد ہی وہ ڈھیر ختم ہونے لگا، لڑکیوں نے بچپن کے لہجے میں کہا "تم یہ کام کیوں کراتے ہو؟ اماں جان نے تو یہ کام

Marfat.com

ہمارے سپرد کیا ہے۔" جب نہ مانے تو انہوں نے اماں جان سے جا کر شکایت کی، وہ بولیں "ہائیں! تم کیا کہتی ہو؟ عبد السلام یہاں کہاں؛ وہ تو کان پور گئے ہیں۔" بچیوں نے عرض کیا "آپ خود دیکھ لیں۔" اماں جان نے آکر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہ تھا، اور غلہ سب اوپر چڑھ چکا تھا

۵۔ جنوں نے بھٹوں کے دانے نکلوائے حضرت کے ہاں فصل خریف پر زمینداری سے بہت سے بھٹے آجاتے تھے، گھر کا معمول تھا کہ زائد از ضرورت بھٹے سکھا دیے جاتے تھے، اور پھر ان کے دانے نکال کر مکئی استعمال ہوتی تھی، ایک روز حضرت نے لڑکیوں کو اپنے سامنے یہ کام سپرد کیا، اور خود تھوڑی دیر بعد نماز کو مسجد چلے گئے، دانے نکالتے نکالتے بچیاں تھک گئیں تو کیا دیکھا کہ خود صاحب سوانح نے جلدی جلدی دانے نکلوا دیے لڑکیاں یہ کام نمٹا کر نیچے اتر آئیں، اماں جان نے پوچھا "لڑکیوں! کیا تم کام کر آئیں، اتنے جلدی کام کیسے ہوگیا؟" لڑکیوں نے کہا "حضرت نے ذرا سی دیر میں کام کرا دیا۔" اماں جان نے فرمایا "مولوی صاحب کو تو مسجد گئے ہوئے بہت دیر ہوگئی، وہ یہاں کہاں؟" آپس میں یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضرت دروازہ سے مکان کے اندر آئے۔ یہ دیکھ کر سب کو سخت حیرت ہوئی کہ آخر پھر یہ کام کس نے کرایا؟

۶۔ جن کا سانپ بن کر آپ کا انگوٹھا چوسنا مولوی خلیل اللہ صاحب پانی پتی حضرت سے

Marfat.com

بیعت بھی تھے اور شاگرد بھی، ایک دفعہ ظہر کی نماز پڑھنے بڑوالی مسجد میں آئے حضرت کچھ دیر پہلے مسجد میں آچکے تھے، اور لیٹے لیٹے آپ کی آنکھ لگ گئی تھی جب مولوی صاحب موصوف اندر مسجد میں پہنچے تو انہوں نے وہاں ایک بہت بڑا سانپ دیکھا جس نے حضرت کے پاؤں کا انگوٹھا اپنے منہ میں لے رکھا تھا، یہ خوفناک نظارہ دیکھ کر مولوی صاحب سہم گئے، اور آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی، بھاگ کر مولوی عبدالسلام صاحب کو بلا لائے جب یہ دونوں بولتے چالتے اندر مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں کچھ بھی نہ تھا گھبرا کر حضرت کو جگایا تو آپ بالکل صحیح و تندرست تھے، لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔

۷۔ ایک جن کا بصورت سانپ آپکے سینے پر بیٹھنا جب سخت گرمی پڑتی تھی تو کبھی کبھی آپ دالان کی لمبی کوٹھڑی میں کھانا کھا کر گیارہ بجے دن کے لیٹ جایا کرتے تھے، راقم کی والدہ جو حضرت کی حقیقی بھتیجی بھی تھیں اور بہو بھی، وہ کسی ضرورت سے اندر گئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت تو سو رہے ہیں، اور آپکے سینے پر ایک بڑا ناگ بیٹھا ہوا ہے، یہ گھبرا کر باہر آئیں اور فوراً دوسرے آدمیوں کو لے کر اندر گئیں، مگر وہاں سانپ کا پتہ بھی نہ تھا، اور حضرت بدستور آرام فرما رہے تھے۔

۸۔ ایک سانپ کے منہ میں جو جن تھا آپکا ہاتھ دے دینا چھوٹی صاحبزادی ایک روز جاگتے ہیں

Marfat.com

بالاخانے پر گئیں تو ایک بڑا سانپ سامنے پڑا پایا، جس کے منہ میں حضرت نے اپنا ہاتھ دے رکھا تھا، ان کی آہٹ کانوں میں پڑتے ہی وہاں کچھ بھی نہ رہا، صاحبزادی نے عرض کیا کہ حضرت میں نے ایسا ایسا دیکھا۔ فرمایا "کچھ نہیں"۔

۹- ایک جن بکری کے بچے کی شکل میں **خواجہ محمد صادق** صاحب پانی پتی، اور منشی **عبد الصمد** صاحب ساکن باندہ نے یہ واقعہ مجھے سنایا کہ ایک بار حضرت باندہ تشریف لے گئے تو لوگوں نے استفادۂ عام کی مصلحت سے آپ کے قیام کے لیے جو مکان تجویز کیا، وہ مدتوں سے بند پڑا تھا، لوگ اسے استعمال کرتے ڈرتے تھے، اور اس کے متعلق عجیب و غریب افواہیں عوام میں مشہور تھیں، آخر جب حضرت وہاں اترے تو آپ کے پاس صرف تین خادم تھے، انہوں نے صبح کو بیان کیا کہ پچھلی رات گئے ایک بکری کا بچہ اچھلتا کودتا زینے سے نیچے اترا۔ حضرت اس وقت یادِ الٰہی میں مصروف تھے آپ نے اس کی طرف اپنا رومال پھینکا، وہ فضا میں معلق ہو گیا، تھوڑی دیر بعد وہ چھوٹ کر چلا گیا، اس کے بعد مکان آباد ہو گیا، اور کسی قسم کا کوئی خرخشہ پھر پیش نہیں آیا۔

ان سب واقعات سے متفقہ طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنات کو بھی حضرت سے استفادے کا تعلق تھا، اور یہی مختلف حالتوں میں لوگوں کو

Marfat.com

دکھائی دیتے تھے۔

غدر ۱۸۵۷ء اور کرامات کاظہور غدر ۱۸۵۷ء کی عالمگیر شورش کا اثر نواح باندہ میں بہت زیادہ ہوا تھا، وقوعہ سے دو ماہ قبل کسی کو وہم وگمان بھی نہ تھا کہ باندہ مصائب کا شکار ہو جائے گا، مگر حضرت کو دفعتاً یہ خیال پیدا ہوا کہ گھر کے آدمی موضع ہتورا بھیج دیے جائیں

۱۔ جس گاؤں میں آپ کے اہل وعیال تھے اُسکا محفوظ رہنا موضع ہتورا باندہ سے ۹ میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ نے خیال آتے ہی اپنے اہل وعیال کو یہاں بھیجدیا، اور ساتھ ہی پچاس من غلہ اور دالیں وغیرہ سامان خرید کر ساتھ کر دیا، دو مہینے گذرتے ہی لوٹ مچی اور فساد کی آگ سارے علاقہ میں پھیل گئی، اِس قتل وغارت میں اگرچہ آس پاس کے تمام گاؤں تاراج ہوئے، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے موضع ہتورا سب آفتوں سے محفوظ رہا۔

۲۔ آپ کے ایک سخت دشمن کا ہولناک انجام غدر ہی کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک ریاست کا دیوان حضرت کا سخت دشمن تھا، غدر کے بعد جب انگریزی تسلط بخوبی ہوگیا تو اُس کو یہ کینہ نکالنے کا اچھا موقعہ ہاتھ آگیا، حضرت تو نہ معلوم چند رفقاء سمیت کس پہاڑی جنگل میں مصروفِ یادِ الٰہی ہوں گے، اِدھر یہ شخص کسی فوجی انگریز افسر کو حضرت کے خلاف بہت کچھ بھڑکا چکا تھا، اور آپ کو گرفتار کرانے کے لیے گاؤں در گاؤں تلاش کرتا پھرا، لیکن بمصداق حدیثِ قدسی

Marfat.com

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب اُس شخص کی بدطینتی خود
اُس کی تباہی کا سبب بن گئی، یہ شخص سمجھتا تھا کہ حضرت موضع جھنجھرا میں
ضرور مل جائیں گے، چنانچہ یہ ایک انگریز فوجی افسر کو لے کر اس موضع میں آیا
لیکن جب حضرت یہاں نہ ملے تو دیوان کی کسی حرکت پر افسر کو اتنا سخت
غصہ آیا کہ اُس نے اُسی وقت حکم دیا کہ اسے ایک مضبوط دیوار کے سہارے
کھڑا کر کے بڑی لمبی میخ اُس کے سینے میں ٹھونک دی جائے، چنانچہ اسطرح
یہ شخص اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔

سینۂ فیض گنجینہ کی تابانی

پچھلے اوراق میں بیان ہو چکا ہے کہ صاحب سوانح کا
سینۂ منور شب دیجور میں ماہ تاباں کی طرح چمکتا تھا، اور کم سنی میں
حضور رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو زیارت نصیب ہوئی
تھی، اور حضور اقدس صلعم نے اُن کو اپنے پرانوار سینے سے لگایا تھا، یہ سب فیض
اُسی کا تھا، اور اسی لیے فیضان نبوت کے چشمے آپ کے سینے سے اُبلتے
تھے۔ خاکسار راقم کی والدہ محترمہ ایک مرتبہ کسی ضرورت سے بالاخانے پر
گئیں تو اُس وقت خلوتکدے کے کواڑ بند تھے، اور حضرت نے انگے کا سامنے
والا بند کھول رکھا تھا، اور آپ سو رہے تھے، یہ جو اندر گئیں تو حضرت
کے سینے کے پاس آگ سی دہکتی ہوئی دکھائی دی، یہ فوراً پانی لینے کو
نیچے دوڑیں، اور گھر کے دوسرے آدمیوں کو بھی بلایا تاکہ آگ بجھا دیں، جب

Marfat.com

سب لوگ پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ آگ نہ تھی بلکہ سینۂ فیض گنجینہ سے انوار نمودار تھے، حضرت کے گھر والوں نے فرمایا "اِس بات کے چرچا کرنے کی ضرورت نہیں، مولوی صاحب کا سینہ تو اسی طرح چمکا کرتا ہے"۔

کشف و کرامات اور خوارق آپ کی کشف و کرامات کے بھی بہت سے واقعات سننے میں آئے ہیں، لیکن یہاں ہم صرف وہ مستند واقعات درج کریں گے جو آپ کے بڑے صاحبزادے **قاری محمد حسن** صاحب نے مولانا محمد ابراہیم صاحب کرنالی کو مسوداتِ سوانح میں لکھوائے، اور جو حسبِ ذیل ہیں

۱۔ دل کی باتیں بتا دینا "ایک دفعہ حضرت صاحب گنج ضلع گیا میں میرے پاس تشریف لے گئے، میں نے تین باتیں اپنے دل میں سوچ رکھی تھیں کہ جب تنہائی کا موقع ملے گا تو عرض کروں گا، مگر میرے کہنے سے پہلے ہی حضرت نے مجھے تخلیہ میں لیجا کر بغیر مجھ سے پوچھے خود ہر بات کا یکے بعد دیگرے جواب دے دیا، جنہیں سنکر میں حیران رہ گیا"۔

۲۔ مخفی ارادہ پر مطلع ہو جانا "ایک بار میرا ارادہ ہوا کہ اپنی معاش کا تعلق دھلی میں کرلوں، میں نے یہ خیال اب تک کسی پر ظاہر نہیں کیا تھا، مگر حضرت نے بوقتِ ملاقات خود بخود فرمایا "تمہیں دھلی میں آرام نہیں مل سکتا، ہاں اگر گیا جاؤ تو مضائقہ نہیں، میرے نزدیک تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی جگہ مقرر فرمائی ہے"۔

Marfat.com

۳۔ ایک بالکل مخفی خیال کا اظہار "ایک بار جب میں وطن آنے لگا تو میرا خیال تھا کہ پانی پت پہنچ کر حضرت کے دوست مولوی محمد اکرام اللہ صاحب سے ایک سفارشی تحریر لکھواؤں گا، مگر میں نے اپنا یہ خیال چھپا رکھا تھا اور کسی پر ظاہر نہیں کیا تھا، پانی پت پہنچ کر جب دو تین دن گذر گئے تو ایک روز حضرت نے فرمایا "میاں محمد حسنؒ تم نے مولوی اکرام اللہ سے سفارشی خط لکھوا لیا ہوتا، شاید اُن کا انتقال نہ ہو جائے"۔

۴۔ قلمی آم کا دلچسپ واقعہ قاضی اظہار الاسلام صاحب پانی پتی نے اپنا چشم دید واقعہ سنایا کہ "میرے بہنوئی دھلی سے دو قلمی آم لائے تھے، جب وہ پانی پت پہنچے تو اُس وقت نماز کا وقت تھا، اِس لیے پہلے وہ مسجد میں گئے، وہاں حضرت تشریف فرما تھے، اُنہوں نے وہ دونوں آم حضرت کی نذر کر دیے، جب نماز کے بعد گھر میں آئے تو میری والدہ سے کہا کہ "میں دھلی سے اِن دونوں بہن بھائی کے لیے دو قلمی آم لایا تھا، مگر مسجد میں حضرت کو دیکھ کر میں نے دونوں آم اُن کی خدمت میں ہدیۃً پیش کر دیے"۔ والدہ بولیں "بہت اچھا کیا، مگر بچوں کے سامنے اِس ذکر سے کیا فائدہ؟ کیونکہ اس سے اُن کا نہ بھی خیال ہوتا تو اب ہو جائے گا"۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ حضرت کے خادمِ خاص نے دونوں بہن بھائی کو دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی، اور کہا "چلو حضرت بلا رہے ہیں"۔ جب ہم دونوں مسجد میں

Marfat.com

پہنچے تو وہاں دونوں قلمی آموں کی قاشیں پہلے ہی بنی رکھی تھیں، حضرت نے اپنے ہاتھ سے وہ قاشیں ہم دونوں کو کھلائیں۔"

متذکرہ بالا چاروں واقعات سے ثابت ہوا کہ حضرت کو کشف بھی ہوتا تھا۔

راہِ سلوک کے ایک شاگرد کا پُر لطف قصہ

کشفِ قبور کا ایک بڑا دلچسپ واقعہ حافظ شریف الدین صاحب نے بروایت مولانا محمد ابراہیم صاحب کرنالی راقم سے بیان کیا، جسے یہاں تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے :۔

باندہ میں ایک ہندو حجام حضرت کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تھا حضرت کی پُر تاثیر صحبت نے اُس کو آپ کا گرویدہ بنالیا، اُس نے درخواست کی کہ "حضرت مجھے اپنے سے الگ نہ کریں، صرف دو روٹیاں بھی ملتی رہیں تو میں بڑی خوشی سے اُن پر قناعت کرلوں گا، کیونکہ آپ کی خدمت میں رہنا میرے لیے بڑی دولت ہے، یہ مجھ سے نہیں چھوٹ سکتی۔" اُس کا اخلاص دیکھ کر حضرت نے اُسکو اپنے پاس رکھنا منظور فرمالیا۔

ایک روز یہ شخص حضرت کے ساتھ جارہا تھا کہ یکایک حضرت سڑک پر چلتے چلتے جھٹ اُس کی برابر کی زمین میں چلنے لگے، اور پھر حسب معمول سڑک پر آگئے۔ اُس نے تعجب سے پوچھا "حضور! یہ کیا بات تھی؟" اس پر بیساختہ حضرت کی زبان سے نکل گیا کہ "بھائی! یہ کسی بڑے پایہ کے

Marfat.com

بزرگ کی قبر ہے، اس لیے میں ادباً دوسری طرف کو ہوگیا تھا"۔

یہ بات خدا تعالیٰ نے اُس وقت آپ کے منہ سے نکلوادی ہوگی، ورنہ اِس قسم کا اظہار حضرت ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے۔

حضرت سے یہ کلمہ سُن کر اس شخص نے بجِد التجا کی کہ حضرت کشفِ قبور کا عمل مجھے سِکھادیں، اِس کے نہایت اصرار پر، اور یہ دیکھ کر کہ یہ شخص مخلص اور نیک بھی ہے، آپ نے کشفِ قبور کا طریقہ اُسے تعلیم فرمادیا، اِس دُھن کے پکّے انسان نے حضرت کی ہدایتوں پر پُورا پُورا عمل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے بھی کشفِ قبور ہونے لگا۔ اِس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت پانی پت چلے آئے۔

جب آدمی پر کوئی حال غلبہ پالیتا ہے تو اُس سے بعض غلطیاں بھی سرزد ہوتی ہیں، یہی حشر اس کا بھی ہوا کہ ضبط کی قوت نہ رہی، کہیں جاتا اور کچھ لوگ ساتھ ہوتے تو اُن سے کہتا کہ "ذرا بچ کر چلو، یہاں قبر ہے"۔ یہاں تک کہ بعض اوقات قبروں کی اچھی بُری حالت بھی ظاہر کردیا کرتا۔ ایک دفعہ لوگوں نے تصدیق کے لیے وہ جگہ کُھدوائی جہاں اُس نے قبر کا ہونا بیان کیا تھا، دیکھا تو وہاں واقعی قبر موجود تھی۔ یہ واقعہ اس شخص کی شہرت اور مقبولیت کا بہت بڑا ذریعہ بن گیا۔

کچھ عرصہ بعد حضرت کا دوبارہ باندہ میں وُرود ہوا، لوگوں نے

Marfat.com

اُس کی یہ کیفیت سنائی، حضرت کو بہت افسوس ہوا اور فرمایا "کم ظرف نکلا جو نوبت یہاں تک پہنچی"۔ اس کے بعد حکم دیا کہ "تم کبھی مسجد سے باہر مت نکلا کرو، پاس ہی ضرورت پوری کی اور مسجد میں آبیٹھے"۔ حضرت کے ارشاد پر اُس شخص نے بالکل باہر جانا چھوڑ دیا، مگر اب لوگ اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتے تھے، بکثرت آدمیوں کا ہر وقت تانتا بندھا رہتا، کوئی پانی دم کرانے آتا، اور کوئی دعا کرانے، سب کے کام بن جایا کرتے تھے۔

جب کسی طرح بھی لوگ باز نہ آئے تو اپنے اوقات میں خلل دیکھ کر اُس نے لوگوں پر فیس لگادی، تاکہ بداعتقاد ہوکر لوگ آنا چھوڑ دیں مگر پھر بھی کمی نہ ہوئی، اور لوگ برابر فیس دے کر آتے رہے۔

فیس سے جو آمدنی ہوتی، یہ شخص اُس میں سے ایک حبّہ بھی خرچ نہ کرتا اور سب جمع رکھتا تھا۔

جب حضرت تیسری مرتبہ باندہ تشریف لے گئے اور آپ نے یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی تو سخت ناراض ہوئے، اس شخص نے تمام فراہم شدہ رقم حضرت کی خدمت میں پیش کی، اور عرض کیا کہ "یہ سب کچھ حضرت کا فیض ہے، اللہ تعالیٰ اور بہت دے گا۔" اب تو حضرت کو اور بھی غصہ آیا۔ آپ نے دھمکا کر فرمایا "ارے بیوقوف! اگر میں کمانے پر آؤں تو کیا تیرے سے بھی گیا گذرا ہوگیا، افسوس! تیرا ظرف اِس قابل نہ تھا مگر مقدر

Marfat.com

کی چیز کو کوئی نہیں روک سکتا، میرے نزدیک تمہارا یہ طریق بالکل ٹھیک نہیں، آئندہ اپنی خیر اسی میں سمجھو کہ کسی سے نہ ملو۔" اُس شخص نے حضرت کا یہ ارشاد بھی پوری طرح نبھایا، صرف نماز کے لیے باہر نکلتا، اور باقی سارا وقت حجرے میں گذارتا تھا، جب اس شخص کا آخری وقت آیا تو حضرت باندلہ ہی میں تھے، آپ نے مولانا محمد ابراہیم صاحب اور مولانا عبدالسلام صاحب سے فرمایا "جاؤ دیکھو، اُس کا کیا حال ہے"؟ دونوں صاحبان نے جا کر دیکھا کہ ذکر نفی و اثبات زبان پر جاری تھا، اور جس وقت روح نے قفسِ عنصری چھوڑا تو الا اللہ کی آواز اُوپر چھت سے سُنائی دی، راوی واقعہ نے مزید یہ بھی بتایا کہ ذکر نفی و اثبات میں جب الا اللہ اُس کی زبان سے نکلا کرتا تھا تو در و دیوار ہل جایا کرتے تھے۔

پیشین گوئیاں اللہ تعالیٰ اہلِ کمال کو ایک نورِ باطن بھی عطا فرماتے ہیں جس سے اُن کو آنے والے واقعات کے متعلق کشف ہو جاتا ہے، اور جسے وہ بعض اوقات مصلحتہً ظاہر بھی کر دیا کرتے ہیں، البتہ پیرایہ بیان کی تہ کو ہر کوتاہ نظر شخص نہیں پہنچ سکتا، گو اُس وقت سرسری نظر میں یہ باتیں معمولی معلوم ہوتی ہوں مگر بعد میں آنے والے واقعات اُس کا ہوبہو نقشہ کھینچ دیتے ہیں، اور ثابت ہو جاتا ہے کہ جو کچھ کہا گیا تھا وہ بالکل سچی پیشین گوئی تھی، صاحب سوانح نے نہ معلوم کتنی پیشین گوئیاں فرمائی ہوں گی، لیکن ہم یہاں آپ کی صرف تین پیشین گوئیاں درج کرتے ہیں ۱۔

Marfat.com

۱۔ ایک قاری صاحب کے متعلق پیشگوئی | حضرت کے خواہر زادے قاری نجیب اللہ صاحب پانی پت میں بہت مشہور قاری تھے، ان کا سلسلۂ بیعت حضرت ہی سے قائم تھا، ایک بار یہ ایسے سخت بیمار ہوئے کہ زندگی سے سب کو مایوسی ہوگئی، قاری صاحب نے خود یہ سمجھ لیا تھا کہ چند روز کا مہمان ہوں حضرت اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے، متعدد خدام بھی ساتھ تھے، قاری صاحب بیماری کے باعث اِس قدر نحیف ہو رہے تھے کہ اُٹھ بھی نہیں سکتے تھے، مگر حضرت کی تعظیم کے لیے اُنھوں نے بیٹھنا چاہا، حضرت نے فرمایا "نہیں لیٹے رہو۔" قاری صاحب نے عرض کیا "میرے اُوپر کچھ پڑھکر دم فرما دیجئے۔" حضرت نے دم کیا اور فرمایا "قاری صاحب! آپ بالکل نہ گھبرائیں، ابھی تو اللہ تعالیٰ آپ سے قرآن مجید کی خدمت کا کام اَور لے گا۔" چنانچہ اِس کے بعد قاری صاحب بالکل تندرست ہو گئے، اور ایک مدت خدمتِ کلام اللہ میں بسر کی۔

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق پیشگوئی | مرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ نبوّت سے پہلے اشاعتِ اسلام اور ابطالِ مسیحیّت کا کام بڑے زور وں سے کر رہے تھے، اُس وقت مرزا صاحب کے تبلیغی کاموں کو بالعموم سراہا جاتا تھا، حضرت کو ضعفِ پیری زیادہ ہوگیا تو اکثر کتابیں عم محترم مولانا عبد السّلام صاحب سے سُنا کرتے تھے، ایک روز مرزا صاحب کی

Marfat.com

سب سے پہلی اور مشہور تصنیف **براھینِ احمدیّہ** مولانا نے حضرت کو سُنائی، اِس کتاب کے جستہ جستہ مقامات سُن کر آپ نے فرمایا کہ "آگے چل کر یہ شخص نبوّت کا دعویٰ کرے گا" حالانکہ اُس وقت تک مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کا اشارہ تک بھی نہیں کیا تھا، لیکن واقعاتِ آئندہ نے حضرت کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت کر دی۔

۳۔ اہلِ حدیثوں کے متعلق ایک پیش گوئی

حضرت غالی غیر مقلدوں کے غلو پر جب ناراض ہوتے تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ "یہ لوگ عامل بالحدیث ہونے کا کیا دعویٰ کر رہے ہیں، وقت آئیگا کہ اِن میں سے کچھ لوگ حدیث ہی کا اِنکار کر بیٹھیں گے، اور کہیں گے کہ "حسبنا کتاب اللہ" چنانچہ حضرت کی وفات سے کچھ دنوں بعد جناب عبداللہ صاحب چکڑالوی نے ایک گروہ بنالیا جس کا بالکل یہی دعویٰ تھا جو حضرت نے پیشگوئی فرمائی تھی۔

مذکرہ بالا تینوں واقعات میں سے پہلا واقعہ مجھے جناب پیرزادہ فخرالحسن ؒ صاحب نے اپنا چشم دید سُنایا، اور دوسرے دونوں واقعے مولانا قاری **عبدالسلام** صاحب سے راقم نے متعدد مرتبہ سُنے تھے۔

ایک صالحہ بی بی کو بشارتِ نبی

ایک عابدہ زاہدہ خاتون جو حضرت مولانا قاضی **ثناء اللہ صاحب پانی پتی** رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی تھیں، اُن کا واقعہ مجھے حاجی قاری **عبدالقیوم صاحب پانی پتی** نے بھی سنایا، اور

Marfat.com

راقم نے اپنی پھوپھی صاحبہ سے بھی سُنا تھا کہ یہ بی بی جوانی میں بیوہ ہو گئی تھیں، اور تلاش شیخ کامل کا خیال ہر لحظہ دامنگیر رہتا تھا، اُنہوں نے ایک رات تہجد کی نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اِس کے بعد انہیں کچھ غنودگی کی سی حالت میں ایک بہت نورانی صورت کے بزرگ دکھائے گئے، اور ساتھ ہی آواز آئی کہ "اِن سے بیعت ہو جاؤ"۔ بیدار ہوئیں تو سخت حیران تھیں کہ یا اللہ یہ کون بزرگ ہیں؟ اور انہیں کہاں تلاش کروں؟ اِسی کشمکش و پیچ میں پھر آنکھ لگ گئی، اور اس مرتبہ خواب میں یہ بشارت دی گئی کہ وہ بزرگ مولانا عبدالرحمٰن صاحب ہیں، اِس پر علی الصباح یہ بی بی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور درخواست کی کہ "مجھے بیعت فرما لیجئے"۔ آپ نے فرمایا "اچھا بیعت تو کروں گا، مگر تمہیں کسی مناسب جگہ اپنا نکاحِ ثانی کر لینا چاہیئے"۔ اُنہوں نے یہ بات مان لی اور بیعت ہو گئیں۔

حضرت کی خدمت میں دینی استفادے کے لیے جو بی بیاں اکثر آیا کرتی تھیں اُن میں ان کا بڑا رتبہ تھا، تجوید و سبعہ کی تعلیم بھی پائی تھی۔

ہیبتِ الٰہی کا ایک واقعہ ہیبتِ الٰہی کے واقعات میں سے مندرجہ ذیل واقعہ مجھے بکثرت لوگوں نے بتایا، مگر میں یہاں مولوی حکیم محمد ابراہیم صاحب پانی پتی کی تشریح بلفظہ بیان کرتا ہوں:۔

Marfat.com

"مسجد جامع پانی پت کی تولیت کا جھگڑا مدتوں سے چلا آتا تھا، آخر کار
مسلمانان پانی پت کی اکثریت کے حق میں یہ فیصلہ ہو گیا کہ صاحب سوانح
متولی رہیں گے۔ لیکن چونکہ حضرت بذاتِ خود اس معاملے سے تعلق نہ رکھتے
تھے اور مسلمانوں کا باہم اُلجھنا آپ کو پسند نہ تھا، اس لیے ہائی کورٹ کے
فیصلے کے بعد بھی آپ مسجد سالار گنج میں نماز پڑھتے رہے، اور وعظ بھی
وہیں ہوتا تھا، کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ مرضی کے خلاف زور ڈال سکے،
آخر عمائدِ شہر کا ایک گروہ آپ کی خدمت میں آیا، اور بادب یہ مصلحت
ظاہر کی کہ حضرت اپنی زندگی میں وہاں عمل دخل فرمالیں، آپ کے بعد
بہت دشواریاں پیش آئیں گی۔ آپ کا معمول تھا کہ اگر کوئی کام کرنا نہ ہوتا
تو کسی کے دریافت کرنے پر خاموش رہتے، اور اگر کرنے کی مرضی ہوتی
تو اتنا فرماتے "اچھا"۔ چنانچہ عرضداشت مذکور سن کر حضرت نے فرمایا
"اچھا"۔ لوگ حضرت کی مرضی پاکر چلے آئے مگر اب تک کسی کو یہ پتہ
نہیں تھا کہ آپ کس جمعہ کو مسجدِ جامع میں تشریف لے جائیں گے؟
اس زمانہ میں آپ ضعفِ پیری اور نقرس کے مرض کی وجہ سے
بآسانی نہیں چل سکتے تھے، ایک جمعہ کو غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر ڈولی
منگائی، جس سے لوگ سمجھے کہ آج ضرور جامع مسجد جائیں گے، یہ خبر شہر میں
بجلی کی طرح دوڑ گئی، فریقِ ثانی پوری تیاری کے ساتھ آیا، ان کے پیش امام

Marfat.com

جو دیر سے جمعہ پڑھانے کے عادی تھے اُس روز وہ بارہ بجے ہی پہنچ گئے، مسجد کھچا کھچ بھر رہی تھی، حضرت ڈولی سے اُتر کر مسجد کے ایک گوشے میں قبلہ رُخ دوزانو آ بیٹھے، اتنے جمِ غفیر کے باوجود مسجد میں بالکل سناٹا تھا، حضرت اول وقت نماز پڑھا کرتے تھے، فریق ثانی کے امام زوال ہوتے ہی منبر پر چڑھنے لگے، اِس پر ایک معزز مسلمان نے اُن سے کہا کہ "آپ نیچے اُتر آئیں"۔ وہ کچھ کہے سنے بغیر منبر پر سے نیچے اُتر آئے، اِس کے بعد چند عمائدِ شہر حضرت کے پاس آئے اور عرض کیا کہ "نماز پڑھانے کی کس کو اجازت دیتے ہیں؟" آپ نے فرمایا کہ فلاں شخص نماز پڑھا دیں۔ نماز ختم ہو چکنے کے بعد حضرت منبر پر تشریف لے گئے، اور وعظ فرمایا۔

مولوی صاحب نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ "درحقیقت یہ ہیبتِ الٰہی تھی کہ حضرت کی کرامت سے کسی کو چوں کرنے کی مجال نہ ہوئی اور مخالفین کے حوصلے پست ہو گئے۔ ولنعم ما قیل ؎

ہر کہ ترسید از حق، و تقویٰ گزید
ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید

فنائے جسمی یا فنانی اللہ

کاملین کے لیے قصے بہت سُنے گئے ہیں کہ خرقِ عادت کے طور پر بادی النظر میں جسم ٹکڑے ٹکڑے محسوس ہوتا ہے، صاحبِ سوانح

Marfat.com

کی نسبت ایسی روایتیں لوگوں نے مجھے بہت سنائی ہیں، مگر میں یہاں صرف ایک واقعہ جو حافظ شریف الدین صاحب نے بروایت مولانا محمد ابراہیم صاحب کرنالی مجھے سنایا، درج کرتا ہوں:۔

مولوی محمد ابراہیم کا بدن کے ٹکڑے الگ الگ دیکھنا

کسی سفر میں مولوی محمد ابراہیم صاحب حضرت کے ساتھ تھے۔ تخلیہ کا وقت دیکھ کر آپ ایک حجرے میں تشریف لے گئے، حجرے کے دونوں کواڑ آگے پیچھے تھے، ایک کواڑ ذرا سا کھلا رہ گیا، مولوی صاحب جو کسی ضرورت سے اُدھر سے گذرے، تو کواڑ کے پاس حضرت کے جسم کا ایک ٹکڑا کٹا ہوا دیکھا، گھبرا کر جو اندر جھانکا تو حضرت کے سب اعضائے جسم الگ الگ پڑے دیکھے[۵۱]۔ انکی سراسیمہ حالت کی آہٹ حضرت نے محسوس کرلی، اور فوراً ہی بالکل ٹھیک ہو کر باہر آگئے، اور مولوی صاحب سے پوچھا کہ "تم ایسے بدحواس کیوں ہو؟" یہ نہایت سہمے ہوئے تھے کچھ جواب نہ دیا، اس پر حضرت نے خود ہی فرمایا "تم نے میری کوئی حالت دیکھی ہو، یا نہ دیکھی ہو، کم از کم اُسے میری زندگی میں کسی پر ظاہر نہ کرنا، بالخصوص

---

[۵۱] یہ ذکر کی وہ حالت ہے جس میں محویت غالب ہوجائے، اسی وجہ سے بزرگوں کے اعضاء مقطوع پائے گئے۔ حالانکہ فی الواقع صحیح و سالم ہوتے ہیں، یہ اثر ان اعضاء میں باطنی ارتباط کے نہ رہنے کا ہوتا ہے (از ملفوظات حضرت تھانوی نمبر ۶ صـ ۳۶ ملفوظات ہفت اختر)

Marfat.com

میرے لڑکوں سے قطعاً ذکر نہ ہو، البتہ بعد وفات تمہیں اختیار ہے"۔

باطنی بشارت کا عجیب واقعہ

یہ بات بتلائی جا چکی ہے کہ حضرت کو باطنی احوال کے اخفا کا بہت زیادہ اہتمام رہتا تھا، لیکن اس کے باوجود بعض باتیں لوگوں پر بلا قصد ظاہر ہو جاتی تھیں، ایک بار مسجد درگاہ قلندر صاحب کرنال میں آپ وعظ فرما رہے تھے، یکایک ایک نووارد شخص جس کے ہاتھوں میں مہندی لگ رہی تھی، اور سر کے بال لمبے لمبے تھے، نیز ہاتھوں میں چوڑیاں پہن رکھی تھیں، مجمع کو چیرتا ہوا بے تکلف آگے بڑھا، اور السلام علیکم کے بعد کہا "لائیے انعام دلوائیے"۔ خلافِ عادت اُس کی یہ حرکت حاضرین کو ناگوار گذری، مگر ساتھ ہی اس بات سے بہت تعجب ہوا کہ حضرت نے وعظ موقوف کر کے اُس کا خیر مقدم کیا، اور بڑی خوشی سے فرمایا "بہت اچھا! جو چاہیں آپ لے لیں"۔ اُنہوں نے کہا "بس! سوا روپیہ دیدیجیے"۔ آپ نے مولانا محمد ابراہیم صاحب کرنالی کو اشارہ فرمایا کہ انہیں فوراً سوا روپیہ دیدو، سوا روپیہ لے کر وہ صاحب رخصت ہو گئے، اور حضرت نے وعظ پورا کیا، جب مجلسِ وعظ ختم ہوئی تو مولوی صاحب نے تنہائی میں اصل حقیقت دریافت کی، حضرت نے فرمایا "یہ شخص ابدال تھے اور ایک باطنی بشارت دینے آئے تھے"۔ مولوی صاحب نے فرمایا "اب اُن سے کہاں ملیں؟" حضرت نے

Marfat.com

فرمایا "وہ تو اب پانچسو کوس کے فاصلے پر پہنچ گئے، تم اُن سے کس طرح مِل سکتے ہو؟"

یہ قصہ مجھ سے سیّد ایّوب علیؒ صاحب پانی پتی اور حافظ شریف الدین صاحب نے بروایت مولانا محمد ابراہیم صاحب موصوف بیان کیا۔

امدادِ غیبی کی عجیب کرامتیں سلفِ صالحین کی بیشمار ایسی حکایتیں کتابوں میں لکھی ہیں کہ تنگی اور ضرورت کے موقعوں پر بطور خرقِ عادت امدادِ غیبی ہوئی، اور اولیاء اللہ کی ایسی کرامتوں کا حق ہونا اعتقادی مسئلہ ہے، صاحبِ سوانح کے متعلق بھی بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں، مگر یہاں ہم اُن میں سے صرف چند کا ذکر کریں گے:۔

۱۔ رات کے وقت لق و دق جنگل میں کھانا پہنچنا مولانا محمد ابراہیم صاحب کرنالی نے تحریر کیا ہے کہ ایک دفعہ ھمیرپور اور کانپور کے درمیان کسی آبادی کا قصد تھا، حضرت دو خادموں کو ساتھ لے کر بہلی میں سوار ہوئے، راستہ دشوار گذار اور نہایت کٹھن تھا، گاڑی کے بیل تھک کر چُور ہو گئے، آپ نے فرمایا "بے زبان جانوروں کی تکلیف ہم سے نہیں دیکھی جاتی، بیلوں کو کھول دو، اور اچھی طرح سستا لینے دو۔" گاڑیبان نے عرض کیا "رات کا غیر وقت ہو گیا، اور یہاں سے چار میل کے فاصلے پر چاروں طرف آبادی کا نام و نشان نہیں، اِس

Marfat.com

خوفناک جنگل میں تو دن کا سفر بھی خطرے سے خالی نہیں، پھر ہمارے پاس زادِ راہ بھی نہیں ہے کہ اپنا اور بیلوں کا پیٹ بھر سکیں۔" مگر حضرت نے نہ مانا اور فرمایا "اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا" آخر وہیں ٹھیر گئے، نمازِ عشا کے قریب جنگل سے روشنی نمودار ہوئی، اور تین شخص آتے دکھائی دیے، ایک شخص لالٹین لیے ہوئے تھا اور دوسرے کے سر پر گرم گرم پلاؤ کی تغاری بھری ہوئی، اور کچھ روٹیاں وسالن یہ سب چیزیں رکھی تھیں، اور تیسرا شخص بیلوں کے لیے گھانس دانہ لیے ہوئے تھا، تمام سامان حوالے کرکے یہ تینوں شخص فوراً واپس لوٹ گئے، اب گاڑیبان کے تعجب کی کوئی حد نہ تھی کہ اِس لق و دق صحرا میں یہ سامان لانے والے کون تھے؟ حضرت نے اُس کو یہ گفتگو کرنے سے منع فرمادیا، اور ارشاد ہوا کہ تمہیں اس سے کیا غرض کہ یہ کھانا کہاں سے آیا؟ اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، کھاؤ۔

۲۔ بُت خانہ میں ایک رات قاری ابُو محمد محی الاسلام صاحب پانی پتی نے حضرت کے بڑے صاحبزادے قاری محمد حسن صاحب سے یہ عجیب واقعہ سُنا کہ حضرت بہلی میں سوار کہیں تشریف لے جا رہے تھے، قاری صاحب موصوف اور ایک دوسرے صاحب بھی ہمراہ ہو گئے، کہ اتنے میں رات ہو گئی، اور ساتھ ہی زور کی بارش ہونے لگی

Marfat.com

منزل ابھی دُور تھی، حضرت نے فرمایا "یہیں ٹھیر جاؤ"۔ پاس ہی ایک بُت خانہ نظر آیا، فرمایا "اسی میں چلے چلو، بارش سے بچاؤ ہو جائے گا"۔ دونوں ہمراہیوں پر بھوک کا غلبہ تھا، مگر کھانا یہاں کہاں تھا، بُت خانہ کے کواڑ اندر سے بند کر لیے گئے، ایک طرف کو حضرت لیٹ گئے، اور دوسری طرف یہ دونوں لیٹے ہوئے چپکے چپکے باتیں کرنے لگے کہ بھوک کا کیا علاج کریں؟ کہ اتنے میں کسی شخص نے باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا، اب تو یہ دونوں بہت گھبرائے، اور خیال کرنے لگے کہ یقیناً پجاری ہوگا اور آج خوب خبر لے گا، دیکھو کیسی گذرے؟ انہوں نے دروازہ کھولنے میں کچھ تامل کیا، مگر حضرت نے فرمایا کہ "بالکل بے کھٹکے رہو، اور کواڑ کھول کیوں نہیں دیتے؟" حکم کی تعمیل میں کواڑ کھولے تو ایک شخص گرم گرم پوریاں اور حلوا لایا اور کہنے لگا "یہ لیجئے اور سب کھائیے، مجھے ابھی ابھی کسی نے خواب میں بتایا کہ بت خانہ کے مہمانوں کی مدارات کرو"۔ اسی لیے فوراً یہ کھانا تیار کر کے لایا ہوں"۔ چنانچہ وہ کھانا لے کر سب نے بڑے مزے سے کھایا۔

۳۔ غیب سے کھانا مہیا ہو جانا حافظ شریف الدین صاحب نواسہ نے اپنا چشم دید واقعہ مجھے یہ سنایا کہ ایک روز گھر کے سب افراد کسی تقریب

Marfat.com

میں چلے گئے تھے، اور صرف چھوٹی ممانی صاحبہ (والدۂ راقم) حضرت کی خدمت کے لیے رہ گئی تھیں، آپ باہر سے تشریف لائے اور دالان میں لیٹ جانے کے بعد ممانی کو بُلایا اور فرمانے لگے کہ "ایک مسافر آگیا ہے اگر کچھ کھانا رکھا ہو تو لے آؤ، تاکہ شریف الدین کے ہاتھ مسجد میں بھجوادوں" اُنھوں نے عرض کیا کہ "سارے گھر کا کھانا تو تقریب سے آئیگا، صرف آپ کے لیے کھانا تیار ہوا ہے، اس سے زائد بالکل نہیں" (ضعیفی کی وجہ سے نرم گدیلی روٹیاں آپ کے لیے پکا کر پانی میں بھگو دیجاتیں، اور پھر اُن کو چیڑ لیا جاتا تھا، اور سالن بھی بالکل علیحدہ تیار ہوتا تھا) آپ نے فرمایا "اندر جا کر دیکھو! شاید تم رکھ کر بھول گئی ہو"۔ اُنھوں نے دوبارہ عرض کیا "میں پُورے یقین سے کہتی ہوں کہ کھانا موجود نہیں ہے"، فرمایا "تم برتنوں کو کھول کر تلاش تو کرو، تمہیں کچھ یاد نہیں رہا"۔ میں نے ممانی صاحبہ سے علیحدہ ہو کر کہا کہ "آپ اِن کا کہنا کیوں نہیں کر دیتیں"؛ وہ بولیں "خدا جانے آج کیا ارشاد فرما رہے ہیں؟ مجھے خوب معلوم ہے کہ کھانا موجود نہیں ہے"۔ مگر میرے اصرار پر وہ اندر تشریف لے گئیں وہی برتن جن کے خالی ہونے کا اُنہیں یقین تھا، کھول کر دیکھے تو گرم گرم روٹیاں اور عمدہ سالن نکل آیا، سخت حیران ہوئیں کہ یہ کھانا کہاں سے آیا؟ اور اُسے اُٹھا کر حضرت کے پاس لائیں، فرمایا "میں نے کہا نہیں تھا کہ

کھانا ضرور ہوگا، دیکھو تمہیں خیال نہیں رہا تھا، نکل آیا یا نہیں؟" پھر وہ کھانا آپ نے میرے ہاتھ مسافر کو بھجوایا۔

۴۔ سخت گرمی میں آٹھ دن تک کھانا جوں کا توں رہا

پھوپھی صاحبہ مرحومہ اور چند دوسری بی بیوں نے راقم سے بیان کیا کہ مولانا عبدالسلام صاحب مرحوم کی شادی کا کھانا آپ نے نئے مکان میں کیا تھا، جون کا مہینہ تھا اور سخت گرمی پڑ رہی تھی، جب تقریب سے فراغت ہوگئی تو یہ مکان بند کر دیا گیا، کیونکہ رہائشی مکان دوسرا تھا، اتفاق سے حضرت نے ایک تہہ خمیری روٹیوں کی اور ایک بادیہ قورمہ کا کسی بڑے طاق میں رکھ دیا تھا، وہاں سے پھر اٹھانا یاد نہیں رہا، آٹھ دس دن بعد مکان پھر کھلا تو وہ کھانا بجنسہٖ ویسا ہی تازہ اور نفیس ملا، سارے محلے میں اس کا بہت چرچا ہوا، اور تھوڑا تھوڑا سب نے تبرکاً منگا کر کھایا۔

تصرف کا حیرت انگیز واقعہ

مولوی سید ابن حسنؒ صاحب باشندہ ہاپوڑ نے خود اپنا قصہ سنایا کہ "میں زمانۂ طالب علمی میں کھانا حضرت کے ہاں کھایا کرتا تھا، جب میں حضرت سے علومِ دینیات کی تکمیل کر کے وطن واپس جانے لگا، تو میں نے فرطِ محبت سے حضرت کے دونوں پاؤں پکڑ لیے اور عرض کیا کہ اب مجھے بیعت بھی فرما لیجیے۔" فرمایا "چھوڑو، یہ کیا کرتے ہو، جلدی ٹھیک نہیں، اس وقت تو تم جاؤ، پھر جی چاہے تو کبھی آجانا۔" میں

Marfat.com

مصافحہ کرکے سٹیشن پانی پت پر آگیا، ٹکٹ لیتے ہی گاڑی آگئی، درجہ میں بیٹھنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ حضرت کے گھر سے اطلاع آئی تھی مگر میں چلتے وقت کھانا لینا بھول گیا، اتنے میں گاڑی نے سیٹی دی مگر گاڑی نہ چلی، ڈرائیور نے ہر چند کوشش کی لیکن بیسود، سٹیشن کے تمام ملازم گھبرائے ہوئے اِدھر اُدھر دوڑنے لگے، تھوڑی دیر بعد حضرت کا آدمی کھانا لیکر آیا اور کہا کہ تم یہ بھول آئے تھے حضرت نے بھجوایا ہے، اُسی وقت فوراً گاڑی چل پڑی۔

تصرف کا دوسرا واقعہ ایک مرتبہ کچھ چور رات گئے مکان میں گھس آئے، آپ بالاخانہ پر آرام فرما رہے تھے، چور جب گھر کا سارا سامان سمیٹ کر باہر نکلنے لگے تو راستہ بھول گئے، سخت کوشش کی مگر نکل نہ سکے، آخر بے بس ہو کر اوپر حضرت کی خدمت میں پہنچے، اور ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی، جب مخلصی ہوئی۔

خاتمۂ باب اِس باب میں جتنے واقعات بیان ہوئے، اُن سے صاحبِ سوانح کے خوارق، کشوف، کرامات اور تصرفاتِ باطنی پر ہم نے ایک حد تک روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے، اِس کے بعد اب ہم آپ کے سوانح حیات کے ایک بہت ضروری حصہ (یعنی اخلاق و شمائل) پر بحث کریں گے، یہ حصہ عوام و خواص کے لیے بیحد سود مند اور قابلِ تقلید ہے، امید ہے کہ ناظرین کرام بنظرِ امعان اِس حصہ کا مطالعہ فرمائیں گے، ساری کتاب کا مغز اور عطر یہی حصہ ہے۔

Marfat.com

باب چہاردہم

اخلاق وشمائل

وہ حقیقی شے جو انسان کو اپنے بنی نوع میں ممتاز بنا دیتی ہے، وہ اُس کے عمدہ اخلاق اور پختہ خصائل ہی ہیں، کیونکہ انسان کے علاوہ سب مخلوقات کو تم خاص ہی قسم کے افعال وعادات پر مجبول پاؤ گے، مثلاً جانوروں کی طبعی عادتوں اور پھل پھولوں کے فطری خواص میں ذرہ برابر فرق نہیں پایا جاتا، بلکہ مبدأ فیاض نے جس قسم کا رنگ و بُو اور ذائقہ اُنہیں ودیعت کر دیا، یا حیوانات کے حرکات وافعال جس فطری نظام پر مقرر ہو چکے، وہ نظام اُسی طرح قائم رہے گا، اور اُس میں تم ادنیٰ قسم کا تغیر بھی محسوس نہیں کرو گے، برخلاف اِس کے اِنسان کسی خاص قسم کے اخلاق وعادات سرزد کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا، وہ متضاد اخلاق کا صدور اپنی مرضی سے کر سکتا ہے، اِس لیے اُس کا کمال یہی ہونا چاہیئے کہ جو اعلیٰ اخلاق وعادات وہ اختیار کرلے، پختگی اور استقلال کے ساتھ اُنکو ایسا نبھائے کہ لوگ یہ یقین کرلیں کہ وہ کبھی اِس کے خلاف کر ہی نہیں سکتا، اور یہ عادت اُس کی طبیعتِ ثانیہ بن گئی ہے، صاحب سوانح نے

Marfat.com

جن پختہ اخلاق اور جن پسندیدہ خصائل کا نمونہ چھوڑا ہے، اُن کی ایک ہلکی سی جھلک یہاں دکھائی جاتی ہے :-

دن رات کے معمولات اخلاق و عادات کا تذکرہ کرنے سے پہلے ہم یہاں حضرت کے روزانہ مشاغل اور دن رات کے معمولات کا مختصر سا بیان کرتے ہیں، اِن مشاغل کی تفصیل سے معلوم ہوگا کہ آپ کی زندگی کس قدر مشغول تھی، اور آپ فرائضِ دینیہ کی ادائیگی میں کس قدر منہمک و مصروف رہتے تھے

۱۔ تہجد و ذکر و شغل کی باقاعدگی آدھی رات کو اُٹھکر نمازِ تہجد و ذکر و شغل میں نمازِ فجر سے پہلے تک مصروف رہتے، البتہ سردی کے ایام میں جب راتیں لمبی ہوتیں تو صبح صادق سے قبل ایک گھنٹہ قرآتِ سبعہ کا سبق بھی پڑھایا کرتے تھے

۲۔ فجر سے ظہر تک نمازِ فجر کے لیے مسجد میں جاتے، فراغتِ نماز کے بعد جب گھر واپس آتے تو صندوقچہ منگوا کر اوّل چند پیسے خیرات کرتے، اُس کے بعد روزانہ اخراجات کا جو کچھ تخمینہ ہوتا، وہ رقم اُسی وقت دیکر فارغ ہو جاتے، تاکہ علمی و عملی مشاغل میں بار بار توجہ نہ بٹے، گھر والے بھی اس بات کا خاص اہتمام رکھتے تھے، پونے دس بجے تک درس و تدریسِ حدیث اور افادۂ عام کا سلسلہ جاری رہتا، جاڑے گرمی دِن کا کھانا صبح دس بجے کھاتے،

Marfat.com

۳۔ ظہر سے عصر تک | دوپہر کا کھانا کھا کر آرام فرماتے، اور دن ڈھلتے ہی اُٹھ جاتے، اور نمازِ ظہر مسجد میں جا کر اول وقت ادا فرماتے، نماز کا وقت ہمیشہ سائے کی شناخت سے مقرر ہوتا تھا، اگر وقتِ مقررہ کچھ آگے نکل جاتا اور نمازی انتظار کرتے تو ناراض ہو کر فرماتے کہ "کیا عبدالرحمن کی نماز پڑھتے ہو؟"

نمازِ ظہر کے بعد عصر تک کا وقت فتاوی اور مسائل کیلئے مخصوص تھا، اطرافِ ہندوستان کے اہم اور معرکۃ الآرا مسائل کے جوابات جب تک طاقت رہی خود لکھتے رہے، اور جب قوت نے جواب دے دیا تو خدام و تلامذہ سے خود بول کر لکھواتے تھے۔

۴۔ عصر سے مغرب تک | اس کے بعد نماز عصر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے، اور نماز سے فراغت کے بعد سبعہ جمع الجمع کا سبق مغرب تک پڑھاتے۔

۵۔ مغرب سے عشاء تک | مغرب پڑھ کر عشاء تک بھی مسجد ہی میں رہتے یہ وقت مشق تجوید کی تعلیم کا بھی تھا، اور زائرین کے استفادہ عام کا بھی

۶۔ عشاء کے بعد | نمازِ عشاء پڑھ کر مکان تشریف لے جاتے تھے، اور کھانا تناول کر کے سو جاتے تھے۔

تنہائی کے اوقات | کسی دینی ضرورت کے لیے یا زیارت کے واسطے

Marfat.com

مصروف اوقات میں کوئی شخص آجاتا تو بالاخانہ پر چلاجاتا، اور کام کے بعد فوراً واپس آجاتا تھا۔ چنانچہ عورتیں اور مرد روزانہ بیعت کرتے، اور فیضیاب ہوتے تھے، لوگ مزاج اور طبیعت سے اتنے واقف ہوگئے تھے کہ کام اور مزاج پرسی کے بعد بالکل نہ ٹھہرتے تھے، نشست گاہ کے قریب ایک الگنی پر پردہ پڑا رہتا تھا، مستورات دوسری جانب سے آجاتیں، اور جو کچھ پوچھنا ہوتا، پوچھ کر واپس چلی جاتی تھیں۔

جمعہ کا وعظ

جمعہ کو بعد نمازِ جمعہ وعظ ضرور فرماتے، جو بغیر سخت مجبوری کے کبھی ناغہ نہ ہوتا تھا۔ وعظ میں درسِ قرآن مسلسل ہوتا تھا، جمعہ کے علاوہ بھی شدید اصرار پر وعظ فرما دیا کرتے تھے۔

منگل کو تعلیم نہ دیتے

حضرت نے تعلیم کے متعلق ایک یہ قاعدہ مقرر کر رکھا تھا کہ منگل کے روز آپ طلبار کو سبق نہیں پڑھایا کرتے تھے۔

اعزہ واحباب سے ملاقات کے اوقات

آپ کا اصول تھا کہ گرمی کے ایام میں صبح سات بجے اور جاڑے کے دنوں میں نو بجے اپنے اعزہ واحباب سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

کسی کے مکان پر پہنچکر باہر ہی سے السلام علیکم فرماتے

ملاقات کے لیے گھر سے نکلتے تو جس طرف کا رُخ ہوتا، اور اُدھر جو مکان سب سے پہلے پڑتا اُس کے دروازہ پر دستک دیتے، اندر سے کوئی پوچھتا تو فرماتے "عبدالرحمٰن، السلام علیکم"

Marfat.com

اگر وہ لوگ سمجھ جاتے تو اندر بلا لیتے تھے۔

کسی کے ہاں ملاقات کو جاتے تو زیادہ نہ ٹھہرتے جب آپ ملاقات کے لیے اپنے کسی عزیز کے ہاں جاتے تو جس بی بی کو کوئی دینی مسئلہ پوچھنا ہوتا، وہ دریافت کر لیتیں، ورنہ آپ کی عادت تھی کہ دریافت خیریت کے بعد کسی کے ہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہرتے تھے۔

بغیر اذن کسی کے مکان میں داخل نہ ہوتے اگر کسی کے ہاں جاتے تو پہلی آواز اگر گھر والا نہ سنتا، تو دوسری آواز دیتے، دوسری بھی نہ سنتا تو تیسری دیتے، پھر بھی کچھ جواب نہ آتا تو فوراً واپس ہو جاتے۔ غرض بغیر اذن کے ہرگز کسی کے مکان میں داخل نہ ہوتے۔

کسی کا ساتھ چلنا ناگوار تھا مخدوم زادوں کے محلے میں مسافت زیادہ پڑتی اور راستہ چلنے والے ادباً پیچھے چلتے تو آپ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے "اگر تمہیں میرے ساتھ کچھ کام نہیں ہے تو آگے چلے جاؤ، یا پیچھے ہو لو، مجھے اپنے پیچھے پیچھے لوگوں کو لے چلنا بہت برا معلوم ہوتا ہے، کیونکہ یہ متکبرانہ شیوہ ہے"۔

مزاج میں تکبر نہ تھا آپ کے مزاج میں تکبر، خود پسندی، اور غرور بالکل نہ تھا، نہایت سادہ مزاج واقع ہوئے تھے، کسی کو پیغام بھیجتے تو فرماتے "ان سے کہنا کہ عبدالرحمن نے یہ کہا ہے"۔

Marfat.com

حلیہ | حسبِ تحریرِ قاری محی الاسلام صاحب میانہ جسم و قامت تھے، سرخ و سفید، وجیہہ و خوبصورت، ذی وقار و صاحب تمکنت تھے، آپکی آنکھوں سے نورانی شعائیں نکلتی تھیں، مجلسِ وعظ میں کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ سے آنکھیں چار کر سکے، خوشنما اور دلفریب چہرے سے ہیبتِ الٰہی برستی تھی، ہر شخص کا جی چاہتا کہ رخِ انور کی بار بار زیارت کرے مگر خوف دوبارہ نظر ڈالنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ رعب اور دبدبہ بادشاہوں سے بھی زیادہ تھا، پیشانی پر سجدے کا سفید نشان تھا جو اندھیرے میں چمکا کرتا تھا۔

لباس | لباس سادہ، سفید، صاف ستھرا، عام مسلمانوں جیسا پہنتے تھے، جُبّہ، دستار، تسبیح و مصلّٰی، یہ چیزیں ساتھ نہ ہوتیں، انگرکھا، کھلے پائچوں کا پاجامہ، دوپلی ٹوپی، اور ایک نیلی لنگی پوشاک کے لوازم تھے، جاڑے میں گھٹنوں سے اونچی روئی کی چھینٹ دار مرزئی ہوتی تھی، اور اُس پر انگشتی نگ دون کا سبز کاہی انگرکھا، پھر نیلی لنگی، یہ لباس جسمِ مبارک پر بہت بھلا لگتا تھا، جمعہ و عیدین میں عمامہ باندھتے تھے۔

نمائش سے نہایت متنفر تھے | نمود و شہرت کی چیزوں سے طبیعت نفور تھی ایک دفعہ مچھلی شہر کو گھوڑا گاڑی میں بیٹھے تشریف

Marfat.com

لے جا رہے تھے، راستہ میں کسی تحصیل یا کوتوالی کے پاس سے سواری گذری متبرک اور نورانی صورت دیکھ کر ایک شخص دوڑ کر آیا، اور پوچھنے لگا کہ "یہ کون بزرگ ہیں؟" بڑے صاحبزادے **قاری محمد حسنؒ صاحب** ساتھ تھے، انہوں نے کہا "**مولانا عبدالرحمٰن صاحب**" وہ بولا "کیا پانی پت والے؟" قاری صاحب ابھی ہاں بھی کہنے نہ پائے تھے کہ آپ نے زور کی کہنی ماری اور گاڑیبان کو ارشاد ہوا کہ "یہاں سے جلدی گاڑی نکالو۔"

اجلاس ندوۃ العلماء میں شرکت نہیں فرمائی

بروایت **نواب صدر یار جنگ بہادر**

جب کانپور میں **ندوۃ العلماء** کا پہلا اجلاس منعقد ہوا، تو اُس میں حضرت کو بھی بڑے اصرار سے مدعو کیا گیا، مگر آپ نے شرکت فضول سمجھی، اور جواب تک نہیں دیا، دوسرے سال روئیداد سال ماسبق بھی خدمت میں بھیجی گئی اور یہ استدعا ہوئی کہ اگر خود تشریف لانا منظور نہیں تو مولانا عبدالسلام صاحب کو اجازت دے دیجئے۔ حضرت نے فرمایا "میرے نزدیک ندوہ میں شرکت کا کچھ فائدہ نہیں، اور میں روئیداد بھی نہیں سنتا۔" اِس پر مولانا عبدالسلام صاحب نے عرض کیا "اِس میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کی تقریر بھی ہے۔" تو فرمایا "اچھا وہ سناؤ، کیونکہ وہ سمجھدار شخص ہیں۔" یہ تقریر سن کر

Marfat.com

آپ نے مولوی صاحب کو شرکتِ اجلاس کی اجازت دیدی۔

خلافِ شریعت کاموں سے نفرت تھی

آپ کو خلافِ شریعت اور سُنّت کے برخلاف کاموں کو دیکھنے کی تاب نہ تھی، اور نہ سلفِ صالحین کے مسلک کے سوا کوئی اور طریقہ پسند تھا، جب کبھی آپ کے سامنے کوئی ایسا واقعہ ہوتا تو مزاج برہم ہو جاتا تھا۔

بزرگانِ دین کی بے توقیری کرنیوالے سے ناراض ہوتے

تلامذہ یا اعزہ میں سے اگر کوئی شخص کسی ایسے آدمی سے ملتا جو ائمہ یا بزرگانِ دین کی وقعت و حرمت نہ کرتا تو آپ اُس شخص سے ناراض ہو جاتے تھے۔

لوگ آپکی صحبت میں مؤدب بیٹھتے

مجلس میں حضرت کے سامنے لوگ نہایت مؤدب بیٹھتے تھے، اور یکایک گفتگو کی ہمت بڑے سے بڑے آدمی کو بھی نہ ہوتی تھی، حالانکہ حضرت کی ہر ادا اور فعل سے مسکنت ٹپکتی تھی۔

تواضع اور خاکساری

بات چیت، چال ڈھال اور لباس، غرض آپکی ہر چیز میں تواضع کا اثر تھا، تمکنت نام کو نہ تھی، شانِ محبوبیت نے اپنے پرائے سب کو گرویدہ بنالیا تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

غربا اور ساکین سے محبت

صاحب سوانح کو ساکین اور غربا سے بہت محبت تھی اور متکبرین کو غربا نوازی کا طریقہ اپنے عمل سے جتلاتے تھے، مثالاً ہم یہاں چند واقعات پیش کرتے ہیں:-

Marfat.com

۱۔ ایک مسلم بھنگی کے ساتھ برتاؤ | خواجہ محمد صادق صاحب پانی پتی نے خود اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا کہ حضرت کے ہاتھ پر ایک حلال خور نے مذہب اسلام قبول کیا، آپ نے اُس کا اسلامی نام عبدُ اللہ رکھ دیا تھا، یہ شخص اسلام لانے کے بعد بھی پاک وصاف اور اُجلا نہیں رہتا تھا، اس لیے محلے کے شرفا اُس کی میلی کچیلی حالت سے گھن کھا کر مسجد کے لوٹے چھپا دیا کرتے تھے، تاکہ یہ شخص انہیں ہاتھ نہ لگا سکے، آپ نے یہ بات محسوس کر کے ایک دن سب محلے والوں کی موجودگی میں عبداللہ کو بلایا اور فرمایا "میاں عبداللہ! کوئیں سے تازہ پانی کا ایک لوٹا بھر لاؤ"۔ میاں عبداللہ لوٹا بھر لائے اور آپ نے اُس سے وضو کیا، اس کے بعد ایک روز مغرب کے وقت فرمایا "میاں عبداللہ! ذرا سا پانی مجھے پلانا"۔ وہ انگلیاں ڈبوتا ہوا ایک پیالہ بھر لایا، فرمایا "یہ تو زیادہ ہے، اس میں سے کچھ تم پی لو، باقی مجھے دیدو"، وہ بے تامل پی گیا، اور اُس کا بچا ہوا آپ نے پی لیا۔

اگرچہ اس قصہ میں آپ نے زبان سے کسی کو کچھ نہیں فرمایا، مگر آپ کے طرزِ عمل کو دیکھ کر سب حاضرین اور اہل محلہ نے ندامت اور شرم سے گردنیں جھکا لیں۔

۲۔ ایک کمہار کی مزاج پرسی کو تشریف لے گئے | حکیم امین اللہ صاحب نے اپنا

Marfat.com

چشم دید واقعہ بیان کیا کہ محلہ مخدوم زادگان میں اللہ بخش کمہار رہتا تھا، وہ ایک مرتبہ سخت بیمار ہوگیا، اُس کی حالت سن کر آپ عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اُس وقت آپ کے ساتھ محلے کے ذی اثر شرفار اور باوقار علمار کی ایک جماعت تھی، اللہ بخش کا مکان نہایت تنگ اور ایسی جگہ تھا جس کے راستے میں گندہ پانی اور کیچڑ رہتا تھا، حضرت نے ساتھیوں سے فرمایا کہ "آپ سب صاحبان یہیں ٹھیریں، میں اللہ بخش کی طبیعت پوچھنے اُس کے ہاں جاتا ہوں۔" چنانچہ آپ تنہا اُس کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا "میاں اللہ بخش کیسے ہو؟" اُس نے پہچان کر عرض کیا "جی حضرت ابا تک تو بیمار تھا، لیکن اب آپ کے تشریف لانے سے اچھا ہوگیا ہوں۔" کچھ دیر اُس کی دلجوئی کر کے آپ باہر تشریف لائے ہی تھے کہ اللہ بخش کا انتقال ہوگیا۔

۳۔ کھیر میں کافور کا لطیفہ ایکبار کسی دیہاتی مسلمان نے بڑے شوق و محبت سے حضرت کی دعوت کی، اور کھیر جو آپ کے لیے پکائی، اُس میں بجائے کیوڑے کے کافور ڈال دیا، گویا اپنی دانست میں یہ بڑا تکلف کیا تھا، مولانا عبدالسلام صاحب صاحبزادے بھی ہمراہ تھے، آپ نے اُن کو بے رغبتی سے کھاتے دیکھ کر اشارۃً تنبیہ فرمائی، اور خود اُس کا جی خوش کرنے کے لیے بظاہر مزے لے لے کر کھاتے رہے، اور مولانا کو بعد میں

Marfat.com

تنہائی ہونے پر بہت سرزنش کی کہ مسلمان کی محبت کا یہی صلہ ہے جو تم نے دیا؟ اُس نے تو سادگی و لاعلمی میں ازراہِ تواضع یہ تکلف کیا تھا، مگر تمہارے اتنے مزاج بگڑے کہ ذرا ضبط سے کام نہ لے سکے۔"

درحقیقت یہ کمال حضرت ہی میں دیکھا گیا ہے کہ نہایت لطیف طبع اور نازک مزاج ہونے کے باوجود آپ کو اپنی طبیعت پر زبردست اور پورا قابو حاصل تھا۔

۴۔ غریب کے مقابلہ میں معزز شخص کی طرفداری نہ کرتے | ایک مدرس حضرت کی مسجد میں بچوں کو قرآن مجید پڑھایا کرتا تھا، محلے کے ایک معزز شخص اُس سے کسی بات پر بہت ناراض ہو گئے، اور اُسے بہت تنگ کرنے لگے، مدرس بیچارہ بہت پریشان ہوا کہ کیا کروں؟ آخر حضرت کے سوا اس کو کوئی اور ملجا و ماوی نظر نہ آیا، ساری کیفیت اُس نے ایک روز آپ کی خدمت میں عرض کی آپ کی عادت تھی کہ ناحق ہرگز کسی کی طرفداری نہ کرتے، خواہ وہ کتنا ہی با اقتدار یا قریبی عزیز ہوتا، خیر مدرس کا حال سن کر آپ خاموش ہو گئے مگر جب عصر کی نماز میں وہ معتقد شخص آئے تو بہت سختی سے ان سے فرمایا کہ "تم مکتب میں کسی کو جمنے نہیں دیتے۔ یہ نہایت واہیات بات ہے" اُنہوں نے عرض کیا کہ "یہ مدرس قرآن مجید ٹھیک نہیں پڑھتا" اس پر آپ نے مدرس کی طرف مخاطب ہو کر نرمی سے فرمایا "بھئی تم میرے پاس

Marfat.com

آجایا کرو، تمہاری تجوید ٹھیک ہو جائے گی"۔

۵۔ معمولی آدمیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے

متکبر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ عام لوگوں کو بہت حقیر سمجھتے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو اپنی ہتک جانتے ہیں، لیکن آپ امام القرار والعلمار ہونے کے باوجود بہت معمولی آدمیوں کے پیچھے نماز ادا کر لیا کرتے تھے، اپنی مسجد میں جہاں آپ کا خود نماز پڑھانے کا معمول تھا، حضرت کبھی کبھی نہایت معمولی آدمیوں کو بلا عذر آگے کر دیتے تھے، ایک دفعہ راؤت قوم کے ایک شخص عبداللہ نامی کو نماز پڑھانے کے لیے آگے کر دیا، حالانکہ یہ شخص کچھ زیادہ پڑھا لکھا نہیں تھا، اسی طرح ایک حافظ جو بہت غلط پڑھتا تھا، اور تجوید کی اسے ہوا بھی نہیں لگی تھی، ایکبار اس کی اقتدار میں نماز ادا کی۔

آپ کی اس عادت سے عام لوگ بھی واقف ہو گئے تھے، لہٰذا فرمانے کے بعد کسی کو مجال انکار نہ ہوتی تھی۔

۶۔ ادنیٰ درجے کے آدمیوں کی درخواست بھی رد نہ فرماتے

رسالہ فنار النفوس صفحہ ۲۱ مطبوعہ اشرف المطابع تھانہ بھون میں راقم نے حضرت مولانا تھانوی مدظلہم کا یہ ارشاد لکھا دیکھا ہے:۔

"منتہی اولیار اللہ کی حالت کو ہر شخص نہیں پا سکتا، مبتدیوں اور اور عوام کے مشابہ حال ہوتا ہے، برخلاف اس کے متوسط درجے کے صوفیوں کے

Marfat.com

کفار بھی بہت ڈرتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں، کیونکہ اُن کے نزدیک جس شخص سے بھی کچھ خلافِ عادت افعال سرزد ہوں وہی بہت بڑا صاحب کمال ہے۔ اسی لیے انبیاء علیہم السلام کو انہوں نے بازار میں پھرتے دیکھا تو اُن کو اپنے اوپر قیاس کرنے لگے۔ ہاں پہچاننے والا جانتا ہے کہ اس میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے۔ دوسرے بازار کے اندر ہیں اور اس کے اندر سارا بازار بلکہ تمام عالم ہے۔ اور اُن کے اس خیالِ فاسد کی ایسی مثال سمجھتا ہے جیسے ایک گنوار نے حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید سُنانے کی درخواست کی، حضرت نے سُنا دیا، تو وہ کیا کہتا ہے کہ

"جیسا میں پڑھوں ہوں ویسا ہی توں پڑھے ہے، میں مردانی بولی میں پڑھوں ہوں، توں جنانی (زنانی) بولی میں پڑھے ہے"۔ اُس نے حضرت کے علمِ تجوید کی یہ قدر کی"، انتہیٰ بلفظہ

راقم کے نزدیک اس واقعے سے حضرت کا غائت درجہ اخلاص ثابت ہوا کہ مرجعِ خلائق ہونے کے باوجود جہلاء تک کی خواہش کو رد نہ فرماتے تھے۔

دُوسرے کے وقت کا خیال رکھتے | کاروباری لوگوں اور اہلِ حرفہ کے ہاں آپ کبھی کبھی بعد نمازِ جمعہ تشریف لے جایا کرتے تھے، وہ لوگ آپ پر

Marfat.com

دل وجان سے قربان ہوتے تھے، رخصت ہوتے وقت ادباً اُن میں سے کوئی پیچھے آنا چاہتا تو فرماتے "میاں تم کاروباری لوگ ہو، جاؤ اپنے کام میں لگو۔"

اپنا کام خود کرتے اپنا کام خود کرنے کی عادت آپ میں بدرجۂ غائت تھی، ایک بار عصر سے ذرا پہلے ایک چھوٹا سا بستہ جسمیں فتاوٰی وغیرہ کاغذات تھے، گھر سے ساتھ لائے، مسجد میں پہنچے تو کسی غریب آدمی نے محبت سے چاہا کہ اتنے آپ مصلّے پر پہنچیں، میں بستہ ہاتھ سے لے کر وہاں رکھ دوں مگر حضرت نے نہ مانا، یہ شخص بہت اصرار کے بعد آخر بے بس ہوگیا، اور حضرت بستہ خود ہی لے گئے۔

آپ کی طرزِ رفتار بازار یا گلی میں آپ کی طرزِ رفتار ہمیشہ یہ تھی کہ سڑک کے ایک طرف ہوکر چلتے، اور چلتے وقت اِدھر اُدھر بالکل نہ دیکھتے بلکہ نِگاہ نیچی کیے چلتے، رفتار، گفتار، کردار، غرض آپ کی ہر چیز سے مسکنت اور تواضع ٹپکتی تھی۔

بڑا بننے کی خواہش نہ تھی جب بہت سے آدمی ساتھ چلتے، اور اُن کا علیحدہ کردینا ممکن نہ ہوتا، جیسے عیدین یا جمعہ کی نماز کے لیے لوگ جاتے تو آپ راہ میں کسی سے آگے رہنا پسند نہ فرماتے۔

ساتھیوں کا خیال رکھتے جب کبھی ایسے موقعے آتے اور آپ کو لوگوں کے ساتھ

Marfat.com

چلنا پڑتا تو آپ ساتھیوں کی رعائت کر کے چھتری نہ لگاتے۔

دوسری جگہ امامت نہ کرتے | آپ کا قاعدہ تھا کہ اپنی مسجد کے سوا اگر کسی دوسری جگہ نماز کا وقت آجاتا تو اصرار کے باوجود بھی کبھی وہاں امامت نہ کرتے۔

سفر میں اپنے قیام کیلئے کسی کو تکلیف نہ دیتے | جب آپ کو کسی دوسرے شہر میں جانے کا اتفاق ہوتا تو بالعموم اپنے قیام و طعام کے لیے کسی کو تکلیف نہ دیتے اور سرائے میں اُترتے۔ اُس شہر میں کسی شخص سے ضروری ملاقات کرنی ہوتی تو اُس کے پاس تنہا جاتے۔ ملاقات کے بعد کوئی شدید اصرار کرتا تو سرائے سے سامان اُٹھوانے کی اجازت دے دیتے تھے۔

یہ اُس شخص کی تواضع اور مسکنت کا حال آپ نے سُنا، جس کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کے لیے والیانِ ملک اُس کی قیامگاہ پر حاضر ہوتے تھے، اور معمولی حکام سے لے کر لفٹنٹ گورنر تک نہایت ادب سے پیش آتے تھے۔

زبان کا پاس اور معاملے کی صفائی | معاملات اور روزمرہ کی زندگی کے حالات ایک ایسی کسوٹی ہیں جن سے اِنسان فوراً پرکھا جاتا ہے۔ باہمی تعلقات اور معاشرت پر نظرِ غائر ڈالو، تمہیں خال خال اشخاص ہی اِس معیار کے مطابق درست دِکھائی دیں گے۔ لیکن صاحب سوانح نے ایفاء عہد اور

Marfat.com

صدقِ معاملہ کے جو نمونے چھوڑے ہیں، اُن سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ اگر آج ہماری زندگیاں اس سانچہ میں ڈھل جائیں تو دین و دنیا کی بھلائی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور باہمی اخوت و ہمدردی کی جو راہیں آپس کی بدمعاملگیوں نے ہم پر بند کر دی ہیں وہ کھل سکتی ہیں

۱۔ قرض دیتے وقت لوگوں سے واپسی کا پکا وعدہ لیتے

آپ لوگوں کے اڑے وقت میں کام آتے تھے، اور ضرورت پر اُنہیں قرض دے دیا کرتے تھے، لیکن وہ اشخاص بھی ایسے تربیت یافتہ اور معاملے کے صاف ہوتے تھے کہ وعدہ کا ذرا خلاف نہ ہوتا۔ ایک صاحب میر قاسم علیؒ جن کو کسی ناگہانی ضرورت کے لیے دو سو روپے کی حاجت تھی، حضرت سے قرض لینے آئے، آپ نے فرمایا "تمہارے موجودہ حالات اتنی بڑی رقم کے متحمل نہیں ہو سکتے۔" اُنہوں نے عرض کیا "حضرت! میں نہایت مجبور کن حالات میں یہ رقم قرض لے رہا ہوں، اور پختہ وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ کسی تقاضے کی نوبت نہ آنے دوں گا۔" فرمایا "ہاں! تقاضے سے ثواب پورا نہیں ملتا۔" یہ کہکر اُن کو رقم مطلوبہ دیدی، مگر میر صاحب نے بھی تقاضے کی نوبت نہ آنے دی، اور رقم بہت جلد پوری کی پوری ادا کر دی۔

حضرت کا قاعدہ تھا کہ قرض دیتے وقت یہ پوچھتے کہ "کتنے

Marfat.com

دنوں میں ادا کروگے"۔ اس پر اگر وہ کہتا کہ مثلاً "چار ماہ کے اندر" تو آپ فرماتے "نہیں آٹھ ماہ کا سچا وعدہ کرلو، جب تک بندوبست ہوجانا ممکن ہو اُس سے دگنی مدّت کا اقرار کرنا چاہیئے، تاکہ پھر کوئی بے لطفی پیدا نہ ہو"۔

۲۔ ایک خاتون کو ہزار روپیہ بغیر وعدہ کے دیدیا

ایک مرتبہ ایک معزز خاتون (یعنی اہلیہ **خواجہ کرامت علی** صاحب مرحوم) جو حضرت کے قرض دینے کا اصول جانتی تھیں، آپ سے ایک ہزار روپیہ قرض لینے آئیں، مگر ساتھ ہی یہ بھی عرض کردیا کہ "ادائیگی کی مدّت کا کوئی وعدہ نہیں کرتی، جب بندوبست ہوجائے گا، فوراً ادا کردونگی"۔ فرمایا "پورے اطمینان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مدت جو تم مقرر کرسکتی ہو، اس کا وعدہ کرلو"۔ اُنہوں نے کہا "وعدہ بالکل نہیں کیا جاسکتا" اس پر حضرت نے یہ رقم دیدی، جب یہ بی بی روپیہ لے کر گھر گئیں تو شوہر سے کہا کہ "اب تنخواہ میں تو گذارہ ہوگا، اور زمینداری کی تمام آمدنی جمع کی جائے گی تاکہ حضرت کا قرض جلدی ادا ہوسکے، چنانچہ جب رقم فراہم ہوگئی تو لے کر حضرت کے پاس آئیں، آپ نے فرمایا "تم نے رقم کا بہت جلد بندوبست کرلیا، تم اِس سے زائد مدّت کا وعدہ کرسکتی تھیں"۔

راقم سے پہلا واقعہ قاری **محی الاسلام** صاحب پانی پتی نے، اور

Marfat.com

دوسرا واقعہ خواجہ محمد صادق صاحب پانی پتی نے بیان کیا۔

۳۔ دصولی میں سختی نہ کرتے | بڑوالی مسجد جس میں حضرت نماز پڑھتے تھے اُس کے نیچے حاجی عبدالرحمٰن عُرف مانا بیوپاری کی دوکان ہے، حاجی مانا نے خود مجھے یہ واقعہ سُنایا کہ ایک بار دوکان کا کرایہ خلافِ معمول میں وقت پر نہیں دے سکا، مسجد کے متولی آپ ہی تھے اس لیے آپ نے مجھے بلا کر تاخیر کی وجہ پوچھی، میں نے عرض کیا کہ "پندرہ دن کے بعد کرایہ ادا کر سکتا ہوں"۔ آپ نے فرمایا "اگر تم پندرہ دن میں بندوبست کر سکتے ہو تو ادائیگی کی میعاد ایک ماہ مقرر کرو، اور ہمیشہ معاملہ کو اسی طرح کرنا چاہیے۔ لیکن زبان دیے پیچھے پھر اس کے خلاف نہ ہونے پائے، آدمی اپنی نیک نیتی سے پہلے ہی اپنی آسانی پر غور کرلے تو معاملات میں یہ بے لطفیاں کیوں پیدا ہوں؟ حاجی مانا مرحوم کہتے تھے کہ یہ نصیحت میرے دل میں ایسی بیٹھی کہ ساری عمر نہیں نکلی۔

۴۔ ادائیگی قیمت کا خاص خیال رکھتے | بروایت قاری محی الاسلام صاحب ایک دفعہ نمازِ جمعہ پڑھ کر حضرت مسجد سالار گنج سے گھر آرہے تھے کہ راستے میں میاں مُنّا سبزی فروش کی دکان پر کچھ خربوزے پسند کرکے قیمت طے فرمائی، اور فرمایا "مکان پہنچکر قیمت بھجواتا ہوں" چنانچہ

Marfat.com

گھر آکر اپنے صاحبزادے مولانا عبدالسّلام صاحب کو دام دیے کہ مُنّا کو ابھی دے آؤ، مولانا کی صغر سنی تھی، اسی لیے اُسی وقت پیسے پہنچانے انہیں یاد نہیں رہے، تین چار روز کے بعد ویسے ہی اتفاقاً میاں مُنّا سے عصر کی نماز کے وقت پوچھا کہ "تمہارے دام تو پہنچ گئے ہوں گے" وہ بولے "حضرت کیا جلدی ہے آجائیں گے" یہ سنتے ہی آپ فرطِ غضب سے کانپ اُٹھے، اور فوراً مولانا عبدالسّلام صاحب کو بُلا کر فرمایا "تم نے میرے معمول کے خلاف کیوں کیا؟ اِس سے مجھے سخت تکلیف پہنچی، ابھی اِن کے دام لا کر ادا کرو۔"

۵۔ حساب جو جو بخشش سو سو کی مثل پر عامل تھے

معاملات میں بیجا رو رعایت سے بھی بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، لیکن صاحب سوانح حساب کے اتنے صاف اور کھرے تھے کہ کبھی ایک آدھی کا فرق نہیں آنے دیتے تھے، پیرجی لطیف احمد صاحب عثمانی پانی پتی جو قریبی رشتہ دار ہیں اُنہوں نے حضرت کی اِس عادت کے متعلق مجھے مندرجہ ذیل دلچسپ واقعہ سُنایا:۔

"ایک مرتبہ حضرت کی ہدایت کے مطابق میں زمینداری کی رقم لینے کے لیے موضع کُشانی پہنچا، حضرت نے مجھے حساب کا پرچہ دے دیا جس میں ایک دھیلہ اوپر آتا تھا، کاشتکار کے مہاجن نے نہ تو وہ دھیلہ

Marfat.com

مجھے دیا، اور نہ میں نے معمولی بات سمجھ کر اُس سے مانگا، گھر آکر وہ تمام رقم حساب کے پرچے سمیت خدمت میں پیش کر دی، آپ نے دونوں چیزیں دیکھ کر فرمایا "دھیلا کیوں نہیں لائے؟" میں نے عرض کیا "نہ اُس نے دیا نہ میں نے مانگا۔" حضرت نے فرمایا "اب دوبارہ جاؤ اور دھیلا لے کر آؤ۔" میں آپ کے ارشاد کی تعمیل میں گیا تو سہی مگر مجھے یہ تین کوس کی مسافت نہایت دشوار نظر آئی اور بہت غصہ آتا رہا کہ صرف ایک دھیلے کی بدولت یہ مصیبت اُٹھانی پڑی، خیر کشانی پہنچکر اور مہاجن سے دھیلا لاکر خدمت میں پیش کیا، حضرت بہت خوش ہوئے اور مجھے پاس بُلاکر دونی انعام میں دی، بعد ازاں وہ دھیلا بھی مجھے دے دیا، اور فرمایا "حساب کی ایک چیز جب کاشتکار کے پاس نہیں رہتی، اور نہ ہمارے پاس پہنچتی ہے تو ہم تیسرے شخص کے پاس کیوں چھوڑ دیں؟"

ایک صفائی معاملہ کے متعلق مولانا حالی کا بیان مولانا حالی نے حضرت کی صفائی معاملہ کا نقشہ نہایت عمدہ الفاظ میں کھینچا ہے، فرماتے ہیں:۔

"السیٹ اور لیت ولعل مزاج میں بالکل نہ تھی، نہ اپنا حق کسی کے پاس چھوڑتے، اور نہ دوسروں کے حق میں دست اندازی کرنا چاہتے تھے آج کا حساب کل پر اور کل کا حساب پرسوں پر کبھی نہ رکھتے تھے، آپ کی

Marfat.com

جز رسی اور کفایت شعاری بالکل مثنوی کے اس شعر کی مصداق تھی ؂

"اے بسا امساک کز انفاق بہ — مال حق را جز براہِ حق مدہ"

سادگی، بے تکلفی اور خلوص

تکلف اور تصنع کو آپ ناپسند فرماتے تھے، جس بات میں اپنی سہولت اور دوسرے کی راحت نظر آتی، اُسے اختیار فرماتے، اور پھر وہ بات چاہے کسی رسم و عادت کے خلاف ہو، اُس کی قطعاً پروا نہیں کرتے تھے۔

۱۔ بجائے دعوت کے ایک روپیہ نذر کیا

خواجہ محمد صادق صاحب پانی پتی نے یہ عجیب واقعہ مجھے سُنایا کہ دہلی کے علمی گھرانے کے ایک معزز شخص ہمارے ہاں آ کر ٹھیرے، حضرت بھی اُن سے ملنے کے لیے تشریف لائے، قدیم تعلقات کی بنا پر آپ انہیں کھانا ضرور کھلاتے، لیکن ضیافت کا ایک روپیہ آپ نے مہمان کی نذر کیا، اور انھوں نے بڑی خوشی سے قبول فرما لیا، اِس کے بعد حضرت نے فرمایا "میزبان اور مہمان دونوں کی سہولت اور راحت کا طریقہ اِس سے بہتر نہیں ہو سکتا، کھانا پکوا کر یہاں فرودگاہ پر بھیجوں یا گھر بُلا کر کھلاؤں، اِن دونوں صورتوں کی نسبت یہ شکل سادہ اور بے تکلف بھی ہے، اور دونوں کے لیے آرام دہ بھی۔

۲۔ ملاقات میں اتباعِ سنت کا خیال

کسی سے ملنے جاتے تو ساتھ کسی کو نہ رکھتے تھے، کسی کے مکان پر پہنچ کر شریعت کے مطابق تین مرتبہ آواز

دیتے، اگر تیسری بار بھی کوئی نہ سنتا تو فوراً واپس چلے آتے اور یہ فرماتے کہ "نہ معلوم گھر والے بیچارے اس وقت کس ضروری کام میں مصروف ہوں گے؟"

۳- خیرات پوشیدہ فرماتے | مولانا محی الاسلام صاحب پانی پتی نے بیان کیا کہ حضرت کی فطری عادت تھی کہ صدقات، خیرات، اور زکوٰۃ بالکل پوشیدہ ادا ہوں، تاکہ جو شرفاء اعلان پسند نہیں کرتے، اور حقیقی طور پر مستحق ہیں اُن کی عزتِ نفس کو ٹھیس نہ لگے، نیز اِن چیزوں کا اعلان آپ خلوص کے خلاف بھی سمجھتے تھے، اسی وجہ سے حضرت کی اِن نیکیوں کا کسی شخص کو کانوں کان بھی پتہ نہ ہوتا تھا۔

۴- گھر والوں کو سادہ زندگی کی تاکید فرماتے | حضرت کی سخت تاکید تھی کہ گھر کے سب چھوٹے بڑے محنت و ریاضت کے عادی ہوں، سادگی اور کفایت شعاری کا ہر شخص مجسمہ نظر آئے، جو چیز باہر سے گھر میں آئے بغیر تولے اُس کا ہرگز استعمال نہ کیا جائے، نیز بہو بیٹیاں چرخہ کاتا کریں۔

روزانہ کاموں کا جائزہ خود بھی حضرت لیتے تھے، کسی کام میں کوئی غلطی کرتا ہوتا تو خود شامل ہو کر درست کر دیتے تھے، ایک مرتبہ بالاخانہ سے مسجد جانے کے لیے نیچے اُتر رہے تھے، مولانا عبدالسلام صاحب کی اہلیہ اولیٰ کو پلنگ بُنتے دیکھا تو فرمایا "یہ پلنگ ابھی بیمار ہے، اسکو

Marfat.com

بچھادو"۔ پھر اس کی کان نکلوا کر مسجد تشریف لے گئے۔

فصلِ خریف میں کھیتوں سے زیادہ بھٹے آجاتے، تو اِسی خیال سے کہ بچیوں کو محنت کی عادت رہے، حکم ہوتا کہ یہ بھٹے سُکھا لیے جائیں اور پھر سب گھر والے رَل مِل کر اِن کے دانے نکالیں"۔ ایسے کاموں میں آپ کبھی کبھی خود بھی شامل ہو جاتے تھے۔

حضرت کا گھر اگرچہ شہر میں آسودہ شمار ہوتا تھا، اور ضرورت کے وقت کوئی ملازم بھی رکھ لیا جاتا تھا، مگر عورتوں اور بچوں کی تربیت اور صحت و تندرستی کے خیال سے یہ ہدایتیں دیتے تھے، تاکہ سادگی اور محنت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا ہر شخص عادی ہو جائے۔

پاکیزگی اور طہارت ارشادِ خداوندی اِنَّ اللّٰہ یحب التوابین ویحب المتطھرین کی تعمیل میں صاحب سوانح پاکیزگی و طہارت اور صاف ستھرا رہنے کو نہایت پسند فرماتے تھے، جو خاص طور پر اولیائے کاملین کی صفت ہے

آپکے اخلاق پر ایک بیجا اعتراض اور اُسکا جواب مجلس میں اگر کوئی شخص بے تکی بات کرتا، یا بے محل بولتا، یا سلف صالحین پر طعنہ زن ہوتا، یا اُس کے اعمال و افعال صریح طور پر خلافِ شریعت نظر آتے تو بالعموم حضرت کا مزاج برہم ہو جاتا تھا۔ اِسی لیے ایسے اشخاص جو آپ کی اِس عادت سے

Marfat.com

ناواقف تھے، وہ آپ کو تیز مزاج خیال کرتے تھے، مگر یہ بات بلاتعمق نظر شہرت پاگئی ہے، درحقیقت ایسا نہیں۔ واقعاتِ ذیل میرے اِس بیان کی تصدیق کریں گے :-

۱۔ خلافِ شریعت عمل برداشت نہ ہوسکتا

حافظ حبیب اللہ خاں صاحب پانی پتی نے اپنا چشم دید واقعہ مجھے سُنایا کہ موضع چھبولی (ضلع مظفر نگر) کا ایک شخص کسی مسئلے پر دستخط کرانے آیا، اِس مسئلے کا جواب حضرت مولانا **رشید احمد صاحب گنگوہی** نے لکھ دیا تھا، مگر گاؤں والوں نے یہ اڑ باندھی کہ جب تک صاحبِ سوانح دستخط نہیں فرمائیں گے، ہم نہیں مان سکتے، گرمی سخت پڑ رہی تھی، ظہر کی نماز کے بعد بڑوالی مسجد کی سہ دری میں آپ ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے چاروں طرف مستفیدین کا مجمع تھا، اُس شخص نے مسئلہ پیش کیا، اور ساتھ ہی یہ کہا کہ "عمل کا انحصار آپ کی تصدیق پر ہے"۔ اِس پر آپ نے فرمایا "مسئلے کا جواب تو ٹھیک ہے، مگر جن لوگوں نے اُنکی نہیں مانی وہ میری کیا مانیں گے؛ اچھا اِس وقت تو گرمی کی وجہ سے کچھ کام نہیں ہوسکتا، کسی ٹھنڈے وقت آکر اِس مسئلے کا جواب لے جانا"۔ یہ فرمانے کے باوجود وہ شخص اصرار کرنے لگا کہ "حضرت اگر اسی وقت تصدیق فرمادیں تو میں جلدی پہنچ جاؤں گا"۔ آپ نے اُس کی یہ بے تکی

Marfat.com

بات سن کر نظر جو اُٹھائی تو اُس شخص کو چوڑی دار پاجامہ پہنے دیکھا، جسمیں اُس کے دونوں ٹخنے چھپ رہے تھے، فرمایا "اس شخص کو میرے پاس سے نکال دو، کیونکہ اس نے جہنم کی آگ قدموں میں لینی شروع کردی ہے۔" چنانچہ لوگوں نے اسے فوراً مسجد سے باہر کردیا۔

اب ہمیں بتلایا جائے کہ ایسی حالت میں جو کچھ آپ نے کیا، وہ مناسب تھا یا نہیں؟ اگر یہی تیز مزاجی تھی تو ہم کہیں گے کہ "ایں گناہے ست کہ در شہر شما نیز کنند۔"

۲۔ سکون کے خواہاں تھے | قاری حاجی **محمد عبد القیوم** صاحب نے بیان کیا کہ "میری خالہ حضرت کی خدمت میں بیعت ہونے آئیں اور والدہ بھی ساتھ ہی آئی تھیں، میں کم سنی کے تقاضے سے نچلا نہیں بیٹھتا تھا مونڈھے کی چڑچڑاہٹ کی آواز آپ نے سنی، کیونکہ بینائی جاتی رہی تھی پوچھا "یہ کون ہے؟" والدہ نے عرض کیا کہ "حضرت یہ عبد القیوم شرارت سے باز نہیں آتا۔" یہ سنتے ہی میں بھاگ کر زینے کے کواڑ میں آچھپا، آپ نے فرمایا "اس کو میرے پاس لاؤ، تاکہ یہ بھی بیعت ہوجائے۔" والدہ ڈھونڈ کر چلی گئیں، اور عرض کیا کہ "وہ تو کہیں بھاگ گیا۔" فرمایا "خیر جانے دو"

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ بے محل بولنا چالنا آپکو بہت ناپسند تھا۔

Marfat.com

۳۔ دوسروں کے احساسات کا خیال رکھتے قاری مولوی محی الاسلام صاحب سُناتے تھے کہ "ایک بار کسی نے لوٹے کی ٹونٹی سے منہ لگا کر پانی پی لیا، تو آپ نے فرمایا 'پیالے میں لے کر پیتے تو مناسب تھا، تاکہ اور لوگوں کو بھی اس سے پانی لینے میں تامل نہ ہوتا'۔ پاس ہی کوئی شخص بیٹھا تھا، وہ اپنی کم فہمی سے بول پڑا کہ 'حضرت تو بارہا وعظ میں بتایا کرتے ہیں کہ مسلمان کا جھوٹا پاک ہے'۔ پہلے تو حضرت نے اس کا کچھ جواب نہ دیا، مگر اس کے دوبارہ پوچھنے پر فرمایا "میں تمہیں کب روکتا ہوں کہ تم کسی کا جھوٹا پانی نہ پیو، اپنی اپنی طبیعت ہے احتیاط اور صفائی کا تقاضہ تو یہی تھا جو میں نے بتایا۔"

۴۔ تمباکو ناپسند فرماتے عشیرے کی چند بیبیاں، صاحبزادیوں کے ساتھ سبعہ قرأت کا سبق لیا کرتی تھیں، آپ کی بینائی جاتی رہی تھی جس بی بی کی باری ہوتی، وہ منہ کو اچھی طرح دھو کر اور نہایت صاف کر کے آتی تھیں، تاکہ تمباکو کی بھبک سے حضرت کو تکلیف نہ ہو، اتفاق سے ایک روز جس خاتون کا نمبر تھا۔ وہ نہیں آئیں، آپ نے اپنی صاحبزادی کو قرأت کا حکم دیا، یہ منہ میں پان تمباکو دبائے ہوئے تھیں، اس لیے کسی حرف کا صحیح مخرج بجھانے کے باوجود نہ نکال سکیں آپ نے اُنہیں پاس بُلایا تو منہ میں سے تمباکو کی بھبک آئی، اس پر

Marfat.com

آپ جھلا اُٹھے، اور فرمایا "جب منہ میں شیطان کا فضلہ بھرا ہوا ہو تو پھر درست تلفظ کی توفیق ہو چکی، جاؤ چلی جاؤ، میرے پاس سے"، اس پر سب بیبیوں نے پان تمباکو کھانا چھوڑ دیا، اور جب دوبارہ درخواست کی تو پھر سبق شروع کرایا، ان میں سے ایک بی بی سخت بیمار ہو گئیں، طبیب نے تمباکو کے استعمال کا مشورہ دیا، مگر حضرت کا یہ فرمان اُن کے دل میں ایسا بیٹھ گیا کہ جب تک زندہ رہیں، کبھی تمباکو نہیں کھایا۔

۵۔ طبیعت میں نظافت بیحد تھی | مولوی حبیب اللہ صاحب پانی پتی کے صاحبزادے فوت ہو گئے، مولوی صاحب حضرت سے خاص تعلق رکھتے تھے، حکیم امین اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ تعزیت کے لیے تشریف لائے، بھائی اس وقت پاخانے میں تھے، میں آواز پہچانکر فوراً چارپائی باہر لایا، جس پر آپ بیٹھ گئے، دوسری چارپائی آپ کے سامنے ذرا ٹیڑھی بچھی ہوئی تھی، بھائی مولوی حبیب اللہ صاحب بھی اندر سے فوراً آ گئے، السلام علیکم اور مزاج پرسی کے بعد بھائی صاحب نے حضرت کو پورا ملتفت نہ پایا تو سبب پوچھا، آپ نے فرمایا "چارپائی اس طرح بچھائی گئی ہے کہ میری طبیعت متوجہ نہیں ہوتی پہلے اسے سیدھی کر دو، پھر کچھ بات چیت کروں گا۔"

Marfat.com

مواساۃ اور صلہ رحمی

عموماً لوگوں کا برتاؤ غیروں سے بُرا نہیں ہوتا، کیونکہ اُن کے ساتھ معاملات ہی زیادہ پیش نہیں آتے، البتہ اپنوں سے نبھانا مشکل امر ہے۔ صاحب سوانح کا یہ معمول تھا کہ منگل کے روز عزیزوں کی ملاقات کو ضرور تشریف لے جاتے تھے۔ اپنے محلے سے محلہ مخدوم زادگان جانے میں اگرچہ مسافت زیادہ پڑتی تھی، تاہم پہلے اپنے نانا پیر محمد ماہ سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے میں چند چند منٹ سب سے ملتے، پھر بڑے بھائی حضرت قاری عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بہن یعنی والدہ حکیم محمد ایوب صاحب عثمانی کے ہاں ملنے جاتے، اور ہر فرد بشر کی خیریت دریافت کرتے تھے۔ قاری صاحب کی پوتیوں کو مہمان بُلا کر رکھتے، عمدہ ضیافت ہوتی، اور جب رخصت ہونے لگتیں تو ایک ایک چادر بطور تحفہ دیتے تھے۔ پیر جی جان محمد صاحب کیرانوی حضرت کے خلیرے بھائی تھے اُن کے کوئی لڑکا نہ تھا، پانچ لڑکیاں تھیں، اُن کو کیرانے سے مہمان بلاتے۔ یہ لڑکیاں مہینوں ٹھیرتیں، اور جب اُن کا واپسی کا ارادہ ہوتا تو ہر ایک کو ایک ایک جوڑا عطا فرماتے تھے۔

علیٰ ہذا القیاس سب اعزہ اور احباب کے تعلقات کو ایسے طور پر نبھاتے تھے کہ اس زمانہ میں اسکی کوئی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔

Marfat.com

لوگوں سے تعلقات محض خدا کیلئے رکھتے تھے یہ بھی عادت تھی کہ جس سے ایک بار تعلق ہو گیا، پھر اُس کو ہمیشہ نبھاتے۔ البتہ اگر اہلِ حق کے مسلک پر کوئی چلنا چھوڑ دیتا، خواہ وہ کتنا ہی محبوب ہوتا، پھر اُس سے کوئی واسطہ نہ رکھتے تھے۔ اسی لیے اپنے معتمد لوگوں پر زیادہ گرفت ہوتی تھی، ہاں غیر متعلق لوگوں میں سے کوئی کسی عقیدے اور خیال کا کیوں نہ ہو، اُس سے نہایت گرمجوشی کا برتاؤ کرتے تھے۔

آپ کے دو خاص معتمد جن خوش نصیب بزرگوں کو حضرت کا خاص اعتماد اور تقرب حاصل تھا، اُن میں سے صرف دو اصحاب کا مختصر حال یہاں لکھا جاتا ہے:-

۱۔ مولوی راغب اللہ ان میں سے پہلے بزرگ **حضرت مولانا راغب اللہ** صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ انہوں نے سالہا سال خدمتِ اقدس میں استفادہ کیا ہے۔ حضرت کے تقدس کا ان پر پورا پورا اثر تھا، یگانہ روزگار فاضل اور محقق عالم ہونے کے باوجود اپنے شیخ کا اتنا پاسِ ادب تھا کہ کسی مسئلے کے جواب میں سابقت بے ادبی سمجھتے تھے۔ البتہ حضرت کی وفات سے دو سال قبل فتاویٰ نویسی کا کام سنبھالنے لگے تھے۔ جس پر اہلِ نظر تاڑ گئے کہ اب شیخ کا زمانۂ وفات قریب آ گیا ہے۔ حضرت کو مولانا سے بیحد محبت اور خصوصی تعلق تھا۔

Marfat.com

ایک بار کسی شخص نے حضرت سے مولانا کی شکایت کی کہ ان کے پاس فلاں شخص جس کا میلان عدم تقلید کی طرف ہے، بہت آتا جاتا ہے، یہ سُن کر آپ مولانا سے ناراض ہو گئے، مولانا کو یہ پتہ چلا تو آپ نے برسرِ عام اُس شخص سے فرمایا کہ "بھئی تمہارے یہاں آنے سے ہمارے حضرت ناراض ہوتے ہیں، اور مجھے اُن کی ناراضگی کسی صورت سے بھی گوارا نہیں لہٰذا تم میرے پاس مت آیا کرو۔" مولانا کا یہ کلام بھی کسی نے حضرت کو جا سُنایا، آپ یہ سُن کر خوش ہو گئے۔

حضرت کے انتقال پر سارے شہر کی نظرِ انتخاب مولانا ہی پر پڑتی تھی مگر شیخ کی عقیدت و محبت آپ کے دِل میں اِس قدر موجزن تھی کہ آپ نے اُن کے صاحبزادہ کو آمادہ کیا کہ بعد نمازِ جمعہ وعظ کہا کریں، جب وعظ میں لوگوں کی پوری توجہ نہ دیکھی تو دورانِ وعظ میں بڑے اہتمام کے ساتھ صاحبزادے کے سامنے خود بیٹھنا شروع کیا۔ اب لوگ سمجھے کہ جب اتنے بڑے پایہ کا عالِم صاحبزادہ کا وعظ ذوق و شوق سے سُنتا ہے تو ہم بیچارے کس شمار میں ہیں۔

ترویجِ امورِ شرعیہ کے اہتمام میں مولانا کی نظر مثل اپنے شیخ کے نہایت گہری تھی، ایک دفعہ درگاہ حضرت قلندر صاحب کے حوض میں مولانا غوث علی شاہ صاحب نے وضو کرکے کسی خادم سے اعضاء خشک کرنیکو

Marfat.com

رومال مانگا، اُس روز اتفاق سے محرم کی دسویں تاریخ تھی، مولانا بھی اتفاقاً مسجد قلندر صاحب میں موجود تھے، خیر شاہ صاحب کے مانگنے پر ایک خادم سبز کاہی رومال دینے آگے بڑھا، مولانا نے فرمایا "جناب یہ کپڑا استعمال نہ کریں" شاہ صاحب علماء کا بہت احترام کرتے تھے وہ رُک گئے، پھر مولانا نے یہ مصلحت بیان کی کہ شاہ صاحب تو انتقال کر جائیں گے، اور ناواقف لوگ بعد میں یہ سند پکڑ لیں گے کہ ہمارے شیخ نے محرم کے عاشورے کو سبز رومال استعمال کیا تھا۔

۲۔ مولوی حبیب اللہ دُوسرے بزرگ مولوی حبیب اللہ صاحب مرحوم تھے، حضرت کے تمام دنیوی معاملات کی انجام دہی انہی کے سپرد تھی، غایت شفقت سے حضرت ان کو "حبیبی" کے لقب سے پکارتے تھے، بڑے زیرک، معاملہ فہم اور مدبر تھے، اور شہر کے نہایت ذی عزت لوگوں میں سے تھے، حضرت کے ہم نشینوں میں مولانا کو خاص تقرب نصیب تھا، صاحب سوانح کا رعب اس قدر تھا کہ آپ کی خدمت میں بڑے بڑے علماء کو بھی یکایک بولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی مگر مولوی صاحب موصوف ایسے موقعوں پر حضرت سے سلسلۂ کلام شروع کراتے تھے، حضرت کی خدمت میں روزانہ حاضری دیتے، جائداد زرعی و سکنی کی خرید و فروخت، اور معاملات دنیوی کا مشورہ حضرت

Marfat.com

انہی سے لیتے تھے، حضرت کا روپیہ بھی اکثر انہی کے پاس رہتا تھا حضرت نے اپنے ایک پوتے کو جن کے باپ مر چکے تھے برسبیل معاش کچھ جائداد دینی چاہی تو اُس کی تکمیل مولوی صاحب ہی کے مشورہ سے ہوئی تھی، صاحبزادے نے مولوی صاحب سے بطور شکایت کہا کہ "آپ میرے ذاتی تعلقات کی بھی رعایت نہیں کرتے" مولوی صاحب نے جواب دیا کہ "آپ کی توقیر ہم حضرت کی وجہ سے کرتے ہیں، لیکن جب وہ آپ کی مرضی کے خلاف ہمیں کوئی حکم دیں گے تو اُسکی تعمیل ہمارا فرض ہوگا، اور ایسے وقت میں آپ کے ذاتی تعلق کی پروانہیں کی جائے گی"۔

تعلیم دینے میں فیاضی و فراخ حوصلگی | صاحبِ سوانح نے اپنی تمام زندگی میں نہ تو کبھی ادنیٰ یا اعلیٰ شخص کو تعلیم دینے میں بخل سے کام لیا، اور نہ کبھی اِس معاملہ میں تعصب برتا، جس طرح آپ بڑے بڑے علماء کو منتہی کتابیں پڑھاتے تھے، بالکل اُسی طرح اوقاتِ مختلفہ میں اُن کو ابتدائی درسی کتب بھی معمولی آدمیوں کو پڑھاتے دیکھا گیا ہے، اِس ضمن میں ہم حضرت کے دو واقعات قلمبند کرتے ہیں:۔

۱۔ ابتدائی کتابیں پڑھانے میں دریغ نہ تھا | جو علماء درسیات کی بڑی اور طویل کتابیں پڑھاتے ہیں، اُنہیں چھوٹی اور ابتدائی کتابوں کے مضامین سے

Marfat.com

کچھ زیادہ دلچسپی نہیں رہتی، اور بعض علماء اپنی کسرِ شان سمجھ کر بھی ابتدائی کتابیں نہیں پڑھاتے۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ ابتدائی کتابوں کے مضامین ماہرینِ علوم کیسے پڑھائیں جبکہ مطولات کے دقائق ہی اُن کو مہلت نہ دیتے ہوں، صاحبِ سوانح کا درس تمام ہندوستان میں مشہور تھا، دور دراز مقامات سے منتہی طلبا تحصیلِ علوم کے لیے آتے رہتے تھے، بایں ہمہ اگر کبھی کوئی شخص کسی ابتدائی کتاب کا مطلب سمجھنے کے لیے آجاتا تھا تو بڑی فیاضی اور سکون کے ساتھ اُس کی تسلی کر دیتے تھے،

ہاپڑ کے ایک صاحب مولوی سید ابن حسن صاحب نے بیان کیا کہ "ایک مرتبہ حضرت کے پاس "شرح مائۃ عامل" کی عبارت کا مطلب سمجھنے کے لیے ایک طالب علم آیا، حضرت نے کئی کئی طرح مضمون اُس کے ذہن نشین کیا، مجھے تعجب تھا کہ علمائے کرام مطولات اور معرکۃ الآرا مضامین کی مشغولیت کے بعد چھوٹی چھوٹی ابتدائی درسی کتابوں کو کیا یاد رکھتے ہوں گے؟ لیکن میرے خیال کی تغلیط یہ نظارہ دیکھ کر ہوگئی کہ اُس طالبِ علم کو حضرت نے ایسی خوش اسلوبی اور عمدگی کے ساتھ پڑھایا جیسے پورے مطالعہ اور کامل تیاری کے بعد کوئی اُستاد مضمون سمجھا رہا ہو"۔

۲۔ تعلیم دینے میں بخل نہ برتتے | تعلیم دینے میں صاحبِ سوانح کی فیاضی کا

Marfat.com

ایک واقعہ راقم نے اپنے عمِ محترم سے بھی سُنا تھا، وہ یہ کہ ایک مرتبہ ایک شیعہ جیّد عالم نے حضرت سے کوئی کتاب شروع کر رکھی تھی، زیرِ تعلیم مضمون سے انہیں اِس قدر دلچسپی بڑھی کہ اُنھوں نے زیادہ وقت لینا چاہا، حضرت کے پاس گنجائش نہ تھی، اُنہیں خواہ مخواہ یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید اختلافِ مذہب کی بنا پر آپ توجہ نہیں فرماتے، یہ خیال کرتے ہوئے اُنھوں نے حضور میں عرض کیا "اگر میں شیعیت ترک کر دوں، اور سُنّی ہو جاؤں تو پھر تو آپ پوری توجہ کے ساتھ وقت دیں گے؟" آپ نے فوراً فرمایا "تم مذہب تبدیل کرو یا نہ کرو، میری توجہ علم کے لیے ویسی ہی رہے گی، اُس میں بال برابر فرق نہیں آسکتا۔"

حضرت تو محض اختلافِ مسلک کی بنا پر برادری کے لوگوں اور رشتہ داروں سے بھی صلۂ رحمی اور حسنِ سلوک کا برتاؤ قطع نہیں فرماتے تھے، بھلا علم کے لیے ایسا کیوں کرتے؟ یہ محض اُن کی خام خیالی تھی۔

غیبت سے سخت نفرت تھی غیبت وہ ناپاک، موذی، خطرناک اور متعدی مرض ہے جس سے آجکل کوئی شخص بھی محفوظ نہیں، نہ علما کی محفلیں اس سے خالی ہیں، نہ واعظین کی مجالس اِس سے بَری ہیں، عوام اسمیں مبتلا ہیں، خواص اسمیں گھرے ہوئے ہیں، غرض اُمتِ مرحوم کا کوئی چھوٹا بڑا، بچہ بوڑھا، عورت مرد ایسا نہیں جو حسبِ موقع وحسبِ مقدرت

Marfat.com

اِس گناہ بے لذت سے لطف اندوز نہیں ہوتا، کیا خوب کہا مولانا حالی نے

رونق ہے ہر اک بزم کی اب غیبت میں   بدگوئی خلق ہے ہر اک صحبت میں
اوروں کی بُرائی ہی پہ ہے فخر وہاں   خوبی کوئی باقی نہیں جس اُمت میں

اور تو اور، ہمارے مقتداؤں کی مقدس مجلسوں میں بھی اِس ناپاک مرض نے پورے طور پر اپنا تسلط جما رکھا ہے، یعنی نہ ان بزرگوں کو بالعموم آزادی کے ساتھ اپنے مخالفین کی عیب جوئی سے کوئی باک ہوتا ہے، اور نہ وہ اپنے پاس آنے جانے والے لوگوں کو اس خبیث عادت سے روکتے ہیں، بلکہ بہت ہیں جو اپنے مریدین کی زبانی اپنے مخالفین کی بُرائیاں سُن کر مسکراتے اور اظہارِ مسرت کرتے ہیں، اور جتنا کوئی مرید دوسروں کو سبّ و شتم کرنے میں دلیر ہوتا ہے، اُتنا ہی پیر صاحب اُسے مخلص و مومن اور دیندار سمجھتے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے موجودہ مشائخ کی محفلیں عام طور پر غیبت کا مرکز بنی ہوئی ہیں، مگر صاحب سوانح کا طرز ان سب سے جُدا تھا، اول تو آپ کی مجلس میں کسی کو غیبت کرنے کی ہمت ہی نہ ہوتی تھی، لیکن اگر کوئی شخص ذکر چھیڑ دیتا تو فرماتے "میں نہیں سُنتا، کسی کا نام میرے سامنے مت لو" اس امر کا اہتمام خلوت و جلوت دونوں موقعوں پر آپ فرماتے تھے۔

کم سن بچے کو غیبت سے روک دیا ایک مرتبہ آپ سے ایک کم سن بچے نے

Marfat.com

کسی خلافِ شرع محفل کا تذکرہ کیا، اور اپنے چچا کی شمولیت و حالت کا ذکر کرنے لگا، اِس پر آپ نے فرمایا "کسی کا نام لینے کی ضرورت نہیں" بچے نے عرض کیا "آپ تو اِس محفل کو ناپسند فرماتے ہیں" فرمایا، "ہاں خلافِ شرع کاموں سے میں نفرت کرتا ہوں، مگر کسی کی غیبت کیوں سنوں؟ اور تمہارے تو وہ چچا ہیں، تمہیں اُن کے رُتبے کا پاس کرنا چاہیے"

| بہ نسبت تجوید کے حفظِ قرآن پر زیادہ زور دیتے |

جب بچے قرآن مجید حفظ کر لیتے تو عادتِ شریف یہ تھی کہ اِس امر کا خاص بندوبست رکھتے کہ اب یہ قرآنِ مجید اُن کو یاد رہے، اور وہ اِس کے بار بار پڑھنے کا التزام رکھیں، بلکہ آپ ایسی حالت میں تجوید پر بھی زور نہ دیتے تھے، بعض لوگوں کا یہ ملو آپ کو پسند نہیں تھا کہ شروع ہی سے بچے کے دماغ پر رعایتِ تجوید کا بار ڈال دیا جائے، تاکہ وہ اُکتا کر یہ نعمتِ عظمیٰ چھوڑ بیٹھے۔

حافظ شریف الدین صاحب نے اِس ضمن میں ایک واقعہ مجھے سنایا کہ "جب میں حافظ ہوا تو بہت ہی جلدی پڑھا کرتا تھا، میری والدہ نے آپ سے عرض کیا کہ "یہ بہت بُرا پڑھتا ہے، آپ اِس کی تجوید ٹھیک کرا دیں" فرمایا "تم بہت نادان ہو، کوئی سنے تو کیا کہے کہ عبدالرحمٰن کی لڑکی نے ایسی لغو بات منہ سے نکالی، بیوقوف لڑکی! قرآن مجید بھی کوئی بُرا پڑھتا ہے؟ خبردار! پھر ایسی بات نہ کہنا، قرآن مجید سب اچھا پڑھتے ہیں، اور

Marfat.com

میں تو روزانہ پتہ لگالیتا ہوں، شریف الدین تو تراویح میں عمدہ سنا رہا ہے تمہارے سے زائد میں اس کا خیال رکھتا ہوں، میرے پاس اسے بھیجا کرو، میں خود اس کا سنا کروں گا" چنانچہ رمضان کے بعد آپ نے میرا سننا شروع کیا، میں جتنا سنبھل سنبھل کے پڑھتا، اُتنا ہی زیادہ بھولتا تھا، اس پر آپ نے فرمایا "تم بے تکلف ایسا سناؤ جیسے خود اکیلے بیٹھے منزل پڑھا کرتے ہو جب اچھی طرح یاد ہو جائیگا پھر تجوید کی طرف توجہ ہونا چاہیئے"۔

حضرت کے اس ارشاد کا یہ اثر ہوا کہ حافظ صاحب موصوف نہایت بہترین پڑھنے لگے، مگر پورا دور نہیں سنانے پائے تھے کہ حضرت کا انتقال ہوگیا۔

بحث ومباحثہ ناپسند تھا بحث و مباحثہ آپ کو ناپسند تھا، مسائل متنازعہ میں اپنے شیخ کے مسلک سے سرِمو تجاوز نہ کرتے تھے، اور صاف کہدیتے تھے کہ "میں نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے، اور یہی میرا معمول ہے"۔ عام مسلمانوں کو مذہبی بحث میں پڑنے سے روکتے، اور فرماتے کہ "غیر مسلک کے لوگوں سے بالکل علیحدہ رہو، اگر وہ لوگ زیادہ درپے ہوں تو کہدو کہ ہمارے مذہبی پیشواؤں سے گفتگو کرو، وہ تمہاری تسلی کردیں گے"۔ اسی طرح اگر کوئی معاندانہ روش اختیار کرتا تو اس کو آپ کچھ اہمیت نہ دیتے، مثلاً ایک مرتبہ عین نماز تراویح کے وقت شیعوں نے مجلسیں شروع کردیں،

Marfat.com

یہ جگہ مسجد سے بالکل قریب اور عین سامنے تھی، شور وغل بے حد ہوتا تھا جسکی وجہ سے طبیعت نہایت پریشان ہوتی تھی، تمام لوگوں کو یہ بات بہت زیادہ ناگوار ہوئی، لیکن کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ از خود کوئی تحریک کرے، آپ بالکل خاموش رہے، حالانکہ سارے شہر پر آپ کا زبردست اثر تھا، اگر چاہتے تو اُس کو استعمال کرتے، مگر آپ نے ایسا نہ کیا، لیکن آخر شیعوں کو خود اسکا احساس ہوا، اور اُنہوں نے بلا کسی کے کہے سُنے تراویح کے وقت مجلسیں بند کردیں،

اِس واقعہ سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو بات بات پر دوسروں سے لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں، اور نتیجہ سوائے باہمی بدمزگیوں کے کچھ بھی نہیں نکلتا۔

شاگردوں یا مُریدوں کو دوست یا رفیق کا خطاب دیتے

حضرت کی سادہ زندگی کو دیکھ کر ناواقف لوگ آپ کو معمولی شخص سمجھتے تھے۔ آپ کی رفتار، کردار اور گفتار سے مسکنت نمایاں تھی، مولوی محمد ابراہیم صاحب کرنالی جنہیں سفر وحضر میں مدتوں حضرت کی مصاحبت حاصل رہی، لکھتے ہیں کہ "کبھی زبانِ مبارک سے شاگردوں یا مریدوں کی نسبت شاگرد یا مُرید کا لفظ نہیں سُنا گیا، ہمیشہ یہ فرماتے کہ 'فلاں صاحب میرے دوست ہیں' یا 'اُن سے مجھے تعارف حاصل ہے' جب کسی خادم یا شاگرد کو سفر میں ساتھ لیتے تو اُسے "رفیق" کے لفظ سے یاد کرتے تھے، اگر کسی کے پاس کوئی پیغام بھیجتے تو فرماتے "اُن سے

Marfat.com

السلام علیکم کے بعد کہنا کہ عبدالرحمن نے یہ بات کہی ہے۔"

خالصاً لوجہ اللہ تعلیم کا نمونۂ زندگی

استادی و شاگردی کے تعلق میں صدہا ایسی نظیریں ملتی ہیں کہ استاد شاگردوں پر اپنا حق سمجھ کر بے تکلف اُن سے خدمت لے لینے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے، میں یہاں ایسے استادوں سے قطع نظر کرتا ہوں جو باوجود تنخواہ پانے کے بچوں یا شاگردوں کو اپنا غلام سمجھتے ہیں، اور جب تعلیمی تعلق باقی نہیں رہتا تو خود اُن شاگردوں کی روش سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ اُن کے دل استاد کی محبت وعظمت سے خالی تھے، میرا روئے سخن اُن اساتذہ کے متعلق ہے جو خالصاً لوجہ اللہ بلا معاوضہ تعلیم دیتے ہیں، جب ہندوستان میں مدارس و خانقاہیں خال خال تھیں تو علومِ ظاہری و باطنی کے طالبین مشاہیر علماء و مشائخ کا نام سُن کر استفادہ کے لیے اُن کی خدمت میں پہنچ جاتے تھے، اور اب بھی کچھ علماء و مشائخ اِسی دستور کے مطابق تعلیم دیتے ہیں، لیکن یہ بزرگ اپنے مستفیدین سے خدمت لینے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے، چونکہ عام رسم و رواج نے ہماری معاشرتی زندگی پر غلبہ پالیا ہے، اس لیے عرفاً یہ بات بری نہیں سمجھی جاتی، اور شاگرد و مرید بھی دبا دبیں غلاموں کی طرح ڈیوڑھی کے سارے کام انجام دیتے ہیں کہ مبادا شیوخ ناراض ہو جائیں اور ہماری تعلیم بے توجہی سے ہونے لگے، ہماری ناقص رائے میں یہ صورت رشوت ہی کی ایک شکل ہے، کیونکہ اگر شاگردی کا یہ تعلق نہ ہوتا

Marfat.com

تو کیا شیوخ اِس طرح گھر کا تمام کام کاج اُن سے کرا سکتے تھے ؟ اور شاگرد بلاعذر کر سکتے تھے ، چُوں غرض آمد ہُنر پوشیدہ شود ۔

لہٰذا یہ طرزِ عمل خالصاً لوجہ اللہ تعلیم کے خلاف ہے ،

صاحبِ سوانح کی نسبت یہ معلوم کر کے قارئین کرام کو حیرت ہوگی کہ وہ اپنے مستفیدین سے ادنیٰ کام لینا بھی گوارا نہ فرماتے تھے ، ہاں کوئی شخص اگر تعلقِ استفادہ کے بغیر ازراہِ عقیدت کسی خدمت کا خواہشمند ہوتا تو بشرطِ بے تکلفی اُس کی خدمت قبول کر لیتے تھے شیخ محمد ابراہیم حسنؒ صاحب جو محلہ انصار پانی پت کے ایک معزز بزرگ ہوئے ہیں ، اُنھوں نے اپنی منظوم تصنیف رسالہ "دُرۃُ مُرتَبتی" مطبوعہ جانِ جہاں پریس دہلی کے صفحہ ۷ و ۸ پر حضرت کا ایک واقعہ نظم کیا ہے ، جس کا ماحصل میں یہاں درج کرتا ہوں ، وَھُوَ ھٰذا :۔

"میں حضرت کے پاس بیٹھا تھا ، آپ نے ایک خط لکھا ، اور اِس انتظار میں تھے کہ کوئی خادمِ خاص نظر پڑے تو اس سے ڈاک میں ڈلوا دیا جائے ، کسی مستفید یا شاگرد نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا " لائیے یہ خط مَیں ڈال آؤں " اور بیحد اصرار کیا ، حضرت نے فرمایا " میں تم سے یہ کام لینا نہیں چاہتا ، کیونکہ تمہارا تعلق میرے ساتھ تعلیم کا ہے ، میرا حقِ اُستادی سمجھ کر تم یہ خط ڈاک میں ڈالو گے ، میرے نزدیک یہ بھی ایک گونہ رشوت

Marfat.com

ہے، اِس کے بعد لوجہ اللہ تعلیم کا خلوص باقی نہیں رہے گا، لہٰذا میں تم سے یہ معمولی کام لے کر اپنا ثواب بھی کیوں ضائع کروں؟"

اللہ اکبر! کس قدر تقویٰ تھا، اِس زمانہ میں تو اتنی باریک بات کی طرف خیال بھی نہیں جا سکتا، سچ تو یہ ہے کہ تقوے سے وہ نورِ عقل مسلمان کو نصیب ہوتا ہے جس کی روشنی میں وہ صراطِ مستقیم سے ذرا اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا۔

بعض اوقات خوش طبعی بھی فرماتے

اہل اللہ کے واقعاتِ زندگی جس نے مطالعہ کیے ہیں وہ جانتا ہے کہ یہ حضرات صرف زاہدِ خشک ہی نہیں ہوتے بلکہ شگفتگی طبع کے لیے کبھی کبھی مزاح و ظرافت بھی کر لیتے ہیں، مگر اس سے اُن کے رعب و داب اور کمال ہیبتِ الٰہی میں کوئی فرق نہیں آتا، اِس عنوان کی تکمیل کے لیے ہم ذیل میں آپ کے چند لطائف لکھتے ہیں:۔

۱۔ آہِ مرداں و اُدُی زناں کا لطیفہ

صاحبِ سوانح کی محفل میں اگر کسی بیکار اور نکمے شخص کا ذکر آ جاتا تو آپ یہ بلیغ مثال دیتے کہ بھئی اِن کی حالت پر "آہِ مرداں و اُدُی زناں کو چسپاں کر کے دیکھو، اِنہیں تم بالکل اِس کا مصداق پاؤ گے" کسی نے عرض کیا "یہ کیسے؟" فرمایا "غور کرو، کیا مرد فرطِ غم میں جب آہ کرتا ہے تو اُس سے تسلی نہیں محسوس کرتا؟ اور اسی طرح عورت کا اُدُی کرنا بھی تم بہت پُر لطف پاتے ہو، اب اِس سے تم خود نتیجہ نکال لو کہ

Marfat.com

نکما اور بیکار شخص کسی بھی مصرف کا نہ ہوا، گویا وہ نہ مرد ہے نہ عورت"۔

۲- ایک طالب علم کی خوراک کا دلچسپ لطیفہ حضرت مولانا تھانوی مدظلہم العالی کے کسی وعظ میں راقم نے یہ واقعہ پڑھا ہے کہ صاحب سوانح کی خدمت میں کوئی پردیسی طالب علم پڑھتا تھا، اس غریب کا کھانا کہیں مقرر نہ ہوا، اتفاقاً محلے میں کوئی موت ہو گئی تو چالیس دن کے لیے خوراک کا بندوبست ہو گیا کیونکہ عام دستور ہے کہ متوفی کے ورثا ایصال ثواب کے لیے کسی غریب کا کھانا متوفی کے چالیسویں تک مقرر کر دیتے ہیں، ابھی یہ چلّا پورا نہیں ہونے پایا تھا کہ دوسرا حادثہ پیش آ گیا، اب دوسرے چلّے کی طرف سے بے فکری تھی، یہ چلّہ ختم ہونے نہیں پایا تھا کہ تیسرے چلّے کا انتظام ہو گیا اس پر حضرت نے اہل محلہ سے مسکرا کر فرمایا "دیکھنا یہ طالب علم کہیں سارے محلے پر ہاتھ صاف نہ کر دے، اس کا کھانا فوراً مقرر کر دو، ورنہ پچھتاؤ گے"۔ چنانچہ فوراً مستقلاً اس کی خوراک مقرر کر دی گئی

۳- پانچ روپے دیکر جوتا واپس لیا حافظ سعد اکبر صاحب بانی مدرسہ عربیہ پانی پت کو حضرت سے بہت محبت تھی، روزانہ خدمت میں آجاتے تھے، آپ کو صاحب سوانح کے مزاج سے گہری واقفیت تھی، ایک دفعہ خواجہ عبدالمغنی صاحب کو جو حضرت کے پوتے تھے، پانچ روپے کی ضرورت ہوئی، انہوں نے حافظ صاحب موصوف سے سفارش کرانی چاہی، حافظ صاحب نے فرمایا

Marfat.com

"پہلے میری بتلائی ہوئی ترکیب پر عمل کرو پھر روپیہ دلوادونگا" اور ترکیب یہ بتلائی کہ حضرت کی جوتیاں چھپادو، انہوں نے ایسا ہی کیا، خیر جب مجلس برخاست ہوئی، اور حضرت مکان تشریف لے جانے کے لیے مسجد کی سہ دری سے اُٹھے تو جوتیوں کی تلاش ہوئی، حافظ صاحب موصوف بولے "یہ کام سوائے عبد المغنی کے کسی اَور کا نہیں ہو سکتا، آپ اُسے پانچ روپے دے دیں، وہ جوتا لادے گا" یہ سُن کر حضرت مسکرانے لگے، اور پانچ روپے دینے کا وعدہ فرمالیا۔

گھر والوں کی اصلاح خانگی زندگی میں انسان کو اصلاح کی مختلف تدابیر اختیار کرنی پڑتی ہیں، مگر یہ اُسی محتاط اور دانشمند انسان کا کام ہے جو امور خانہ داری کے نشیب و فراز کا پورا تجربہ رکھتا ہو، ورنہ معاشرت میں ناگوار پیچیدگیاں پیدا ہو کر زندگی کو تلخ بنا دیتی ہیں، بعض لوگ جب گھریلو زندگی کا ضبط نہیں رکھ سکتے تو اتنی سخت گیری پر آجاتے ہیں کہ انسانیت پناہ مانگتی ہے، اور بعض لوگ اہل خانہ کی بے اعتدالیوں کا سدّباب کرنا تو رہا درکنار، خود اُنکے راستے پر ہو لیتے ہیں، مگر برخلاف ان کے صاحب سوانح کا برتاؤ گھر والوں سے ہمیشہ معتدل رہا، آپ کسی خلافِ شرع بات کو گھر میں نہیں ہونے دیتے تھے، اور اگر کوئی بات خلافِ مزاج ہوتی تو آپ ناراض ہو جاتے تھے۔ آپ کی ناراضگی کا پتہ اس طرح ہوتا کہ کھانے کا انتظام باہر ہو جاتا تھا،

Marfat.com

ایک معزز خاتون (یعنی محترمہ عائشہ بیگم اہلیہ خواجہ کرامت علی مرحوم) جو آپ سے بیعت تھیں، اُنہیں کہلا بھیجتے، اور وہ معمول کے مطابق کھانا بھیج دیتیں، ایک دفعہ گھر والوں نے اُن سے شکوہ کیا، تو اُنہوں نے جواب دیا کہ "میری کیا مجال کہ میں اِس معاملہ کے متعلق کچھ عرض کروں، حکم کی تعمیل کرنا میں اپنی خوش نصیبی سمجھتی ہوں۔"

اِس کے کچھ عرصے بعد جب حضرت گھر والوں سے ناراض ہوتے تو ایک دوسرے خادم کے متعلق یہ خدمت ہو گئی تھی، اُن کا نام حاجی خدابخش صاحب تھا، یہ روزانہ خدمت میں حاضری دیتے تھے، جب اہلخانہ سے ناراض ہوتے تو فرماتے "میاں خدابخش میرا کھانا تمہارے ہاں سے آئے گا۔" صرف اتنا ہی فرماتے، گھر میں نہ کسی پر ناراض ہوتے اور نہ سخت کلامی اور درشت مزاجی سے کام لیتے، آپ کی اِس ترکیب سے گھر والے فوراً ٹھیک ہو جاتے تھے، اور آپ کو راضی کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔

اولاد سے شفقت و محبت بہت سے ناواقفوں کے نزدیک فقر اور درویشی اِس کا نام ہے کہ انسان بال بچوں کو قطعاً چھوڑ بیٹھے، لیکن کاملین کا معیارِ ولایت اتباعِ سُنّت ہے، یعنی جس چشمۂ فیض سے یہ سب نہریں جاری ہوئی ہیں، اُسؐ کے اُسوۂ حسنہ کی پوری پیروی تم

Marfat.com

اُن کی رفتار و گفتار اور کردار میں پاؤ گے، اور اس کی بکثرت مثالیں ہم کو صاحب سوانح کی زندگی میں ملتی ہیں، جن میں سے بعض یہاں درج کیجاتی ہیں

ا۔ چھوٹے بچوں کو بلا کر پیسے دیتے اور اکثر ان سے خوش طبعی فرماتے

صاحب سوانح کا معمول تھا کہ ہر جمعہ کو صبح سویرے سب بچوں کو اپنے پاس بلاتے، اور ہر ایک بڑے بچے کو دو پیسے، اور چھوٹے بچوں کو ایک پیسہ بطور انعام دیتے، ایسے ہی عیدین کے موقعوں پر سب بچے انعام پاتے تھے، بعض اوقات اپنے بچوں کے ساتھ ہمسائیوں کے یتیم بچوں کو بھی شامل فرما لیتے تھے، ہر چھوٹے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے اخیر عمر میں جب بینائی جاتی رہی تھی، اور آپ **مظفر نگر** سے آنکھ بنوا کر آئے تھے تو آپ نے بالا خانے پر سب بچوں کو جمع کیا، آپ اُن کے سر پر ہاتھ پھیرتے جاتے اور ہر ایک کو دو دو پیسے انعام دیتے جاتے، جناب **مولانا عبد السلام صاحب** کی صاحبزادی کا نمبر آیا تو دیکھ کر فرمایا "اخاہ! تم تو بہت بڑی ہو گئی ہو۔" ایک دفعہ **خواجہ عبد اللطیف صاحب** سے جو آپ کے پوتے تھے، فرمایا "سب بچوں کو بلا لاؤ۔" وہ جب سب کو بلا رہے تھے تو ہمشیرہ **حافظ شریف الدین صاحب** بولیں "کیا حضرت نے میرا نام لے کر بلایا ہے؟" انہوں نے کہا "نہیں" خیر جب یہ سب کے ساتھ پہنچیں تو حضرت نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا "تم کیسے چلی آئیں؟" یہ موقعہ گذر گیا، دوبارہ پھر حسب معمول سارے بچے حاضر ہوئے، تو یہ

Marfat.com

نہیں گئیں، آپ نے پوچھا کہ فلاں لڑکی کیوں نہیں آئی؟ تو اس پر کسی بچے نے عرض کیا "حضرت! وہ بِن بُلائے نہیں آتی" فرمایا "اچھا اُس کو بُلالاؤ"۔ جب یہ پاس پہنچیں تو انہیں انعام دیا، اور فرمایا "آج سے ہم نے تمہارا نام "بِن بُلائی" رکھ دیا" اِس کے بعد جب کبھی یہ سامنے پڑتیں تو فرماتے "اخاہ! بِن بُلائی آگئی"

۲- ہر ایک اولاد کا خیال رکھتے

ایک دفعہ گھر کے آدمیوں نے بڑی صاحبزادی کے ہاں کچھ استعمالی چیزیں بھیجنے کے لیے علیحدہ رکھدیں، صاحبزادہ کو یہ بات اِس بنا پر ناگوار گذری کہ جب بہن کی شادی ہو چکی ہے تو کیوں کوئی چیز اُن کے ہاں بار بار بھیجی جائے؟ وہ اِس کے متعلق والدہ صاحبہ سے گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت نے سُن پائی، اِس پر آپ نے فرمایا "اگر تمہاری والدہ اپنی محبت و شفقت کی وجہ سے تمہاری بہن کو کچھ بھیجدیں، تو وہ اِس معاملہ میں پوری مختار ہیں، ہم نے تمہاری بھی تو شادی کر دی ہے، تمہارے یا اُن کے ساتھ اِس وقت کا سلوک ہمارے ذمہ واجب نہیں، ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے ہیں، باقی رہا یہ مشفقانہ برتاؤ تو اسمیں لڑکے یا لڑکی کی کوئی خصوصیت نہیں، آئندہ کبھی ایسی گفتگو نہ کرنا"۔

۳- اپنے یتیم پوتے کے ساتھ سلوک

حضرت کے بڑے صاحبزادے خواجہ عبدالعلی صاحب آپ کے سامنے ہی فوت ہو گئے تھے، اُنکے چھوٹے لڑکے خواجہ عبداللطیف

Marfat.com

صاحب سے آپ کو بیحد محبت تھی، حضرت نے اپنی اخیر زندگی میں اُن کے ماموں پیرزادہ شیخ احمدؒ صاحب و پیرزادہ فضل حق صاحب سجادہ نشین حضرت مخدوم صاحبؒ کو جو حضرت کے ماموں زاد بھائی تھے بُلایا، اور فرمایا "مولوی حبیب اللہ بھی ہوں، اور آپ دونوں صاحبان بھی، میں عبداللطیف کے گذارے کے لیے اُس کے نام کچھ زرعی و سکنی جائداد کرنا چاہتا ہوں۔" چنانچہ ان سب کی موجودگی میں پچاس من غلہ اور ایک مکان خواجہ عبداللطیف صاحب کو دے دیا۔

اِس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اپنی تمام اولاد کے ساتھ بہت محبت و شفقت کا برتاؤ کرتے تھے۔

۴۔ والد راقم کیساتھ انتہائی محبت تھی | راقم کے والد مولوی عبدالعلیم صاحب کو جوانی میں صید افگنی کا بہت شوق تھا، جب کبھی شکار میں چلے جاتے اور رات کو نہ پہنچتے تو آپ بار بار پُوچھتے کہ "عبدالعلیم آئے یا نہیں؟" بعض اوقات شفقت سے پاس بٹھا کر انہیں سمجھاتے کہ "تم محض تفریح طبع کے لیے شکار نہ کھیلا کرو، یہ اچھی بات نہیں ہے۔" ایک دفعہ حضرت سخت بیمار ہوگئے، صاحبزادے کسی دوسرے شہر تھے، فرمایا "فوراً عبدالعلیم کو تار دے دو۔" گھر والوں نے قابلِ اطمینان حالت سمجھ کر اور یہ خیال کر کے کہ تار سے کہیں صاحبزادے گھبرا نہ جائیں، صرف خط لکھ دیا، والد صاحب کے

Marfat.com

پہنچنے میں جب دیر ہوئی تو حضرت بار بار پوچھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ "نہ معلوم اب تک کیوں نہ آئے؟" آخر جب راقم کے والد پہنچے تو انہیں دیکھ کر آپ خوش ہوگئے، بعد میں یہ معلوم ہونے پر کہ تار نہیں دیا گیا تھا آپ کو افسوس ہوا۔

۵۔ اپنے یتیم نواسوں کے ساتھ شفقت | آپ کی چھوٹی صاحبزادی جب بیوہ ہوگئیں تو حضرت کو اُن کے ننھے بچوں کا بہت خیال تھا، جب کوئی عمدہ چیز گھر میں آتی تو بچوں کو پاس بُلا کر اپنے ہاتھ سے کھلاتے۔

ہر شخص کی عزتِ نفس کا احترام کرتے | اپنے مختلف اغراض کی تکمیل کے دُھن میں بہت سے اشخاص بے اعتدالیاں کر بیٹھتے ہیں، تمدن و معاشرت کے اکثر نقصانات کی وجہ تمہیں یہی معلوم ہوگی، اور ایسے موقعوں پر بڑے بڑوں کے پاؤں ڈگمگا جاتے ہیں، صاحبِ سوانح کا کمال یہ تھا کہ وہ ہر موقعے کے مناسب اعتدال قائم رکھتے تھے، مثلاً ہر انسان کی عزتِ نفس کا احترام آپ کو خاص طور پر ملحوظ رہتا تھا۔

۱۔ ہندوؤں کا بھی لحاظ رکھتے | عمِ محترم مولانا عبدالسلام صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ "ایک دفعہ ریل کے سفر میں چند ہندوؤں کا ساتھ ہوگیا، آپ کی نورانی شکل دیکھ کر وہ سب بولے کہ "آپ تنگ ہو کر نہ بیٹھیں، ہماری طرف پاؤں پھیلا لیجئے۔" صورتِ حال یہ تھی کہ اگر آپ پاؤں پھیلاتے

Marfat.com

تو پاؤں اُن میں سے کسی کے چہرے کی طرف پھیلتے، آپ نے جواب دیا کہ "میرا مذہب اجازت نہیں دیتا کہ کسی انسان کے چہرے کی بے ادبی کروں ہم ہر شخص کے چہرے کا احترام کریں گے، تمہیں اختیار ہے جس طرح چاہو بیٹھو مگر میں اپنے اصول کے خلاف نہیں کروں گا۔"

۲۔ کسی کو اپنے پائنتی نہ بیٹھنے دیتے | حافظ محمد یوسف صاحب پانی پتی نے حضرت کی مجلس کے متعلق اپنی چشم دید حالت سنائی کہ کیسا ہی خراب اور خستہ حال شخص آپ کی خدمت میں آتا، اور آپ اُس وقت لیٹے ہوتے تو اُس کو پائنتی نہ بیٹھنے دیتے تھے، اگر کوئی ناواقف بے تکلفی سے بیٹھ جاتا تو آپ فوراً اُٹھ بیٹھتے تھے، اور ارشاد فرماتے تھے کہ "بھئی یہاں نہ بیٹھو" البتہ چہرے کے بالمقابل کوئی بیٹھ جاتا، اور اُس سے بے تکلفی بھی ہوتی تو لیٹے رہتے تھے۔

۳۔ خدمتگاروں کو متعلقین کہتے | اسی طرح ملفوظاتِ خبرت حصہ سوم مطبوعہ انتظامی پریس کان پور کے صفحہ ۳۶ پر حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علیؒ صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے ایک ملفوظ سے بھی ہر انسان کے عزتِ نفس کی تائید صاحب سوانح کی نسبت ثابت ہوتی ہے ملفوظ ۱۲۵، مورخہ ۲۴ رجادی الاولیٰ کو مولانا نے حضرت کے متعلق ارشاد فرمایا "حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی قدس سرہ خدمتگاروں کو کبھی

Marfat.com

نہیں کہتے تھے بلکہ "متعلقین" کہتے تھے، فرماتے تھے کہ "اِس لفظ میں اُنکی تحقیر ہے، اور تحقیر کافر کی بھی بحیثیت خدمتگار ہونے کے جائز نہیں"۔

۴۔ بچوں کے منہ پر مارنے سے منع فرماتے

مولوی قاری محمد عبدالقیوم صاحب پانی پتی نے اپنا چشمِ دید واقعہ سنایا کہ بڑوالی مسجد میں ایک معلم قرآن بچوں کو بُری طرح مارتا تھا، اور وفورِ غضب سے اُن کے معصوم چہروں پر تھوک بھی دیتا تھا، حضرت کے پاس یہ شکایت پہنچی، تو آپ نے پہلے واقعے کی پوری تحقیق فرمائی، جب معلم مذکور کا یہ رویہ پورے طور پر ثابت ہوگیا تو آپ وقتِ مقررہ پر یعنی عصر کی نماز کے وقت مسجد میں تشریف لائے، اور نشستگاہ پر بیٹھنے سے پہلے معلم کو بلایا، چہرہ فرطِ غضب سے سرخ تھا جب معلم سامنے آیا تو آپ نے اُس سے فرمایا "بھلے مانس! انسانی جسم میں چہرہ بڑی واجب الاحترام چیز ہے، حضور رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو جانور کے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا، مگر تم انسانوں کے چہروں پر مارتے بھی ہو، اور تھوکتے بھی ہو، خبردار! تمہاری یہ شکایت مَیں آئندہ کبھی نہ سنوں، ورنہ تمہیں فوراً علیحدہ کر دیا جائے گا"۔

جب کسی بچے کو خود سزا دینے کا اتفاق ہوتا تو اُس کی ٹانگ میں مارتے تھے، اور فرماتے کہ "یہ جگہ بے خطر ہے، بچے کے جسم کے دوسرے حصوں پر نہ مارنا چاہیے"۔

Marfat.com

عام بچوں سے شفقت کا برتاؤ

مولانا حمد اللہ صاحب پانی پتی نے سنایا کہ "جناب نواب صاحب چھتاری کے صاحبزادہ کی تقریب نشرح تھی، میرے والد اُن کے ہاں ملازم تھے، والد کو یہ پتہ ہوا کہ پانی پت سے اِس موقعے پر حضرت کو دعوت دی گئی ہے، اُنھوں نے لکھا کہ "اپنے ساتھ حمد اللہ کو بھی لیتے آیئے" پانی پت سے دھلی تک اُس وقت ریل نہ تھی تانگے اور اونٹ گاڑیاں مسافروں کو دھلی سے لاتی اور لے جاتی تھیں قاری عبد الرحمٰن اعمٰی، مولانا عبد السلام، اور چند دوسرے تلامذہ تو اونٹ گاڑی میں بیٹھے، اور حضرت نے چھوٹے صاحبزادے مولانا قاری عبد العلیم صاحب اور مجھے اپنے ساتھ یکے میں بٹھایا، جس رومال میں زادِ راہ کی رقم آپ نے باندھ رکھی تھی، وہ میرے گلے سے باندھ کر فرمایا "اِس طرح دونوں کی حفاظت رہے گی،" میں نے دیکھا کہ جس منزل پر سواری پہنچتی تھی، لوگ مصافحے کے لیے بکثرت بڑھتے تھے، حالانکہ آپکے سفر کا کسی کو پتہ نہ تھا، محض نورانی شکل دیکھ کر خود بخود مخلوق کھچ آتی تھی جنگل میں نمازِ مغرب کا وقت آگیا، حضرت سواری سے اُترے، خود امام بنے، اور مجھے مولانا عبد العلیم صاحب کے برابر مقتدی بنایا، آپ کی تربیت سے مجھے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر ایک بالغ مقتدی ہو، اور دوسرا نابالغ بچہ، تو پیچھے نہیں بلکہ برابر کھڑا ہونا چاہیئے، میں اسوقت کم سن

تھا، مگر اُس روز نماز کا جو پُر کیف سماں دیکھا، وہ ساری عمر نہ بھولوں گا، اُس وقت ہم کل تین آدمی تھے، لیکن ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ چاروں طرف مخلوقِ الٰہی جمع ہے، اور قرأت کی آواز کے ساتھ انوار و برکات مینہ کی مانند برس رہے ہیں"۔

یہ ہے صاحبِ سوانح کے خصائل و شمائل کا بہت ہی مختصر سا بیان! مگر پڑھنے والوں کے لیے اِس مختصر میں بھی عبرت و نصیحت کے بہت سے خزانے پنہاں ہیں، کاش! یہ حالات پڑھ کر ہم میں ان پر عمل کا شوق پیدا ہو، اور ہم اِن اخلاق کے مطابق اپنی زندگیاں بنانے کی کوشش کریں +

باب پانزدہم

وعظ کی خصوصیتیں

اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام اور اُن کے نائبین یعنی علماء امت کو قوّتِ بیانیہ کی نعمت نہایت وافر عنایت فرماتے ہیں، تاکہ وہ اپنے مؤثر اندازِ بیان سے لوگوں میں احکامِ الٰہی کی آسانی سے تبلیغ کریں، بالخصوص جن اکابرِ دین کے مقدس وجود سے خلقِ کثیر کو فیضیاب کرنا مدنظر ہوتا ہے وہ مبدا رفیاض سے اِس وصف کا کثیر حصہ لے کر آتے ہیں، چنانچہ ایسے بڑے بڑے جید علماء بھی ہوئے، اور موجود ہیں، جن کی قوتِ گویائی فطرۃً اچھی نہیں ہوتی، اگر قابلیتِ علمی سے کام لے بھی لیں تو دلچسپی کہاں سے پیدا کریں؟ اِس لیے ہر طرح باکمال ہونے کے باوجود مؤثر اور دل پسند وعظ نہیں کہہ سکتے، اور جن علماء کرام میں اِس خداداد قوت کا جوہر موجود ہوتا ہے اُن سے ہر طبقہ کے لوگ استفادہ کثیر کرتے ہیں، جس طرح لوگوں کا مذاقِ طبیعت یکساں نہیں ہوتا، اسی طرح فنِ تقریر کو بھی کسی ایک نہج پر نہیں رکھا جاسکتا، بلکہ مضمون کو دلچسپ بنانے

کے لیے گوناگوں حالات اور طبائع کا مطالعہ ضروری ہے، مثلاً پڑھے لکھے طبقہ میں وعظ کا اتفاق ہو تو اُن کے امیال ورجحانات سے گہری واقفیت رکھکر وعظ کہا جائے جب وعظ اثر کرے گا، اور عوام الناس ایسے بیان کو پسند کرتے ہیں جس میں مناسب مثالوں، حکایتوں اور شعروں کی چاشنی بھی شامل ہو، غرضیکہ جو مقرر نفسیاتی کیفیتوں پر کافی عبور رکھنے کے بعد تقریر کرتا ہے فی زمانہ اُسی کو لوگ پسند کرتے ہیں، لیکن جب تحریر شمس العلماء مولانا الطاف حسین ؒ صاحب حالی صاحب سوانح کی نسبت یہ معلوم کرکے تعجب ہوگا کہ "آپ کا وعظ تمام واعظین کے طریقے کے بالکل برخلاف تھا، درحقیقت وہ ایک درس ہوتا تھا جس میں لغو داستانیں اور فضول قصے بالکل نہ ہوتے تھے، اور کوئی بات خارج از آہنگ معرض بیان میں نہ آتی تھی، اول قرآن مجید کی آیت کے صاف اور سیدھے معنی بیان کرتے، پھر اُس کی ترکیب کا حل، اور نہایت ضروری تفسیر اور مسائل فقہ جو ائمہ مجتہدین نے اُس آیت سے استنباط کیے ہوں، یا کوئی ضروری اور مفید بحث جو فی الواقع قرآن مجید کے معانی والفاظ سے تعلق رکھتی ہو بیان کرتے تھے، اِس لیے آپ کے وعظ سے سامعین کو بے انتہا فائدہ ہوتا تھا، اور نہایت مفید کام کی باتیں اور مسائل سامعین اور حاضرین کو معلوم ہوتے تھے۔" انتہٰی بلفظہ

وعظ درسِ قرآن و مسائلِ شرعی کا مجموعہ ہوتا

جیسا کہ مولانا حالی نے لکھا ہے، دراصل آپ کا وعظ درسِ قرآن ہوتا تھا، میرٹھ کے ایک بڑے رئیس جو پانی پت آئے ہوئے تھے، مولانا گل حسنؒ صاحب کے ہمراہ وعظ میں بیٹھے تھے، جب وعظ ختم ہولیا، اور سامعین مصافحے بھی کر چکے تو ان رئیس صاحب نے دریافت کیا کہ "حضرت کو اس طرح وعظ فرماتے کتنا عرصہ ہو گیا؟ فرمایا "پچپن برس"۔

وعظ نہایت مفید ہوتا

حضرت اپنے وعظ میں ترویج شریعت کی برابر کوشش فرماتے تھے، عام مسائل کو نہایت سلجھا کر بیان کرتے، جس سے عام مسلمانوں کو بیحد نفع پہنچتا تھا، پڑھے لکھے، ان پڑھ، اور علمار شہر، غرض ہر طبقے کے لوگ بڑی دلچسپی اور اہتمام سے آپ کا وعظ سنتے تھے، دورانِ وعظ میں جب علمی نکات کا سلسلہ چلتا تو علمار کو مخاطب کر کے فرماتے "بھئی طالب علمو! یہ تمہارے کام کی بات ہے"۔ اکثر عالموں کے پاس قلم دوات اور کاغذ ہوتا، اور وہ ضروری چیزیں قلمبند کر لیا کرتے تھے۔ حکیم امین اللہ صاحب نے بیان کیا کہ "میں ہمیشہ حضرت مولانا راغب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت کے وعظ میں جایا کرتا تھا، ایک اہلِ علم اور ستعی شخص تحصیل میں گرداور اور قانون گو تھے، وہ ہر جمعے کو وعظ سننے کی چھٹی لاتے، اور کمال قابلیت کے ساتھ حضرت کا سارا وعظ قلمبند کر لیا کرتے تھے، وہ یہ

کہا کرتے کہ "اگر کوئی شخص حضرت کے مواعظ ضبط کرے تو چند ہی روز میں عالم بن سکتا ہے، عجیب کام کام کی باتیں بیان فرماتے ہیں"۔

لوگ آپ کے وعظ کو خاموشی اور دلچسپی سے سنتے

آپ کے وعظ میں زبردست ہجوم ہونے کے باوجود مجمع بالکل خاموش رہتا تھا، زیادہ دیر تک بیان کرنے کی آپ کی عادت نہ تھی، لیکن دلچسپی کا یہ عالم ہوتا تھا کہ وعظ کے ختم ہونے کے بعد لوگ افسوس کرتے رہ جاتے کہ کیا اچھا ہوتا اگر کچھ دیر اور بیان فرماتے، پھر دوسرے جمعہ تک نہایت انتظار اور شوق کے ساتھ ایک ایک دن گنتے، آپ کے وعظ میں کتنے ہی منتشر خیالات کے لوگ کیوں نہ ہوتے سب ساکت اور مؤدب بیٹھتے، آپ کی آواز حالانکہ بلند نہ تھی مگر سب کو برابر پہنچتی، یہ آپ کی کرامت سمجھو کہ دور بیٹھنے والوں کو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پاس بول رہے ہیں، ہزاروں کے مجمع میں بالکل سناٹا چھاجاتا تھا

وعظ میں لوگوں کو انکی دینی غلطیوں سے آگاہ کرتے

جب آپ مسائل پر لوگوں کو غلط چلتا دیکھتے تو وعظ میں غلطیوں کا ازالہ کرتے، اور لوگوں کو نہایت اچھی طرح سمجھاتے یہی وجہ تھی کہ جو لوگ آپ کے وعظوں میں باقاعدہ حاضر ہوتے تھے، وہ نوآموز عالموں سے زیادہ دینی مسائل سے واقف ہوتے تھے۔

آپ کو وعظ میں یکسوئی پسند تھی

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ گرمی سخت پڑ رہی تھی حکیم امین اللہ صاحب نے کسی سقہ کو مقرر کیا کہ وہ مجلس میں کٹورے سے

آہستہ آہستہ پانی پلاتا پھرا کرے، اور یہ رسم جاری کرنے کے لیے اپنے چند احباب سامعین کو آمادہ کر لیا کہ جب سقہ تمہارے پاس پہنچے تو ایک ایک پیسہ سب دیں، یہ سلسلہ دو یا تین جمعے چلا، آپ کی عادت وعظ میں چاروں طرف دیکھنے کی نہ تھی، اِس لیے آپ کو اطلاع نہ ہوئی، اتفاقاً ایک جمعہ کو سقہ کو پانی پلاتے ہوئے دیکھ لیا تو فرمایا "اِس سے یکسوئی نہیں رہتی، آئندہ یہ طریقہ بند کیا جائے"۔

وعظ میں باتیں کرنے سے منع فرماتے

مولانا غوث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت کا وعظ سنا کرتے تھے، ایک دفعہ کوئی ضرورتمند شاہ صاحب کے پاس عین وعظ میں پہنچا، اور شاہ صاحب سے چپکے چپکے باتیں کرنے لگا شاہ صاحب کان لگا کر اُس کی بات سُن رہے تھے کہ آپ کی نظر پڑ گئی، فرمایا "مجلسِ وعظ باتوں کی جگہ نہیں"۔ اور پھر آداب وعظ بیان فرمائے۔

دَورانِ وعظ کے دَو لطیفے

بعض اوقات دورانِ وعظ میں دلچسپ لطیفے بھی پیش آجایا کرتے تھے، اُن میں سے ہم یہاں دو لطیفے بیان کرتے ہیں:۔

۱۔ ایک روز دورانِ وعظ میں اتفاق سے حضرت کی نظر مجلس میں ایک شخص پر جا پڑی، جو تنکے سے زمین کرید رہا تھا، اِس پر آپ نے فرمایا "وعظ تو پھر بھی ہو جائے گا، پہلے تم جی بھر کر زمین کرید لو"۔ یہ فرما کر آپ خاموش بیٹھ گئے۔

۲۔ ایک دن وعظ میں کسی شخص کو جھومتے دیکھا، تو فرمانے لگے

"بھئی میں وعظ موقوف کرتا ہوں، پہلے تم جی بھر کے وجد کر لو۔"

اِن تدابیر ہی کا نتیجہ تھا کہ سامعین آپ کے وعظ میں نہایت مؤدب بیٹھتے تھے، اور جو کچھ آپ فرماتے تھے پُورے غور سے سُنتے تھے۔

توجہ کیساتھ وعظ سننے کی نصیحت

دورانِ وعظ میں ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا

"اِس وقت گرمی سخت پڑ رہی ہے، اگر تم لوگ یہاں نہ آتے تو نہایت مزے اور اطمینان سے سرد خانوں وغیرہ میں پڑے سوتے ہوتے، لیکن تم اپنے آرام و راحت کو چھوڑ کر یہاں محض اس لیے آئے ہو کہ خدا اور اُس کے رسولؐ کا ذکر سنو، مگر باوجود اِس کے سخت افسوس ہے کہ وقت کی قدر نہیں کرتے، بات یہ ہے کہ یہ تمہارا قصور نہیں، جو کچھ قصور ہے میرا ہے، حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ جس نے ایک مرتبہ سُن لیا، پھر وہ ساری عمر کو سنور گیا"، پھر سلسلہ بہ سلسلہ آگے فرمایا "اور ہمارے بڑے میاں صاحب[۱] کے وعظ کا اثر ایک ہفتے رہتا تھا، اور میاں صاحب کا وعظ تو ہم نے خود سُنا ہے، صرف مجلس کے برخاست ہونے تک اُس کا اثر رہتا تھا، اور اب ایک مَیں ہوں کہ وعظ کے اندر ہی اثر غائب ہو جاتا ہے"

---

[۱] حضرت نے ایک روز وعظ میں اپنی یہ اصطلاح سامعین کو سمجھائی تھی کہ بڑے میاں صاحب سے میری مراد شاہ عبدالعزیزؒ سے اور میاں صاحب سے شاہ محمد اسحٰقؒ سے ہوتی ہے۔ محمد عبدالحلیم

حضرت نے اپنے متعلق یہ فقرہ محض تواضعاً فرمایا ، حقیقت یہ ہے کہ اُس زمانے کے بڑے سے بڑے واعظ کے وعظ میں بھی اتنا اثر نہیں ہوتا تھا ، جس قدر حضرت کے مؤثر بیان میں ہوتا تھا ، اسی لیے آپ کے وعظ میں حاضر ہونے والے اشخاص دوسرے علمار کے وعظ کو خاطر ہی میں نہیں لاتے تھے ،

آپ کے وعظ کے اوقات

مقبول و مشہور واعظین کی نسبت یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ دُور دُور سے اُن کے پاس وعظ کے لیے درخواستیں آتی رہتی ہیں ، اور اسی وجہ سے اُن کا بیشتر وقت کسی دوسرے کام میں نہیں لگ سکتا اور وہ بالکل اسی کام کے ہو رہتے ہیں ، لیکن صاحب سوانح کا بلیغ اندازِ بیان اگرچہ مرغوب خاص و عام تھا ، مگر دوسرے علمی و اصلاحی کاموں پر آپ نے اِس شغل کو مطلقاً ترجیح نہیں دی ، آپ کا وعظ بعد نمازِ جمعہ کبھی ناغہ نہیں ہوتا تھا ۔ علاوہ ازیں پیر و منگل کی درمیانی شب کو بڑوالی مسجد میں اکثر اوقات وعظ فرماتے تھے ۔ کبھی کوئی شخص بہت ہی اصرار کرتا ، اور آپ کے نزدیک مصلحت بھی ہوتی تو دوسری جگہ وعظ فرما دیا کرتے تھے ۔ تراویح رمضان کے اخیر ترویحے میں ہر شب کو وعظ کا معمول تھا ، سارے شہر کے حفاظ و قرار اور سامعین اپنا اپنا قرآن مجید سُنا کر آ شامل ہوتے تھے ۔

آپ کے وعظ کے لیے کسی اعلان کی ضرورت نہ ہوتی

ان مقررہ اوقات میں آپ کے وعظ

کے لیے کسی اعلان کی مطلق ضرورت نہ ہوتی تھی، سامعین خود بخود اس طرح پہنچتے تھے جیسے طلبائے علم کی جماعت اُستاذ سے استفادے کے لیے منتظر بیٹھی ہو، یہ انتظار کی گھڑیاں بمشکل گذرتی تھیں، اگر خلاف معمول شاذ و نادر آپ کا بیان کسی جگہ ہو جاتا تو لوگ اپنی نہایت خوش نصیبی سمجھتے تھے کہ استفادے کا یہ خاص موقع مل گیا۔

وعظ میں سامعین کے معیارِ فہم کی رعایت رکھتے

جب عام واعظین اپنی روانیٔ طبع کے جوہر دکھانے پر آتے ہیں تو سامعین اور حاضرین کے معیارِ فہم کا اُنہیں بالکل خیال نہیں رہتا، لیکن حضرت کو یہ بات پسند نہ تھی، اگرچہ مضامینِ علمی میں آپ کے مخاطب علماء ہوتے تھے، تاہم آپ کے وعظ میں عوام کی سمجھ سے بالاتر چیزیں نہیں ہوتی تھیں، ایک دفعہ مولانا شاہ غوث علیؒ صاحب نے وعظ کے دَوران میں کسی دقیق مضمون کی تشریح چاہی، آپ نے فرمایا "اِس کا یہ موقع نہیں، آپ میرے مکان پر تشریف لا کر سمجھ لیں۔"

آپ کا طرزِ بیان نہایت عام فہم اور آسان ہوتا

آپ کا طرزِ بیان اِس قدر سادہ، سلیس اور آسان ہوتا تھا کہ دس گیارہ برس کے بچے بھی مضمون کو بہت خوبی کے ساتھ سمجھ لیتے تھے۔

وعظ کرتے تو سماں کھینچ دیتے تھے

حضرت کسی وقتی مضمون کی اہمیت ایسے طور پر ذہن نشین کرتے کہ اُس کے برکات مشاہدہ ہونے لگ جاتے تھے، مثلاً

رمضان کے فضائل بیان ہوئے تو رمضان کی برکتوں کا سماں آنکھوں کے سامنے پھر گیا، جنگ بدر یا غزوہ اُحد کا حال بیان فرمایا تو ایسا کہ گویا سامنے لڑائی ہو رہی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول وعمل کا ذکر چھیڑا تو تصویر نگاہوں میں پھر جاتی تھی، غرضیکہ آپ کی خداداد قوتِ بیانیہ اور علم وعمل کی مکمل حالت نے آپ کے وعظ کو چار چاند لگا دیے تھے۔ ذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآء

بیان مدلل اور بلیغ فرماتے | طرہ باز خاں صاحب پانی پتی آپ کے مرید خاص تھے اُنھوں نے مندرجہ ذیل یادداشت رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ کے کسی وعظ میں سُن کر قلمبند کی ہے:۔

"آپ نے فرمایا، سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت یعنی سوا دو برس میں ایک سَو باون روایتیں بیان کیں اور اتنی ہی مدت آپ زندہ رہے، اِس کا مقابلہ کرو اُن روایتوں سے جو سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد ساڑھے انتیس برس زندگی پاکر بیان کی ہیں، جو صرف پانچ سو کی تعداد میں ہیں، دونوں بزرگوں کی مدتِ روایت کا زمانہ ملانے سے بلحاظ روایتِ حدیث بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے صحابہؓ سے افضل ثابت ہوئے"۔

اِس بیان سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ حضرت کا وعظ کس قدر مُدلّل اور جامع ہوا کرتا تھا۔

اِسی طرح اصلاحی مضامین بیان فرماتے وقت بلیغ مثالیں بھی دیتے تھے، تاکہ مضمون بخوبی طور پر ذہن نشین ہو جائے، رمضان المبارک کے اخیر عشرے میں اعتکاف کرنے والے مُعْتَکِف بنا لیتے ہیں، اور یہ طریقہ مسنون بھی ہے، لیکن بعض نادان ایسا کرتے ہیں کہ لوگوں سے بات چیت نہیں کرتے، اور شاید اُن کے نزدیک زیادہ ثواب ہے کہ لیٹ لپٹا کر ایک گوشے میں خاموش بیٹھے رہنا اپنا معمول بنالیں، ایسے آدمیوں کے متعلق دَورانِ وعظ میں حضرت نے ایک روز یہ مثال دی کہ "بعض لوگ تو اعتکاف میں بَہُو بَن کر بیٹھ جاتے ہیں، کیونکہ جس طرح وہ بیچاری بولنا اور کُھل کر سامنے آنا معیوب سمجھتی ہے، اسی طرح یہ لوگ اعتکاف میں بات کرنا گناہ جانتے ہیں، حالانکہ بالکل چُپ رہنے سے اعتکاف مکروہ ہو جاتا ہے پردہ ڈال کر ہر وقت الگ بھی نہیں رہنا چاہیئے، شریعت کے قوانین اور ہدایتوں کے مطابق اعتکاف پُورا کرنے سے ہی پُورا ثواب مل سکتا ہے"۔

بابِ ہٰذا کا خلاصہ یہ ہیں وہ بعض خصوصیات جو آپ کے وعظ میں تھیں، چونکہ کتاب کا یہ حصہ بالخصوص اُن علماء اور واعظین کے لیے نہایت کارآمد اور قابلِ تقلید ہے جنکو اکثر وعظ کرنے اور درس دینے پڑتے ہیں لٰہذا مزید توجہ کیلئے ہم متذکرہ بالا بیان کا ایک

جامع خلاصہ نیچے لکھتے ہیں، امید ہے کہ اس سے عصر حاضرہ کے عام واعظین پورا فائدہ اُٹھائیں گے، اگرچہ جو خداداد قوت بیانیہ مولانا میں قدرت نے ودیعت کی تھی، اُس کا پیدا ہونا تو محال ہے، مگر بہر حال کوشش اور تقلید سے دَورِ موجودہ کے واعظین کے وعظوں میں بہت کچھ اصلاح اور اثر پیدا ہو سکتا ہے، وھو ھٰذا

۱۔ دُور از کار، خلافِ قیاس اور ضعیف روایتوں سے اجتناب فرماتے۔

۲۔ کہانیاں اور قصّے اثنائے وعظ میں بیان نہ فرماتے۔

۳۔ وعظ بالعموم مختصر اور صرف کام کی باتوں پر مشتمل ہوتا۔

۴۔ بیشتر قرآنی آیات کے معانی و مطالب کی تشریح آپکے وعظوں میں ہوتی۔

۵۔ بیان آسان اور عام فہم ہوتا، ایسا کہ ایک بچہ بھی سمجھ لے۔

۶۔ زیادہ دیر تک بیان نہ کرتے، تاکہ لوگ اُکتا نہ جائیں۔

۷۔ بیان مدلل اور مضمون بلیغ ہوتا

۸۔ الفاظ میں دلچسپی اور دلکشی بیحد ہوتی تھی۔

۹۔ یہ چاہتے کہ وعظ کے وقت کامل سکون اور پوری خاموشی رہے، تاکہ لوگ نہایت توجہ کے ساتھ وعظ سُن کر اُس سے فائدہ حاصل کریں۔

۱۰۔ وعظ کے وقت موجودہ ضروریاتِ زمانہ کا خاص خیال رکھتے، اور اپنے وعظ میں عام مروجہ معاشرتی رسوم کی درستگی اور قوم کے اخلاق کی اصلاح سب سے زیادہ ضروری سمجھتے۔ تلک عشرۃ کاملہ

باب شانزدہم

فتاویٰ کی جامعیّت

اِنسان کے لیے محض علوم کا پڑھ لینا کافی نہیں ہو سکتا، جب تک کہ کوئی شخص عقل و حکمت کی روشنی میں نتائج نکالنا نہ جانتا ہو، اور ائمہ مجتہدین اور فقہاء کے نظریات سے کامل واقفیت کے بغیر یہ بات کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ لوگوں نے پُوچھا کہ "کیا کوئی علم خاص سب صحابہ کے علاوہ بھی آپ رکھتے ہیں؟" فرمایا نہیں، البتہ مردِ مسلمان کو فہمِ قرآن کا جو ملکۂ راسخہ عطا ہوتا ہے، اُس دولت سے میں بھی بہرہ ور ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اشارہ اُسی خداداد فہم کی طرف تھا جو تقویٰ و طہارت، اور علم و عمل کا مکمل نمونہ بننے کے بعد کسی مردِ حقانی کو نصیب ہو۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی لوگوں کی نسبت فرماتے ہیں ؎

بینی اندر خود علوم انبیاء
بے کتاب و بے معید و اوستا

درحقیقت علمائے کرام اور صوفیائے کاملین جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں، وہ قرآن و حدیث سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہوتی، بلکہ اُن کے حکیمانہ ارشادات

کا ماخذ قرآن و حدیث ہی ہوتے ہیں، صرف اپنے خداداد فہم کی بدولت وہ منشار و مقاصد کا استعمال ایسا صحیح جانتے ہیں کہ وہاں تک معمولی نگاہیں نہیں پہنچ سکتیں، یہی وہ خیر کثیر ہے جس کو آیہ کریمہ ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا میں بتایا گیا ہے، اور یہی وہ فہم دین ہے جس کو حدیث صحیح من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین بتلاتی ہے۔

امتِ محمدیہ نے ہر زمانہ میں ایسے افراد پیدا کیے جو جامع شریعت و طریقت ہوتے تھے، اور جن کے علمی کارنامے آج تک زندہ ہیں۔

صاحب سوانح کی جلالت علمی و عملی کے مختلف مناظر پچھلے ابواب میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں، اب آپ کے فتاوی کی جامعیت پر بھی ایک گہری نظر ڈال لینا مناسب ہے، لہٰذا حضرت کی بالغ نظری، علمِ وافر، اور محتاط طرزِ نگارش کے چند نمونے سوانح حیات کا ضروری جزء سمجھ کر یہاں لکھتا ہوں

واسمہ بیدِ اللہ تعالیٰ

۱۔ درود تاج | حاجی محمد اسحٰق صاحب سوداگر دھلی نے درود تاج کے لفظ دافع البلاء کی نسبت مسئلہ دریافت کیا کہ بعض لوگ اس کو شرک بتاتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا "اس کے ساتھ بالدعاء کا صلہ شامل ہے، حضورؐ کے ایسے نام مثلاً حاشر، فاتح، مقفی احادیث میں پائے جاتے ہیں، دلائل الخیرات میں حضورؐ کا نام گرامی کاشف الکرب دیکھ لو

شرح دلائل الخیرات میں اس درود کی سند بھی لکھی ہے، درود تاج کا مؤلف
معلوم نہیں کون تھا؟ اور کس زمانہ میں ہوا ہے؟ اہلِ اہوار کے اختلاط سے
جہال صوفیار بہت سی چیزیں اپنے ہاں ایسی داخل کرلیتے ہیں جن کا ماخذ
صحیح نہیں ہوتا، جیسے لی خمسۃ اطفی بھا اور نادعلی وغیرہ جو شیعہ کی
ایجاد ہیں، انہوں نے بڑے زور شور سے اپنے ہاں شامل کررکھی ہیں،
اور درود ماثورہ اللّٰھم صلّ علی محمد وعلی آل محمد کما صلّیت الخ کی برابری
کوئی دوسرا درود نہیں کرسکتا، یہ بکثرت پڑھاکرو۔"

۲۔حضرت معاویہؓ کا صحابی ہونا | کسی شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر
روضۃ الاصفیار اور مدارج النبوۃ کے حوالوں سے زید کا یہ قول ثابت
کیا تھا کہ وہ صحابی نہیں ہوسکتے، مثلاً:-

پہلی دلیل۔من قاتل علیاً فاقتلوہ
دوسری دلیل۔مسجدِ نبوی سے منبر مبارک اُکھاڑ لانے کا ارادہ
تیسری دلیل۔کوئی حدیث ان کی فضیلت میں وارد نہیں ہوئی۔

یہ لکھ کر پوچھا تھا کہ "آیا زید کا یہ دعویٰ درست ہے یا غلط؟" حضرت نے
جواب دیا "قرآن وحدیث کے مقابلہ میں مورخین کے اقوال معتبر نہیں
ہوسکتے، محاربوہ فسقۃ ومقاتلوہ کفرۃ یہ شیعوں کا قول ہے، حضرت
معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں گفتگو کرنا، یہی رفض کا پہلا

دروازہ ہے، صحابی ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اُس کی فضیلت میں کوئی حدیث بھی ہو، حدیث کی کتابوں میں حدیثیں روایت کرنے سے حضرت معاویہؓ کا صحابی ہونا ثابت ہوتا ہے، حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذ واھم من بعدی غرضاً من احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم جو ارشاد فرمایا کیا یہ کافی ثبوت نہیں، اور منبر اُٹھا کر دارالامارہ میں لے جانے کی تحریک محبت وعظمتِ رسولؐ کی وجہ سے تھی، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی مخالفت کے سبب سے انہیں محفوظ رکھا، اور منبر اپنی جگہ قائم رہا۔"

۳۔ ذکر جہر کا مسئلہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ نے پوچھا تھا کہ "ذکر اللہ بالجہر کرنا خواہ اکیلا ہو یا مجمع مسترشدین میں شب کو یا دن کو تنہا مکان میں یا جنگل میں کہ جس سے کسی کا حرج نہ ہو جائز ہے یا نہیں"؟ حضرت نے ۳۰ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ کو حسبِ ذیل جواب دیا۔

"ذکرِ جہر ریا ئی حرام است و ضرراً للقاری والمحدث والنائم والمصلی مکروہ است، والخالی عنہا بلا شبہ جائز است۔ خصوصاً در مجمع ہمچو اشخاص افضل، فحکمہ مختلف باختلاف الاشخاص بموجب حدیث مَنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ، واللہ اعلم بالصواب۔"

۴۔ علماء کی تکفیر ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا کہ "اگر کوئی پیر، شریعت

اور علماء کی تحقیر کرتا ہو تو اُس کے لیے کیا حکم ہے؟ حضرت نے جواب دیا "اگر کوئی پیر، شریعت وطریقت کی مخالفت اور علماء سے استہزا کرتا ہو، اور سنتِ مقبول کو عیب لگاتا ہو، اُس کو سلوک کی کتابوں شلاً "طریقہ محمدیہ" وغیرہ میں ملحد و زندیق لکھا ہے، ایسے شخص کو حاکمِ اسلام جلاوطن بھی کرے اور سزا بھی دے۔"

۵۔ "یاشیخ عبدالقادر" کہنا کیسا ہے؟ | کسی شخص نے دریافت کیا کہ "یاشیخ عبدالقادر" کہنا کیسا ہے؟ اور" اگر اس کا وِرد کیا جائے تو ایمان میں کچھ سقم تو نہیں پڑتا؟" آپ نے جواب دیا "درِمختار میں اِس قسم کے جملے کو کفر لکھا ہے، اور بعضوں نے جادو کے منتر کی شل خوفِ کفر بتلایا ہے، اور جو شخص اِس قسم کے الفاظ شیخ کو حاضر وناظر جان کر پڑھے تو کفر ظاہر ہے۔"

۶۔ خاتم النبیین | ایک سوال آیا کہ "زید حضرت ابن عباسؓ کے اثر کے موافق یہ عقیدہ تو نہیں رکھتا کہ خاتم کا لفظ اضافی ہے، مگر یہ کہتا ہے کہ "ہوسکتا ہے" اب اِس تاویل کے عقیدہ سے کیا وہ کافر ہوجائیگا؟ کافر کہنے والا کہتا ہے کہ خاتم اضافی کے اقرار سے خاتمیت کا اِنکار ہے۔"

حضرت نے آیت ولا تقف مالیس لك به علم کے ذیل میں تحریر فرمایا "اعتقاد امکان ذاتی عقلی خاتم النبیین اضافی میں کوئی وجہ کفر کی

نہیں، پر امکانِ مطلق امکانِ عادی کو جو محاورے میں بمعنی اطلاقِ عام کے ہے شامل ہے، وہ موہم خلاف عقیدہ اسلام کو ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ ہو سکتا ہے اِس سے بھی سکوت چاہیئے، مدارِ ایمان ابن عباسؓ کے اثر پر نہیں، یہ اثر از قبیل متشابہات ہے، اس کو ومایعلم تاویلہ الا اللّٰہ میں داخل رکھنا احتیاط ہے، اور اِس ہو سکنے اور نہ ہو سکنے کی بحث کو عوام میں ڈالنا موجب اختلاف وتکرار باہمی کا ہے، اور خاتم النبیین کی شرح خود شارع علیہ السلام نے لانبی بعدی سے فرمادی، اب احتمال دوسرا نہ رہا، اور بعض لوگوں نے خاتم النبیین سے احتمال ختم بالشرف کا لاعن دلیل جو نکالا ہے، یہ قبیل نکات سے قابل تمسک نہیں ہو سکتا، اس بحث سے کوئی نتیجہ دینی نہیں نکلتا۔" انتہیٰ بلفظہ رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ تصورِ شیخ کا مسئلہ جاہل صوفیوں اور علمائے خشک کے درمیان تصورِ شیخ کا مسئلہ مابہ النزاع بنا ہوا ہے، اور دونوں طرف سے دلائل پیش کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی، مگر یہ تمام بحثیں سطحی نظر سے ہوتی ہیں، البتہ جو جامع شریعت وطریقت بزرگ ہیں اور حضرات فقہاء وصوفیاء کاملین کی نظریات سے ناآشنا نہیں، اُن کو صحیح حقیقت تک پہنچنا کیا مشکل ہے صاحبِ سوانح سے کسی نے تصورِ شیخ کا مسئلہ دریافت کیا تھا، اس کا جو جواب آپ نے لکھا، وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"تصورِ شیخ کو شرک و صورت پرستی فقہار نے لکھا ہے، اور صوفیائے کرام جائز کہتے ہیں، اور درحقیقت باہم اختلاف نہیں، جس کو فقہار حرام اور شرک فرماتے ہیں، اُس کو صوفیار بھی حرام و شرک جانتے ہیں، اور جس کو صوفیہ جائز فرماتے ہیں اُس کو فقہار بھی ناجائز نہیں بتاتے، جس کو فقہار نے شرک لکھا وہ یہ معنیٰ برزخ کے ہیں کہ صورت کو شیخ واقعی جان کر امیدوار فیض کا اس صورت سے ہو، اور یہی برزخ جہال صوفیار میں مروج ہے، اور پیر پرست سمجھتے ہیں، اور توجہ الی اللہ فقط نام کی توجہ الی الشیخ کو فنافی اللہ و فی الرسول جانتے ہیں، سو اس برزخ کو صوفیائے کاملین بھی شرک فرماتے ہیں، اور ایسے پیر و مرید کو نائب شیطان جانتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست   پس بہر دستے نباید داد دست

اور جس برزخ کو صوفیائے کاملین جائز کہتے ہیں، وہ یہ ہے کہ بعض اوقات صوفی نزول سے متوجہ عروج کو ہوتا ہے، اور تعلق نزولی مانع حضور کا ہوتا ہے، اس وقت متوسطین حسب عادت حالت ابتدائی کے خیال تصورِ شیخ کو یمین و یسار بطور معلم کے واسطۂ فیض سمجھ کر مانند پرنالہ پانی کے کلیۃً متوجہ بطرف فیاضِ مطلق ہوتا ہے، پھر مقام محویت میں پہنچتا ہے، اور اس برزخ کو پرنالہ کی مانند جانتا ہے، اور باقی سب واسطہ ہے، اور آخر وہ بھی معدوم ہے اس برزخ کو فقہا بھی جائز سمجھتے ہیں مگر اب عوام جہلا نے خلط ملط کردیا ہی، واللہ اعلم۔"

۸۔ طوافِ قبر کے متعلق شاہ عبدالعزیزؒ کا عمل

ایک سائل نے پوچھا "طوافِ قبر اور بوسۂ قبور کے متعلق مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا معمول کیا تھا" آپ نے جواب دیا "یہ سب باتیں حرام ہیں، شاہ صاحب اپنے آباواجداد کا سالانہ جو ختم کرتے تھے اُس میں بارہا ہم بھی گئے ہیں، سو میں نے اُنہیں کبھی قبر کا طواف کرتے اور اُسے بوسہ دیتے نہیں دیکھا، مشاہدہ سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی، البتہ بازو پکڑ کے لانے والے لوگ مولانا کو پشت بقبلہ صاحبِ قبر کے رخ کی طرف بٹھا دیا کرتے تھے، اور آپ صرف مراقبہ فرماتے تھے"

علمِ وافر اور محتاط طرزِ نگارش

آپ کے پاس بعض ایسے مسائل بھی آتے تھے جنمیں آپ کا طرزِ نگارش نہایت محتاط ہوتا تھا، مثلاً ایک سوال کے جواب میں آپ نے لکھا "یہ مسئلہ کئی مرتبہ آچکا ہے، بہت غور کیا، نقدالوقت جو یاد ہے وہ لکھ دیتا ہوں، اگر درست ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور غلطی ہوئی تو میری طرف نسبت دیں"۔ اس کے بعد مسئلہ کا نہایت محققانہ جواب دیا ہے، یہ مسئلہ "مجموعہ فتاویٰ" میں شائع کیا جائے گا، یہاں اس کا محل نہیں۔

فتاویٰ کے اِن بہت ہی مختصر نمونوں سے ناظرین کو آپکی بالغ نظری اور تبحر علمی کا کچھ کچھ اندازہ ہوگیا ہوگا، آپ کے فتاویٰ کی جامعیت پر ہم مفصل بحث آپ کے "مجموعہ فتاویٰ" میں کریں گے جو انشاءاللہ عنقریب شائع ہوگا۔

باب هفدہم

تصنیفات

تیسری صدی ہجری تک مسلمانوں میں مروجہ تصنیف وتالیف کا عام رواج نہیں ہوا تھا، اس کے بعد جب، زمانہ نبوت سے بعد ہو گیا اور لوگوں میں خواہشاتِ نفسانی کی پیروی نے راہ پالی تو اہلِ حق ادھر متوجہ ہوئے، تاکہ قرآن وحدیث کا علم مٹنے نہ پائے، چنانچہ اسی مقصد کے لیے ائمہ مجتہدین اور دیگر علمائے ربانیین نے مختلف علوم پوری تنقیح کے بعد مدوّن فرمائے، اور تصنیف وتالیف کا یہ چشمہ صافی بڑی وسعت سے تمام عالمِ اسلامی میں بہتا رہا، اور مختلف علوم وفنون میں ضخیم ومطول تصانیف آج بھی مصنفوں کی جلالتِ علمی کا اعتراف کر رہی ہیں، نیز اسلامی فرمانرواؤں نے علم وحکمت کے خزانے جس دریا دلی سے اپنے عہد حکومت میں لٹائے وہ رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے۔

مسلم فرمانرواؤں کی اسی قدر ومنزلت نے بڑے بڑے نامور علماء پیدا کیے ہیں، اگر علوم وفنون کی یہ سرپرستی نہ ہوتی تو آج اسلاف کے علمی

کارناموں سے موجودہ نسلیں کس طرح مستفید ہوسکتی تھیں، دوسری طرف اِن مصنفین کا علم، تقدس، اور زہد و ورع ابنائے زمان پر پورا سکہ جمائے ہوئے تھا، کیونکہ اِن حضرات کی ساری جگر کاویاں محض اللہ تعالیٰ کے لیے تھیں، اِس لیے قرآن وحدیث سے جو کچھ سمجھا، اُس کو مخلوقِ الٰہی تک پہنچانا اپنا مذہبی فرض جانا۔ دنیا کے جس جس گوشہ میں مسلمان پھیلتے رہے اُن کے علمی ذخیرے وہاں کی زبانوں کا قالب بدلتے رہے، ہندوستان میں مسلمانوں نے قریباً ساڑھے آٹھ سو برس حکومت کی، اور چونکہ یہاں کی سرکاری زبان ہمیشہ فارسی رہی، اِس لیے مسلمانوں کا تمام لٹریچر یا تو عربی میں رہا یا فارسی زبان کے ذریعے یہ علوم پھیلے ۱۸۵۷ء کے بعد تک بھی بہت سے مصنفین کی تصنیفات فارسی ہی میں ملتی ہیں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان نے جو بلند پایہ علمی کارنامے پیش کیے وہ کسی باخبر انسان سے پوشیدہ نہیں ہیں، ان بزرگوں نے بڑی حد تک دینی مسائل کو سہل کردیا ہے، اور گذشتہ نصف صدی کے اکثر نامی گرامی علماء ان بزرگوں کی تصانیف کو کافی سمجھتے تھے، چنانچہ خاتم المحدثین حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ العرب والعجم ہونے کے علاوہ خاندان ولی اللّٰہی کے آخری جانشین ہوئے ہیں،

انہوں نے بھی کوئی معتد بہ تصنیف یادگار نہیں چھوڑی۔

اسی مسلک کے شدت کے ساتھ صاحبِ سوانح بھی پابند تھے،

راقم الحروف نے ایکبار عم محترم مولانا قاری عبدالسلام صاحب انصاری مرحوم سے عرض کیا کہ "صاحبِ سوانح اتنی بڑی شخصیت کے تو مالک تھے، لیکن آپ نے کوئی اہم کتاب تصنیف نہیں فرمائی، اور حضرت کے معاصرین میں بعض کی تصنیفات پائی جاتی ہیں، اس کا کیا سبب ہے"؟

مولانا نے جواب دیا "بعض خاص لوگوں نے یہی بات خود صاحبِ سوانح سے بھی پوچھی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ "بزرگوں نے اتنا کافی ذخیرہ فراہم کر دیا ہے کہ اس کے بعد ہم جیسوں کو تصنیف کی ضرورت ہی نہیں رہتی"۔

صاحبِ سوانح کو اپنے مرشد و استاذ حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اتنی محبت و عقیدت تھی کہ اخلاق و عادات گفتار و کردار، اور رفتار تک میں شاہ صاحب کا اتباع فرماتے تھے، چنانچہ منجملہ دیگر امور کے تصنیف و تالیف میں بھی صاحبِ سوانح نے اپنے شیخ کے مسلک کی پوری پیروی کی، اور اپنے زمانہ میں مرجعِ خلائق ہونیکے باوجود کوئی ایسی مہتم بالشان علمی یادگار نہیں چھوڑی، جسے آج پیش کیا جاسکے، تاہم ضروریات زمانہ کے مطابق آپ نے بعض مختصر مگر مفید رسالے

لکھے جو چھپ چکے ہیں اور جن سے خلقِ خدا نے فائدہ اُٹھایا ہے، چونکہ اُس وقت جبکہ یہ رسالے لکھے گئے، ملک کی علمی زبان فارسی تھی، لہٰذا آپ نے بھی یہ رسالے فارسی میں تحریر فرمائے، مگر اس کے ساتھ ہی چونکہ عوام میں اُس وقت اُردو زبان رائج تھی اور برابر سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی تھی، اِس لیے آپ نے بھی وقتی مصلحت اور رفتارِ زمانہ کا لحاظ رکھتے ہوئے اِن رسالوں میں سے بعض کو جب دوسری مرتبہ شائع کیا تو رفاہِ عام کے لیے اُن کی زبان اُردو رکھی۔ ہم ذیل میں آپ کے مصنفہ رسائل کی کچھ مختصر کیفیت قلمبند کرتے ہیں:-

۱۔ رسالہ تحفۂ نذریہ | مخرج حرف ض کے متعلق ہندوستان میں ایک ہنگامۂ محشر بپا ہوا، پایہ تخت دھلی جہاں اس فن کے بڑے بڑے ماہر پیدا ہوئے تھے، سب یکے بعد دیگرے رخصت ہو گئے، اور وہاں کے علمی حلقوں میں اِس مبحث نے مابہ النزاع شکل اختیار کر لی تھی، آخر میں اس مسئلہ کا حل دھلی کے علماء نے آپ پر منحصر کر دیا، چنانچہ کتاب کے شروع میں صاحبِ سوانح نے بھی مندرجہ ذیل عبارت میں اِس طرف اشارہ فرمایا ہے

"چوں بہ دہلی رسیدم باطلبہ واہلِ علم دہلی اتفاق مناظرہ افتاد، و ہر کس براہِ انصاف سلوک فرمودہ اتفاق بریں امر کردند کہ تلفظ لفظ ضاد از مخرجش کہ کنارۂ زبان و طواحن است باید کرد، و بجائے ضاد دال مفخمہ

ادا کردن غلط است، چنانچہ ظائے معجمہ ادا کردن ہم غلط است و تبدیل اسم ضاد باسم "ظاد" ہم غلط است کہ تمام مردم باسم ظاد گمراہ میشوند" الخ غرض اس کے بعد علمائے دھلی نے یہی فرمایا کہ اب اصل مطلب میں کوئی کلام نہیں رہا ہے، آپ صرف تشابہ کی وضاحت کسی فرصت میں کردیں، آپ کی تحقیق کے بعد ہم بالکل مطمئن ہوجائیں گے"۔ ادھر عالیجناب نواب مرزا نذر محمد بیگ صاحب رئیس لوہارو نے یہ بیڑا اُٹھایا کہ کسی طرح اس جھگڑے کا خاتمہ ہوجائے، اور حضرت کی خدمت میں اپنے خاص ایلچی بھیجے، لہٰذا حسبۃً للہ آپ وہاں تشریف لے گئے، سفر لوہارو میں جو حالات رونما ہوئے، اُنہوں نے حضرت کو **تحفۂ نذریہ** کی تالیف پر آمادہ کردیا، اس فارسی رسالے کے شروع میں ۸ صفحے کا مقدمہ ہے، جس میں آپ نے تصنیف کا مقصد بیان کیا ہے، پھر ایک تمہید، دس ابواب، اور خاتمہ امور متفرقہ کل ۴۸ صفحے کا رسالہ ہے رسالہ کے مطالعہ سے تمام مسائل تجوید ذہن نشین ہوجاتے ہیں، مہمات فن کی ایسی سلجھی ہوئی تحقیق کسی اور کتاب میں نہیں دیکھی گئی، حضرت کی زندگی میں **تحفۂ نذریہ** ایک بار دھلی، اور دوسری مرتبہ "مطبع نظامی کان پور" میں چھپا، مولانا رحیم الدین صاحب طرب دہلوی نے حضرت سے اجازت لے کر اس کا اردو ترجمہ **تبیین الضاد**

کے نام سے کیا جو حضرتِ مصنف کی حیات ہی میں چھپ کر ہاتھوں ہاتھ نکل گیا، اور اب کہیں نہیں ملتا، اسے تیسری مرتبہ مولانا قاری عبدالسلام صاحب انصاری نے "بلالی پریس ساڈھورہ" میں کانپور کے مطبوعہ رسالے کے نمونے پر چھپوایا، اور وہ بھی جلدی ختم ہوگیا۔

۲۔ فیوضِ رحمانی | یہ ۴۴ صفحات کا ایک مختصر رسالہ ہے، کوئی مستقل تصنیف نہیں، بلکہ اسے چند فتاویٰ کا مجموعہ کہنا چاہیے جو یکجائی شکل میں اس نام سے موسوم ہوگیا، یہ سب مضامین حضرت نے فارسی میں لکھے تھے، حافظ عبدالخالق صاحب دربھنگوی نے جناب مولانا قاری عبدالسلام صاحب انصاری سے درخواست کی کہ ان مفید مضامین کو اردو کے قالب میں تبدیل فرما دیجیے، چنانچہ مولانا موصوف نے نہایت سلیس ترجمہ کے ساتھ کچھ علمی تشریحات بھی اضافہ کردی تھیں، پھر اسے حافظ صاحب ممدوح نے اپنے صرف سے "مطبع قیومی کانپور" میں چھپوایا تھا، یہ مجھے معلوم نہیں کہ کتنی بار چھپا، اس رسالہ میں تین مسئلوں کا بیان کیا گیا ہے، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:-

(۱) پہلے مسئلے کو ایک بلیغ تمہید کے بعد خوب منقح کیا گیا ہے اور یہ بات صاف کردی کہ سمعیات میں صرف صحتِ روایت پر دار و مدار ہوگا، البتہ مجتہدات کے لیے تقلید ضروری ہے لہٰذا بسملہ بین السورتین

کے مسئلے میں ائمہ قرأت کا اتباع چاہیئے، خود ائمہ مجتہدین بھی مسائل قرأت میں قرار کی پیروی فرمایا کرتے تھے۔

(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حرفِ ضاد معجمہ کے مخرج کی ادائیگی میں بعض اہلِ علم نے حرف ظا کے مشابہ تلفظ کو درست قرار دیدیا تھا، اُنھوں نے تائید میں کچھ روایتیں بھی پیش کی تھیں، حضرت نے اس مغالطہ کو دُور فرمایا کہ یہ روایات اُمّی، معذور، اور فاقد الاستاذ کے متعلق ہیں جن کو غافل اور سست لوگوں پر منطبق نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا ماہر اُستاذ سے سیکھنا واجب ہے۔

(۳) کعبہ مکرمہ میں جو چار مصلے ہیں اُن کی نسبت کسی شخص نے مسئلہ پوچھا تھا، حضرت نے جواب دیا کہ جہات کی تمیز کے سوا ان مصلوں کا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے، جس مصلے پر چاہو نماز پڑھ لو، وہاں کوئی تکرار نہیں ہوتا، اتفاق سے مذہب بھی چار تھے، اور جہات بھی چار ہیں، اس لیے ہر جہت ایک ایک امام کے نام سے نامزد ہوگئی

۳- کشف الحجاب یہ ۲۶ صفحے کا رسالہ صاحب سوانح نے اہلِ حدیث کی تردید میں لکھا تھا، جب یہ رسالہ لکھا گیا اُس وقت اطرافِ ہند میں یہ جماعت بہت اُدھم مچا رہی تھی، سلفِ صالحین کے مسلکِ صحیح سے ہٹانے کے لیے طرح طرح کی تدابیر عمل میں لائی جارہی تھیں،

ائمہ اربعہ کی تقلید کو حرام اور شرک تک کہنے سے اہلِ حدیث نہیں چوکتے تھے، اور عوام سے اِن کا سوال ہوتا کہ تقلید کرنے پر تمہارے پاس کونسی آیت یا قولِ معصوم ہے؟ تو ان حالات میں حضرت سے بہت لوگ رجوع ہوتے۔ حالانکہ بحث و مباحثہ آپ کے مذاق کے برخلاف تھا، اور ایسے جھگڑوں میں نہ خود پڑتے، اور نہ دوسروں کے پڑنے کو پسند کرتے تھے، تاہم اظہارِ حق کے لیے آپ نے قلم اُٹھایا، معمر علماء جو حضرت کی زیارت کر چکے ہیں اُنہوں نے شاید پوری طرح یہ بات یاد رکھی ہو کہ آپ نے اہلِ حدیث کے متعلق اور کون کونسے رسالے لکھے ہیں، راقم کو صرف یہ رسالہ **کشف الحجاب** دستیاب ہوا ہے، اُس میں ایک جگہ حجت الزامی کے طور پر اہلِ حدیث سے آپ پوچھتے ہیں کہ "آخر تم حدیث کی سند کتبِ احادیث سے پیش کرتے ہو کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں ہے، تو اس کتاب کے مصنف کے صدق پر کونسی دلیل آیت یا حدیث کی ہے کہ جو کچھ اس محدث نے کہا وہ صحیح مانا جائے، اِس تقلیدِ مطلق، اور تقلیدِ شخصی پر بھی تو کوئی دلیل لاؤ، احادیث کے راویوں میں بھی تو صدہا اہلِ ہوا شیعہ اور خوارج بھرے پڑے ہیں، کیا بخاری شریف کے راویوں میں مروان بن حکم کا نام نہیں آتا؟ اندریں حالات اگر تقلیدِ شخصی پر انحصار نہ ہو تو کتنی گڑبڑ مچے گی۔ شیعہ کی کتبِ احادیث

"تہذیب"، "کلینی"، "استبصار" وغیرہ کو پھر غلط کہنے کا تمہارا کیا منہ رہے گا؟ لہٰذا سلامتی وامن اسی میں ہے کہ تقلید شخصی کا دامن مضبوط تھام لیا جائے"۔ جس طرح حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے تحفہ اثنا عشریہ میں شیعی مکائد کا پول کھولا ہے۔ اسی طرح صاحب سوانح نے اس مختصر رسالے میں اس فرقۂ اہل حدیث کے اکثر مکائد کو شیعوں کے مکائد سے تطبیق دی ہے حضرت مصنف کی زندگی میں یہ رسالہ چھپا تھا۔ آپ کے بعد اس کے دوبارہ چھپنے کی نوبت نہیں آئی، گویا ایک وقتی نسخہ تھا جو حاذق طبیب نے وبائی مریضوں کے لیے لکھا تھا، جب مرض جاتا رہا تو پھر اُس کی ضرورت نہیں رہی۔

۴۔ جوابات اسولۂ غیر مقلدین یہ ۲۰ صفحات کا رسالہ فارسی زبان میں ہے، اور دہلی کے مطبع خادم الاسلام میں چھپا تھا، مذہب اہل حدیث کے متعلق آپ سے چار اہم سوالات کیے گئے تھے، اس پر حضرت نے ۱۵ صفحات تک تو چند ضروری مقدمات تحریر فرمائے ہیں، اور پھر محققانہ جوابات کا مضمون باقی ۵ صفحوں میں آگیا ہے۔ جب آپ کے فتاویٰ ان شاء اللہ مستقل طور پر شائع ہوں گے، تو اُن میں یہ اہم اور معرکۃ الآرا بحث بھی شامل ہو جائے گی۔

۵۔ محو الفساد فی تلفظ الضاد

مولانا کریم بخش صاحب جو حضرت مولانا سید امام الدین صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے، انہوں نے صاحب سوانح سے خواہش کی تھی کہ حرف ضاد کے مخرج کے متعلق آپ ایک جامع تحقیق لکھدیں، تاکہ سب مشکلات حل ہو جائیں، اور کوئی مغالطہ باقی نہ رہے، صاحب سوانح نے اپنے اُستاذ زادے کی یہ خواہش منظور فرمالی، اور ۱۵ صفحات کا ایک محققانہ مضمون لکھا، جو فارسی زبان میں "محو الفساد" کے نام سے طبع ہو گیا تھا، پھر ۱۳۰۶ھ میں لوگوں کا یہ اصرار ہوا کہ اگر یہ رسالہ اُردو ترجمہ کے ساتھ چھپ جائے تو نفع زیادہ ہو، اس لیے حضرت نے وہ عربی عبارات جن کی ترجمہ میں ضرورت نہ تھی، حذف کردیں، صرف سند کے لیے بعض بعض عبارات رہنے دیں، اور ضروری تشریح کے ساتھ اُس کا ترجمہ خود ہی فرمادیا، اِس اُردو ترجمہ کی ایک کاپی مطبوعہ نامور پریس الہ آباد خاکسار راقم کے پاس موجود ہے۔

میرے علم میں صرف یہ پانچ رسالے حضرت نے مختلف اوقات میں مختلف ضرورتوں کے لیے تصنیف فرمائے، بہت ممکن ہے کہ بعض اور بھی قابلِ قدر رسائل آپ نے لکھے ہوں، جن کا مجھے علم نہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان کے علاوہ حضرت کے کسی رسالہ کا پتہ ہو، تو ازراہ کرم

مجھے ضرور اُس سے مطلع فرمائیں۔

آپ کے فتاویٰ

اِن پانچ رسائل کے علاوہ ایک معقول ذخیرہ میرے پاس اُن قابلِ قدر فتاویٰ کا بھی موجود ہے جو وقتاً فوقتاً صاحبِ سوانح نے لکھے یا لکھوائے، حضرت چونکہ اپنے علم و فضل کے باعث تمام ملک میں مشہور تھے لہٰذا دُور دُور سے آپ کے پاس بکثرت فتوے آتے رہتے تھے۔ اور اِنہیں مع جوابات کے آپ کاپیوں میں لکھوالتے رہتے تھے، اشد ضرورت تھی کہ اہم دینی مسائل کی ترویج و اشاعت کیلئے اِن فتاویٰ کو شائع کیا جاتا، تاکہ اُنسے خلقِ خدا کو نفع پہنچتا، لیکن افسوس ہے کہ حضرت کے جانشینوں اور آپ کے کثیر تلامذہ میں سے جو اطرافِ ملک میں پھیلے ہوئے ہیں، کسی کو اس امر کا خیال نہیں آیا کہ فقہ حنفیہ کے اِن منتشر جواہرات کو ایک لڑی میں پرو کر اُن کے بقاو قیام کی صورت نکالے، ورنہ کچھ دنوں بعد یہ بالکل ناپید ہو جائیں گے۔

وہ کاپیاں جن میں آپ فتوے لکھوایا کرتے تھے، یقیناً بہت سی ہوں گی، کیونکہ روزانہ آپ کے پاس بکثرت فتوے آتے رہتے تھے، مگر نہایت ہی افسوس ہے کہ اِس قسم کی متعدد کاپیوں میں سے مجھے صرف تین کاپیاں ایک محترم بھائی نے مرحمت فرمائی ہیں، میں فی الحال انہی کو بسا غنیمت سمجھتا ہوں، اور انشاءاللہ اولین فرصت میں اُنہیں چھپوا کر قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کرونگا، خدا کرے میں جلد تر اپنے وعدے کو پُورا کر سکوں۔ السعی منّی والاتمام من اللہ تعالیٰ۔

بابـــــــــــ ھشتدھم

خاندان اور اولاد کا حال

کتاب کے دوسرے باب میں آباؤ اجداد کا مختصر حال لکھ آیا ہوں، اس عنوان کو جداگانہ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ گھرانے اور اولاد کی مختصر کیفیت بھی یکجا قلمبند ہو جائے۔

ا۔ خاندان

آپ کے چچا اور اُن کی اولاد صاحب سوانح کے بڑے چچا حضرت قاری قادربخش صاحب علیہ الرحمۃ کی اولاد نرینہ نہیں تھی، صرف حافظہ وقاریہ رحیم النساء ایک صاحبزادی تھیں، جو مخدوم زادہ سعد اللہ صاحب عثمانی سے بیاہی گئی تھیں، ان محترمہ بی بی کے فرزند ارجمند مشہور ومعروف قاری نجیب اللہ صاحب پانی پتی تھے، قاری صاحب نے اپنے بزرگوار نانا کی تربیت پائی، اور پانی پت میں فن تجوید وقرأت کی مدتوں اشاعت کرتے رہے، پیرزادہ عبید اللہ صاحب اور پیرزادہ اخلاق اللہ صاحب قاری صاحب کے پوتوں میں ہیں، اور اپنے بال بچوں سمیت زندہ سلامت

موجود ہیں، حضرت کے چھوٹے چچا قاری احمدی صاحب جو قلعہ معلّی دھلی میں بڑے بھائی کے ساتھ شہزادوں کی تعلیم پر مامور تھے، اُن کی اولادِ نرینہ میں حافظ جان محمدؐ و حافظ علی محمد صاحبان، اور تین لڑکیاں نجیب النساء، زینب النساء، اور حکیم النساء تھیں، اول الذکر صاحب سوانح کی زوجۂ اولیٰ ہوئیں، ثانی الذکر مولوی قاری عبدالسلام صاحب عباسی کی نانی تھیں، ثالث الذکر کی شادی قاری نجیب اللہ صاحب مذکورۃ الصدر سے ہوئی تھی، حافظ جان محمدؐ صاحب سرکار کے صرف ایک صاحبزادے خواجہ صدیق احمدؐ صاحب ہوئے، جن کے بڑے صاحبزادے، خواجہ امیر احمد صاحب بی۔ اے وائس پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی پانی پت ہیں، چونکہ یہاں صرف تعارف ہی مقصد ہے اس لیے باقی اولاد کے نام نہیں لکھے جاتے۔

حافظ علی محمدؐ صاحب کے پانچ صاحبزادے ہوئے جن کے نام یہ ہیں حافظ علی احمدؐ صاحب وکیل ڈاکٹر کریم احمد صاحب۔ خانصاحب خواجہ لطیف احمدؐ بی۔ اے (علیگ) خواجہ شریف احمدؐ صاحب، صوفی خواجہ اقبال احمدؐ صاحب، اِن کے علاوہ تین صاحبزادیاں حسبِ تفصیلِ ذیل ہوئیں:-

۱- بی بی فصیح النساء- والدہ حاجی و قاری محمد عبدالقیوم صاحب عباسی

۲- بی بی امۃ السلام- زوجہ سید امیر احمد صاحب مرحوم میونسپل کمشنر-

۴۔ بی بی انتظام النسار۔ زوجہ خواجہ صدیق احمد صاحب مرحوم

صاحبِ سوانح کے دونوں محترم چچاؤں کی اولاد کا مختصر تذکرہ آچکا، اب حضرت کے بھائیوں اور بہن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(ب) بہن بھائی اور اُن کی اَولاد

آپ کے ایک بہن اور تین بھائی تھے، ہم ہر ایک کا حال اور اُنکی اولاد کی تفصیل الگ الگ بیان کرتے ہیں:۔

۱۔ بہن

صاحبِ سوانح کی بہن کا نام فہیم النسار تھا۔ یہ عمر میں تمام بھائیوں سے بڑی تھیں، حضرت کے والد نے جب وفات پائی، تو اُس وقت صرف اِن کی شادی ہوئی تھی، صاحبِ سوانح سے یہ آٹھ برس بڑی تھیں، اُنھوں نے بہت کافی عمر پائی، صاحبِ سوانح سے اِن کو بڑی محبت تھی، اِن کی اَولاد حسبِ ذیل ہوئی:۔

۱۔ مخدوم زادہ حکیم محمد ایوب صاحب عثمانی
۲۔ مخدوم زادہ پیر محمد یعقوب صاحب عثمانی
۳۔ مخدوم زادہ پیر محمد اسمٰعیل صاحب عثمانی
۴۔ بی بی آمنہ
۵۔ بی بی فاطمہ

(۱) حکیم محمد ایوب صاحب کے صاحبزادے مولوی قاری حکیم شہاب الدین صاحب اور تین صاحبزادیاں بی بی حشمت النساء بی بی ام کلثوم اور بی بی فخر النساء ہوئیں۔ افسوس ہے کہ حکیم شہاب الدین نے کوئی نرینہ اولاد نہیں چھوڑی۔

(۲) مخدوم زادہ محمد یعقوب صاحب جو صاحبِ سوانح کے داماد بھی تھے۔ اُن کے صرف ایک صاحبزادے مخدوم زادہ محمد یوسف صاحب کبیر السن ہو کر لاولد فوت ہوگئے۔

(۳) مخدوم زادہ محمد اسماعیل صاحب کا عالم شباب میں انتقال ہوگیا، اُس وقت تک اُن کی شادی نہیں ہوئی تھی۔

(۴) بی بی آمنہ بھی لاولد فوت ہوگئیں۔

(۵) بی بی فاطمہ جن کی شادی مولوی حافظ جان محمد صاحب سرکادے سے ہوئی تھی، اُن کے صرف ایک صاحبزادے خواجہ صدیق محمد صاحب تھے، جن کا میں اوپر تذکرہ کر آیا ہوں۔

۲۔ بھائی

صاحبِ سوانح کے تین بھائی تھے۔ اُن کا حال اور اُن کی اولاد کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:۔

(۱) قاری عبداللہ صاحبؒ۔ یہ حضرت سے چار برس بڑے تھے،

قرآن مجید کی یادداشت کا یہ عالم تھا کہ ایک روز سوتے سوتے تلاوت میں متشابہ لگا تو صاحب سوانح نے بتایا، اُس وقت جاگے، اور پُوچھا "اخوہ میں تو سو رہا تھا۔" صاحب سوانح نے فرمایا "میں نے تو جاگتے ہوئے آپ کے کئی سیپارے سُنے"۔ پیرزادہ ظہور احمد صاحب نے یہ روایت، راقم سے بیان کی ہے۔

قاری صاحب شہر میں اُستاذ الکل مانے جاتے تھے، ایک دفعہ بڑ والی مسجد میں اُنہوں نے شبینہ کیا، لوگوں کا خیال تھا کہ صاحب سوانح سے شبینہ میں پڑھوانا بہت مشکل امر ہے، کیونکہ وہ اس طرح پڑھنا پسند نہیں فرماتے قاری صاحب نے فرمایا "میں اُن سے پڑھواؤں گا"۔ چنانچہ تشریف لا کر فرمایا "آج میں نے شبینہ کرایا ہے، آپ کو سورہ بقرہ پڑھنی پڑیگی" حضرت نے یہ سُن کر فرمایا "بہت اچھا، آپ سے کیا عُذر کر سکتا ہُوں"۔

قاری صاحب مرحوم کا مکان محلہ مخدوم زادگان کی گلی قاریاں میں موجود ہے آپ کے دو صاحبزادے خواجہ حافظ خلیل اللہ صاحب اور خواجہ حافظ انعام اللہ صاحب تھے، اول الذکر کے ایک صاحبزادے خواجہ احسان اللہ صاحب اور تین صاحبزادیاں ہوئیں، موخر الذکر کے صرف تین صاحبزادیاں ہوئیں۔

خواجہ قاری احسان اللہ صاحب کی اولادِ نرینہ میں حافظ خواجہ

اکرام اللہ صاحب اور خواجہ محفوظ اللہ صاحب اہل و عیال سمیت موجود ہیں، بخوفِ طوالت اولاد دختری کا ذکر یہاں حذف کر دیا گیا ہے۔

قاری صاحب کی ایک دختر بی بی جمیل النسار تھیں جو حافظ خواجہ علی محمد صاحب کے عقد میں آئیں، جن کے بطن سے والدہ حاجی قاری محمد عبدالقیوم صاحب یعنی بی بی فصیح النسار ایک لڑکی اور حافظ علی احمد صاحب وکیل اور ڈاکٹر خواجہ کریم احمد صاحب دو لڑکے پیدا ہوئے۔

(۲) قاری عبدالرحیم صاحبؒ۔ یہ صاحب سوانح سے عمر میں کچھ چھوٹے تھے، ان کی پہلی شادی حضرت مخدوم صاحبؒ کے سجادوں میں اپنے نانا کے ہاں ہوئی تھی، اُن سے صرف ایک دختر بی بی رقیہ تھیں، جو شادی ہونے کے بعد عالمِ شباب ہی میں لاولد فوت ہو گئی تھیں، پھر قاری صاحب تعلیم تجوید و قرأت کی ترویج کے لیے شہر اعظم گڈھ میں اقامت گزیں ہو گئے اور حسبِ تحریر صاحبِ سوانح وہاں ایک رئیس کے یہاں شادی کر لی تھی جن کے بطن سے ایک صاحبزادے قاری خواجہ عبدالعلیم صاحب، اور دو صاحبزادیاں بی بی سکینہ بیگم اور بی بی زینب بیگم اولاد پیدا ہوئی قاری عبدالعلیم صاحب نے اعظم گڈھ میں شادی کی، اُن سے دو لڑکے عزیزی خواجہ عبدالوحید اور عزیزی خواجہ عبدالحفیظ موجود ہیں، دو لڑکیاں جوانی میں شادی کے بعد ایک ایک بچی چھوڑ کر فوت ہو گئیں، ایک کا نام قمر النسار

اور دوسری کا نام بدرالنسار تھا، قمرالنسار راقم کے برادرِ بزرگ خواجہ حافظ ابوالحسن صاحب سے منسوب تھی۔

بی بی سکینہ بیگم کی شادی اعظم گڈھ میں ہوگئی تھی، اُن سے صرف ایک لڑکی سعیدہ بیگم تھی جو لاولد فوت ہوگئی، اور اب وہ بھی انتقال فرماگئیں

بی بی زینب بیگم کا عقد قاری صاحب نے راقم تذکرہ کے والد مولوی قاری محمد عبدالعلیم صاحب سے کیا تھا، اُن کی اولاد حسب ذیل ہوئی خواجہ ابوالحسن مرحوم، راقم الحروف محمد عبدالحلیم، عینا النسار، شفیع النسار

(۳) قاری عبدالعزیز صاحب۔ یہ صاحب سوانح سے بہت ہی چھوٹے تھے، بلکہ حضرت اُن کو بمنزلہ اولاد ہر وقت ساتھ رکھتے تھے۔ قاری صاحب کی تربیت اور تمام امور صاحبِ سوانح ہی نے انجام دیے، جبتک آپ باندہ میں قیام پذیر رہے، قاری صاحب ساتھ رہے، اور جب وہاں کے تعلق سے علیحدگی اختیار کرکے پانی پت تشریف لائے تو اخیر دم تک اُن کو ساتھ رکھا، مخدوم زادوں میں ایک جگہ اُنکی شادی کردی تھی، مگر کوئی اولاد نہیں ہوئی، حضرت کے سامنے ہی قاری صاحب نے وفات پائی، چونکہ لاولد فوت ہوگئے تھے حضرت نے اُن کی کل جائداد سب وارثوں کی مرضی سے تاحین حیات بیوہ کے نام کردی تھی، اور وہی اُس پر قابض رہیں، اُن کے اِنتقال کے بعد پھر یہ جائداد قاری صاحب

کے وارثانِ بازگشت کے پاس لوٹ آئی، اِن بزرگ بی بی کو راقم الحروف نے دیکھا ہے، چند ہی سال انتقال کو ہوئے ہیں

(ج) صاحب سوانح کی ازواج و اولاد

۱۔ آپ کی پہلی بیوی کی اولاد

حضرت کی پہلی بی بی کا نام نجب النسار تھا، اُن سے ایک صاحبزادے خواجہ عبد العلی عرف محمد نذیر پیدا ہوئے۔ افسوس اُنہوں نے خاندانی علوم میں سے کچھ حاصل نہ کیا، پٹوار سیکھ کر بیشتر وقت ملازمت میں گذارا اُن کے صرف تین صاحبزادے تھے، خواجہ عبد الغنی، خواجہ عبد المغنی اور خواجہ عبد اللطیف، اِن تینوں میں سے کوئی حافظِ قرآن بھی نہیں تھا خواجہ عبد العلی صاحب کا اِنتقال حضرت کے سامنے ہی ہو گیا تھا، وفات سے دو تین سال قبل مرحوم کو کچھ اپنی اصلاح کا خیال آیا، حضرت سے بیعت بھی ہو گئے تھے، لیکن آخر اجلِ مسمی کا نہ ٹلنے والا وقت آگیا، اور آپ والد کو جدائی کا داغ دے گئے۔ اِن کے بچوں کی خبر گیری حضرت ہی کرتے تھے، بالخصوص خواجہ عبد اللطیف مرحوم سے بہت لگاؤ تھا، اِسی لیے اپنی زندگی میں اُنہیں گذارہ کے لیے معقول جائداد زرعی و سکنی بھی دیدی تھی، مگر مرحوم نے بعد میں وہ سب کھا اُڑا دی، سخت کوشش کے باوجود

اُنھوں نے کچھ لیاقت حاصل نہیں کی۔ ان کے دو لڑکے خواجہ عبد العظیم اور خواجہ عبد السلیم، اور ایک لڑکی امۃ العظیم موجود ہیں، اور سب کی شادیاں ہو چکی ہیں۔

خواجہ عبد الغنی لاولد فوت ہو گئے۔

خواجہ عبد المغنی نے ایک لڑکی یادگار چھوڑی، جس کی اب شادی ہو چکی ہے۔

خواجہ عبد العلی مرحوم کی بڑی بہن بی بی حفیظ النسا، حضرت کی سب سے پہلی اولاد تھیں، حضرت نے ان کی شادی اپنے خواہر زادے مخدوم زادہ محمد یعقوب صاحب سے کر دی تھی، جن سے صرف ایک صاحبزادے مخدوم زادہ محمد یوسف صاحب کبیر السن ہو کر لاولد فوت ہوئے

۲۔ حرم کی اولاد

غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے، جبکہ آپ باندہ میں قیام پذیر تھے النس الحبیب نامی آپ کی ایک حرم تھیں، اُن سے ایک صاحبزادے قاری محمد حسن صاحب پیدا ہوئے۔ قاری صاحب کی پہلی شادی پانی پت میں ہوئی تھی، اُن کے بطن سے خواجہ محمد یونس صاحب موجود ہیں، جن کے صغیر السن بچے کا نام محمد یٰسین ہے، اور تین لڑکیاں ہیں۔

قاری صاحب کی دو لڑکیاں بی بی عالیہ اور بی بی عائشہ تھیں

اول الذکر کبیر السن ہو کر لاولد گذر گئیں، اور ثانی الذکر کی یادگار میر قربان علیؓ، اور بی بی رفیقہ و صدیقہ ہیں۔

قاری صاحب ترویج تعلیم قرآن کے لیے حضرت کی زندگی ہی میں بمقام گیا اقامت گزیں ہو گئے تھے، وہاں آپ نے متعدد شادیاں کیں، جن سے اولاد بھی ہوئی، لیکن پانی پت کی موجودہ اولاد نے میری کوئی مدد معلومات بہم پہنچانے میں نہیں کی۔

(۳) دوسری بیوی کی اولاد

غدر ۱۸۵۷ء سے تین چار سال قبل حضرت نے پانی پت میں ایک دوسری شادی کی، یہ بی بی بہت صالحہ اور نہایت منتظمہ تھیں، ان کا نام نجیب النساء تھا، عمر رسیدہ ہو کر پندرہ سیپارے حفظ کر لیے تھے، روزانہ پوری تلاوت فرمالیتی تھیں، وقت کا بیشتر حصہ عبادت اور یادِ الٰہی میں صرف ہوتا تھا، بڑے بڑے علماء و فضلاء ان کے تقدس کے معتقد تھے، ازواج میں سے حضرت کی خدمت کا بھی زیادہ موقع انہی کو حاصل ہوا ہے۔ ان کے پاس جائداد بھی وافر تھی، ان کی اولاد کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) غدر ۱۸۵۷ء سے قبل ایک صاحبزادی حسیب النساء پیدا ہوئیں لیکن شیر خوارگی ہی کے زمانہ میں گذر گئیں۔

(۲) غدر ۱۸۵۷ء کے ایک سال بعد عم محترم مولانا قاری محمد عبد السلام صاحب انصاری پیدا ہوئے۔

(۳) ان سے چار پانچ سال بعد محترمہ پھوپھی سیدۃ النساء صاحبہ اور

(۴) سوا برس پیچھے محترمہ پھوپھی میمونۃ النساء صاحبہ پیدا ہوئیں

(۵) بالکل آخر میں راقم الحروف کے والدِ محترم مولانا قاری حاجی محمد عبد العلیم صاحب پیدا ہوئے، یہ حضرت کی سب سے آخری اولاد تھے۔

عم محترم مولانا محمد عبد السلام صاحب کی پہلی شادی عثمانی خاندان میں ایک بی بی امۃ السلام نامی سے ہوئی تھی، صاحبِ سوانح نے یہ تقریب بڑی دھوم سے منائی تھی، اس زمانہ میں شریف گھرانے بھاجی کیا کرتے تھے، حضرت نے مولانا مرحوم کی اس شادی پر یہ ضیافتِ عام کی تھی، مگر ساتھ ہی معتبر بزرگوں نے یہ بھی بتلایا کہ آپ نے کوئی خلافِ شرع رسم نہیں ہونے دی۔ افسوس مولانا عبد السلام صاحب کی ان اہلیہ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

جب مولانا کی عمر ۳۵-۴۰ سال کے قریب ہوگئی تو حضرت اُن کی دوسری شادی کی تجویز ہی میں تھے کہ مولانا نے از خود پیر عطاء اللہ صاحب کی صاحبزادی حیدری بیگم سے جو بیوہ ہوچکی تھیں، عقد کرلیا۔

ان کے بطن سے مجبورۃ النساء، نفیسۃ النساء، صفیۃ النسا

اور امتہ الحفیظ چار صاحبزادیاں، اور مولوی قاری عبدالحمید صاحب ایک صاحبزادے اولاد ہوئی، پانچوں کی اولاد کی تفصیل یہ ہے

(۱) مجبورۃ النسار زوجہ قاضی حمید حسن مرحوم، اِن کے کوئی اولاد نہیں

(۲) نفیسۃ النسار جو پیر ذکار اللہ صاحب عثمانی سے منسوب تھیں اِن کا انتقال ہو چکا ہے۔ محمد اشرف اور رفیق النسار دو بچے چھوڑے۔

(۳) مولوی عبدالحمید صاحب کی زوجۂ اولیٰ سے ایک لڑکا عبدالمنان جو حافظِ قرآن بھی تھا اور نویں جماعت میں پڑھتا تھا، دق کے نامراد مرض کا شکار ہو کر بیس سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اس نوجوان کی شادی ہو گئی تھی، اس نے ایک معصومہ مشکورۃ النسار یادگار چھوڑی

مولوی صاحب کی زوجۂ اولیٰ کے بطن سے اب صرف ایک لڑکی منصورۃ النسار کے سوا اور کوئی اولاد نہیں۔

مولوی صاحب نے دوسرا عقد قاری محمد حسن مرحوم کی نواسی صدیقۃ النسار سے کیا تھا، اِن سے بھی کوئی اولاد موجود نہیں۔

(۴) صفیۃ النسار کی شادی خانصاحب خواجہ لطیف احمد صاحب بی۔ اے سے ہوئی، اِن کے بطن سے سات لڑکیاں ذکیہ، رضیہ، زاہدہ اختر النسار، طاہرہ، صغیرہ، ام سلمہ اور دو لڑکے اکرام احمد و محمود احمد اولاد موجود ہے۔

(۵) امۃ الحفیظ کی شادی کاکوری (ضلع لکھنؤ) کے انصاری خاندان میں بابو عبدالقیوم صاحب سے ہوئی تھی، اب یہ بیوہ ہوگئی ہیں، ان کے ایک لڑکا سعید اختر اور چار لڑکیاں رئیسہ، عارفہ، زبیدہ، اور نجمہ اولاد ہے۔

حضرت کی صاحبزادی بی بی حافظہ وقاریہ سیدۃ النساء کا عقد کرنال کے شیخ زادوں میں جناب پیرزادہ امام الدین صاحب فاروقی سے ہوا تھا۔ مولوی حافظ شریف الدین صاحب ہیڈ کلرک خزانہ کرنال انہی محترمہ کے اکلوتے فرزند ہیں

حافظ صاحب موصوف کے ایک لڑکا حافظ محمد یحییٰ اور ایک لڑکی امۃ الرؤف زوجۂ اولیٰ کے بطن سے، اور ایک بچی ساجدہ نامی اور ایک شیرخوار بچہ محمد ابراہیم دوسری بیوی کی اولاد ہے۔

بی بی سیدۃ النساء کے بطن سے ندرۃ النساء نامی ایک لڑکی بھی تولد ہوئیں

ندرۃ النساء کے پہلے عقد سے دو لڑکے حافظ اعجاز الاسلام اور افتخار الاسلام موجود ہیں۔ دوسرا عقد انہوں نے میر معز حسین سے کیا۔ ان سے ایک لڑکا شوکت حسین پیدا ہوا۔

صاحب سوانح کی چھوٹی صاحبزادی حافظہ وقاریہ میمونۃ النساء

کا عقد مولوی قاضی انوارالاسلام صاحب عثمانی سے ہوا تھا، اُن سے حسبِ ذیل اولاد پیدا ہوئی:- قاضی اظہار الاسلام، حافظ اجبار الاسلام حافظ ظہیر الاسلام تین صاحبزادے، اور ایک صاحبزادی مطہرۃ النساء

(۱) قاضی اظہار الاسلام صاحب کے دو لڑکوں کا ذکر تو اوپر آچکا ہے جو ندرۃ الغفار کے بطن سے پیدا ہوئے، اِن کی دوسری شادی پیرجی محمد یعقوب صاحب تھانوی کی صاحبزادی سے ہوئی، اُن سے دو لڑکے بشیر الاسلام اور نذیر الاسلام، اور شمیمہ و نجمہ دو لڑکیاں ہیں۔

(۲) حافظ اجبار الاسلام صاحب کی شادی حکیم محمد اشرف صاحب عثمانی کے ہاں ہوئی، اُن سے دو لڑکیاں معرفہ و عارفہ ہیں۔

(۳) حافظ ظہیر الاسلام کی شادی خاکسار راقم کی ہمشیرہ شفیع النساء سے ہوئی، اِن کے دو لڑکے نسیم الاسلام اور عبیر الاسلام اور چار لڑکیاں طیبہ، مطہرہ، طاہرہ اور زاہرہ موجود ہیں۔

(۴) مطہرۃ النساء کا عقد انبہٹہ (ضلع سہارنپور) کے انصاری خاندان میں منشی محمد ابراہیم صاحب سے ہوا تھا، اُن کی اولاد کے نام یہ ہیں:- حکیم محمد صالح، حافظ محمد طیب، حافظ محمد شعیب، سعید اختر چار لڑکے اور امۃ الودود، مسعودہ خاتون، امۃ القدوس تین لڑکیاں سب الحمد للہ موجود ہیں۔

حضرت کی سب سے چھوٹی اولاد راقم کے والد محترم مولانا محمد عبدالعلیم صاحب تھے آپکی شادی ۱۳۰۰ھ میں قاری عبدالرحیم صاحب انصاری کے ہاں ہوئی حضرت کو والدہ ماجدہ سے بیحد محبت تھی، کیونکہ وہ حقیقی بھتیجی بھی تھیں اور بہو بھی۔ ان کے بطن سے حسب ذیل اولاد ہوئی:۔ خواجہ ابوالحسن مرحوم، خاکسار محمد عبدالحلیم دو لڑکے، اور عینا رالنسار و شفیع النسار دو لڑکیاں۔

(۱) خواجہ ابوالحسن صاحب کی شادی قمرالنسار بنت خواجہ عبدالعلیم صاحب سے ہوئی تھی۔ مگر ایک بچی زیب النسار یادگار چھوڑ کر ۱۹۲۹ء میں دونوں کا انتقال ہو گیا۔

(۲) راقم کا پہلا عقد عظمت النسار دختر خواجہ صدیق احمد صاحب مرحوم سے ہوا، اُن سے کوئی بچہ بھی صحیح وسالم پیدا نہ ہوا، کوئی ایسی اندرونی شکایت مقامی ماہر ڈاکٹر نے بتائی، جس پر دوسرا عقد حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ خاندان میں مخدوم زادہ حسام الحق صاحب عثمانی کی لڑکی ضیار النسار سے کیا گیا۔ اِن سے ایک بچہ محمد عثمان دس مہینے کا ہو کر گذر چکا تھا، اب ایک بچی فاطمہ زہرار بعمر ساڑھے چار سال موجود ہے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔

(۳) عینا رالنسار کا پہلا عقد قاضی حافظ غلام احمد صاحب عثمانی سے ہوا تھا۔ اُن سے صرف ایک لڑکا غلام احمد موجود ہے، پھر دوسرا عقد قاضی اعجاز احمد صاحب بی۔ اے سے ہوا، جن سے دو بچیاں شمشاد جہاں

اور فاروق جہاں موجود ہیں۔

(۴) شفیع النساء کی شادی اور اُن کے بچوں کا تذکرہ قاضی ظہیرالاسلام صاحب کے ضمن میں آچکا ہے۔

جب راقم کی والدہ ہم سب بہن بھائیوں کی صغرسنی میں رحلت فرماگئیں تو والدِ مرحوم نے دوسرا عقد حافظ اکرام اللہ صاحب عثمانی کیرانوی کی دختر سے کیا تھا، لیکن اس عقد کے بعد والد صاحب صرف دو تین مہینے پانی پت رہے، پھر ملکِ حجاز کو ہجرت فرماگئے، والد صاحب کی اِن منکوحہ سے صرف ایک لڑکا حافظ عبدالرؤف پیدا ہوا، عزیز موصوف کی شادی تھانہ بھون (ضلع مظفرنگر) کے ایک شریف خاندان میں ہوگئی ہے، اُن کے صرف ایک بچی فریدالنساء نامی ہے۔

یہ ہے صاحبِ سوانح کے خاندان اور آپ کی اولاد کا مختصر تذکرہ ◆

باب نوزدھم

مرض الموت اور سفرِ آخرت

جب صاحبِ سوانح کی عمر شریف چھیاسی[۸۶] برس کی ہوگئی تو بمقتضائے سن آپ کے قوائے جسمانی مضمحل ہونے لگے۔ اول اول نقرس کا دورہ ہوجاتا تھا، اسی لیے پاؤں پر پٹی بندھی رہتی تھی، پھر آنکھوں میں پانی اُتر آیا، چنانچہ آپ نے ماہرِ علاجِ چشم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب سے مظفر نگر جاکر آنکھ بنوائی، یہی وہ سفر تھا جس میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اور علمائے دارالعلوم دیوبند نے حضرت سے شرفِ تلمذ حاصل کیا ہے۔

مظفر نگر میں آنکھوں کا قدح نہایت کامیاب رہا، اور اس کے بعد آپ قلمی کتاب بہ آسانی پڑھ لیتے تھے

نقرس کی تکلیف اور آنکھوں کی اس کمزوری کے دوران میں بھی آپ برابر اپنے سب مشاغل انجام دیتے رہے، اور سلسلۂ فیوض و برکات جاری رہا، حتیٰ کہ جو آخری وعظ آپ نے مسجد جامع میں بروزِ جمعہ فرمایا۔ اُس وقت تک کسی کو یہ سان وگمان بھی نہ تھا کہ اجلِ مسمّیٰ کا وقت

آگیا ہے، حسب تحریر شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالیؒ "آپ کی عادت مستمرہ اِس کلمے پر وعظ ختم کرنے کی تھی "باقی بیان انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہوگا" اور اِس وعظ میں موت، تجہیز، وتکفین، اور تدفین کے مسائل بیان فرمائے اور "باقی بشرطِ زندگی" کہہ کر وعظ ختم فرما دیا۔

حضرت پر یکایک ہیچش کے مرض کا دَورہ پڑا، جس کی شدت سے آپ بعض اوقات بیہوش ہو ہو جاتے تھے،

راقمِ تذکرہ کے والدِ مرحوم مولانا قاری محمد عبدالعلیم صاحب کو اُن کا رجحانِ طبع دیکھ کر آپ نے حاذق الملک حکیم عبدالمجید خانصاحب دہلوی کے پاس بھیجکر طب کی مکمل تعلیم دلائی تھی، والدِ مرحوم کے علاج پر حضرت کو بہت اطمینان تھا، مگر اِس موقع پر وہ اتفاقاً مظفر نگر گئے ہوئے تھے، حالتِ مرض میں جب حضرت کو ذرا ہوش آیا، اور حالت سنبھلی تو فرمایا "عبدالعلیم کو تار دیدو" لیکن عمِ محترم مولانا محمد عبدالسلام صاحب نے جو ہر وقت پاس رہتے تھے، حضرت کی حالت بہتر خیال کرتے ہوئے بھائی کو تاکیدی خط لکھدیا، تار نہیں دیا۔ اور علاج میں ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔

آناً فاناً حضرت کی بیماری کا چرچا سارے شہر میں پھیل گیا، اور شہر والوں کے غول کے غول مزاج پرسی کے لیے آنے لگے، چنانچہ مردانے کے ایک حصہ میں

الگنی ڈال کر پردے لٹکا دیے گئے، تاکہ عیادت کرنے والوں کو سہولت رہے اور مستورات بھی حضرت سے علیحدہ نہ ہونے پائیں، ایک دن آپ کو مرض سے کچھ افاقہ ہوا تو دیکھا کہ ڈاکٹر کریم اللہ صاحب جو مہاراجہ پٹیالہ کے معالجِ خصوصی تھے، پاس بیٹھے ہیں، آپ بہت خوش ہوئے، اور فرمایا "کیوں نہ ہو، آخر محبت ہی تو ہے۔" ڈاکٹر صاحب مرحوم کو حضرت سے کمال درجہ عقیدت اور محبت تھی، وہ خبر پہنچتے ہی پانی پت آگئے تھے،

پھر ہم محترم مولانا عبدالسلام صاحب سے حضرت نے پوچھا کہ "ابتک عبدالعلیم کیوں نہیں آئے؟" انہوں نے عرض کیا کہ "تار سے وہ گھبرا جاتے، اس لیے میں نے آپ کی مفصل کیفیت انہیں خط میں لکھ دی ہے وہ خط امید ہے کہ انہیں آج مل گیا ہوگا، اور وہ دھلی سے کچھ ادویہ بھی تجویز کرتے لائیں گے۔" یہ سُن کر آپ خاموش ہوگئے، لیکن حضرت دادی اماں صاحبہ نے اسی وقت تار بھی دلا دیا، اور شام تک والد صاحب آگئے، حضرت انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے، جو دوائیں وہ اپنے ساتھ لائے تھے، اُن کو ڈاکٹر کریم اللہ صاحب نے بھی پسند فرمایا، غرض دونوں صاحبوں کے مشورہ سے جو نسخہ تجویز ہوا اس کے استعمال سے بہت نفع ہوا اور ایک دو روز ایسی حالت رہی کہ سب کو یقین ہو چلا کہ انشاءاللہ بتدریج شفا ہو جائیگی، مرض کے پے در پے حملوں نے اگرچہ حضرت کو بہت ناتوان

کر دیا تھا، لیکن ابھی تک مایوسی کی کوئی وجہ نہ تھی، آخر تیسری مرتبہ ہچکی کا ایسا زبردست دورہ پڑا کہ اب سب معالج بھی مایوس ہو گئے، اور سارے شہر میں سنسنی پھیل گئی، زائرین کا تانتا بندھ گیا، اب یہ حالت تھی کہ ہر پانچ منٹ کے بعد لوگوں کا ایک غول یکے بعد دیگرے آتا تھا، اور زیارت کرنے کے بعد نہایت خاموشی سے واپس چلا جاتا تھا، اس وقت مستورات کو پاس سے ہٹا دیا گیا تھا، حافظ شریف الدین صاحب، اور قاضی اظہار الاسلام صاحب جن کی عمر اس وقت دس گیارہ سال کی تھی، انکو تیمارداروں نے یہ کام سپرد کیا تھا کہ مختلف گھرانوں کی جو بکثرت بیبیاں مزاج پرسی کے لیے آرہی تھیں انہیں اندر لے جاکر پردہ کے پیچھے بٹھاتے تھے۔ دونوں صاحبزادے، اور مولوی محمد ابراہیم صاحب کرنالی، مولانا راغب اللہ صاحب، مولوی حبیب اللہ، مولوی عبدالسلام صاحب یہ سب اصحاب اکثر خدمت میں حاضر رہتے تھے۔

جب بالکل قریب وقت آگیا تو حضرت نے آنکھیں کھولیں، حافظ شریف الدین صاحب اور قاضی اظہار الاسلام صاحب دونوں کو کسی کام کے بہانے سے رخصت کر دیا۔

پیر بقاء اللہ صاحب کا بیان ہے کہ مولانا الطاف حسین صاحب حالی کو اس وقت میں نے بہت بیتاب دیکھا، وہ ایک طرف بیٹھے

زار و قطار رو رہے تھے۔ حضرت نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا، اور میں نے فوراً حضرت کے دونوں قدم چوم لیے"۔

قاضی اظہار الاسلام صاحب کہتے ہیں کہ "میں یہ سمجھ کر کہ حضرت نے ابھی مجھ سے بات کی ہے، گھر آیا، اور کتاب دیکھنے لگا۔ یکایک فوراً کسی نے آکر کہا "تم تو یہاں بیٹھے ہو اور حضرت انتقال فرما گئے"۔ میں اُسی وقت اُٹھ کر بھاگا، جب میں حضرت کے پاس سے گھر آیا تھا تو صرف چند ہی اشخاص وہاں موجود تھے، لیکن اب جو واپس گیا، تو مسجد سے لیکر حضرت کے مکان تک اِتنی بھیڑ تھی کہ مجمع کو چیرتا ہوا گھر پہنچا، مکان کی دونوں منزلوں میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی، آناً فاناً سارا شہر سوگوار ہو گیا بازار بند کر دیے گئے، اور سب کاروباری لوگ یہیں سمٹ آئے"۔

قصہ مختصر ربیع الاول ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۸۹۶ء بروز دوشنبہ عصر سے ذرا پہلے یہ آفتاب علم و فضل اِس عالمِ فانی سے ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔

قبر کی تجویز اور ہجوم خلائق قوم انصار کا قبرستان قدیم حضرت امیر مودود لاری رحمۃ اللہ علیہ متصل عیدگاہ مقرر ہے۔ گھرانے والوں کا خیال تھا کہ حضرت کو عیدگاہ کے شرقی جانب برج رقیہ کے متصل حظیرہ پر دفن کیا جائے، برادری کے لوگ صاحبزادوں پر یہ زور ڈال رہے تھے کہ مزار

حضرت امیر مودود رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں قبر تیار ہو۔

حسبِ بیان حکیم امین اللہ صاحب اُس وقت تلامذہ و مسترشدین خاص یعنی مولانا راغب اللہ صاحب و مولوی حبیب اللہ صاحب میں سے کوئی بھی موجود نہ تھا کہ کوئی بات طے ہو جاتی۔ اہلِ حرفہ مسلمانوں میں سے کسی نے جو حضرت کا معتقد تھا کہا "صاحبزادوں کو خود کوئی جگہ تجویز کرنے میں جلدی نہ کرنی چاہیئے۔ حضرت کے دونوں وزیر مولانا راغب اللہ و مولوی حبیب اللہ صاحبان اس وقت یہاں نظر نہیں آتے۔ وہ ضرور اسی بندوبست میں ہوں گے۔ سب کو اُن کی تجویز کا اتباع کرنا پڑیگا۔" مجمع بھی یہ سُن کر حیرت میں گیا کہ یہ دونوں بزرگ زندگی میں ہر وقت ساتھ رہتے تھے مگر اِس اہم موقع پر کہاں چلے گئے؟

یہ چہ میگوئیاں ہو ہی رہی تھیں کہ دونوں بزرگ تشریف لے آئے، اور فرمایا "اجمیر سے جو سیدھی سڑک غرب کی طرف جاتی ہے، اُس پر تھوڑی دور آگے برلبِ سڑک بجانب شمال ایک دلکشا قطعۂ زمین جو "بڑ والا کھیت" کے نام سے موسوم ہے، وہ ہم نے حضرت کے مزار کیلئے پسند کیا ہے، اور دو سو روپے میں دو بیگھہ اسی وقت خرید کر داخلخارج کرا دیا ہے، اب حضرت وہیں دفن ہوں گے۔"

یہ سنتے ہی حاضرین میں سے ایک شخص کی زبان سے بے ساختہ یہ

الفاظ نکلے "واہ حضرت! بڑ کا سایہ نہ چھوڑا، زندگی میں بڑ والی مسجد آباد رکھی، مرنے کے بعد اب بڑ والہ کھیت آباد ہوگا۔"

یہ دونوں حضرات صاحبِ سوانح کا انتقال ہوتے ہی فوراً امیر کچہری کے محلہ میں گئے، اور مالکِ زمین جو ایک پٹھانی بی بی تھیں اُن سے کہا کہ "حضرت کا ابھی ابھی انتقال ہوگیا ہے، آپ کے مزار کے لیے ہم نے تمہاری زمین منتخب کی ہے، بشرطیکہ تم اُسے قیمتاً دے سکو" اُنھوں نے کہا "میں پورا اختیار دیتی ہوں، آپ میری زمین میں حضرت کو جہاں چاہیں دفن کردیں" مولوی حبیب اللہ صاحب نے فرمایا "ہم دو بیگھہ اراضی نقد قیمت ادا کرکے لینا چاہتے ہیں" اُن بی بی نے عرض کیا کہ "اِس مقدس ہستی کے لیے جس طرح آپ کہیں مجھے منظور ہے، البتہ ایک قبر کی جگہ اپنے لیے باقی رکھوں گی، تاکہ حضرت کا جوار مجھے بھی نصیب ہوجائے۔" چنانچہ فوراً سید نذیر علی صاحب تحصیلدار پانی پت کو وہیں بُلاکر، اُن کے سامنے دو سو روپے جو حضرت دادی اماں صاحبہ کے پاس سے لے آئے تھے، اُن بی بی کو ادا کردیے، اور اُسی وقت تکمیلِ داخلخارج دادی اماں کے نام سے ہوگئی، اتنی جلدی یہ کام ہوا کہ حیرت ہوتی ہے۔ عصر سے ذرا قبل انتقال ہوا، اور مغرب کی نماز تک سارے کام بخیر و خوبی انجام پاگئے، یہ حضرت کی کرامت سمجھنی چاہیے کہ یہ کام اس قدر جلد ہوگیا،

ورنہ عام طور پر اس کا اتنی جلدی انجام پذیر ہونا محال تھا

حضرت کے دفن ہونے سے پہلے اِس قطعۂ زمین میں کوئی قبر نہ تھی، جب قبر تیار ہوگئی تو بعد نمازِ مغرب جنازہ اُٹھا، خلقت کے ہجوم کا یہ حال تھا کہ شانہ سے شانہ چھِلتا تھا، اور مکان سے لے کر بازار تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے، ایک معزز رئیس پیرانہ سالی کے باعث بھیڑ میں گر پڑے، اور لوگوں نے بمشکل اُنہیں اُٹھایا، مگر وارفتگی کی یہ کیفیت تھی کہ اس حالت میں بھی اُنہوں نے جنازہ کا ساتھ نہ چھوڑا۔

اسی طرح ایک طاقتور نوجوان نے جنازے کا پایہ گھر سے جو پکڑا تو مزار تک برابر پکڑے رہے، اگرچہ ہجوم کی ریل پیل میں اُن کے کپڑے بالکل پھٹ گئے تھے۔

اسی طرح ایک دوسرے نوجوان نے دوسرا پایہ نہ چھوڑا، اور ہجوم کی کثرت سے قمیص کے ٹکڑے اُڑ گئے، صرف اُس ہاتھ کی آستین باقی رہی جس میں پایہ تھامے ہوئے تھے۔

اِس موقع پر مخلوق کی بیتابی کا اندازہ شمس العلماء مولانا حالی کے اِس ارشاد سے ہوتا ہے "ہزاروں مرد و عورت جو ضبطِ گریہ نہ کر سکے دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے"۔ مولانا ممدوح لکھتے ہیں "اگرچہ تجہیز و تکفین میں بہت زیادہ جلدی کی گئی، اور دیہات وغیرہ کے لوگوں کو

اتنی جلدی کیا پتہ ہو سکتا تھا، مگر پھر بھی کم از کم پانچ ہزار آدمی تھا" لیکن راقم نے عم محترم مولانا قاری عبدالسلام صاحب اور دیگر متعدد ثقات سے یہ بات سنی ہے کہ ہجوم میں لوگوں کے پاؤں سے جوتے نکل گئے تھے، وہ اُس وقت نہ مل سکے، علی الصباح یہ انتظام کیا گیا کہ جوتے اٹھوا ئے جائیں تو یہ ایک بڑی گٹھڑی ہو گئی تھی۔ شہر میں منادی کرائی گئی کہ جن صاحب کا جوتا نکل گیا ہو وہ شناخت کر کے لے جائیں۔

اس معتبر روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہجوم بہت ہی زائد تھا۔

پانی پت میں اس سے پہلے کسی میت کے ساتھ اتنا ہجوم نہیں دیکھا گیا تھا، جنازے کے ہمراہ علماء و صلحاء اور نامور رؤسا کی بھی نہایت معقول تعداد تھی، اور سب نہایت بیقرار نظر آتے تھے۔

حضرت کی میّت گھر کی چارپائی پر لیجائی گئی تھی، اور گھر ہی کی چادر اُس پر پڑی تھی۔

آخر عشاء کی نماز سے ذرا قبل یہ گنجینۂ علم و فضل ہمیشہ کے لیے سپردِ خاک کر دیا گیا۔ قدس اللہ سرہ +

باب ہشتم

وفات پر عالمگیر ماتم

صاحب سوانح کی وفات حسرت آیات پر جو عالمگیر رنج و ملال محسوس کیا گیا، اُس کا ایک حصہ مَیں گذشتہ اوراق میں لکھ آیا ہوں، اِس باب میں یہ بیان کیا جائیگا کہ تمام ہندوستان نے حضرت کی رحلت پر کس قدر غم کا احساس کیا، مولانا محمد ابراہیم صاحب کرنالی اپنے مسودہ سوانح میں اِس کے متعلق حسب ذیل عبارت ارقام فرماتے ہیں :-

"حضرت قدس اللہ سرہ کی رحلت فرمائی کا حال ہندوستان کے اکثر نامی گرامی اخباروں میں بہت شرح و بسط کے ساتھ درج ہو چکا ہے اور جو صدمۂ جانکاہ اِس قیامت خیز سانحہ سے ہمارے ملک کے مسلمانوں پر واقع ہوا وہ تشریح کی طاقت اور بیان کے امکان سے باہر ہے۔"

شمس العلماء مولانا الطاف حسینؒ حالی نے حضرت کے اخلاق کی نسبت جو مضمون ایک اخبار میں لکھا تھا، وہ اِس سانحۂ ہوشربا کا پورا پورا آئینہ ہے، چنانچہ مولانا فرماتے ہیں :-

"نہایت افسوس ہے کہ پانی پت ایک ایسے بزرگ سے خالی ہوگیا، جو نہ صرف پانی پت کے لیے بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے باعثِ فخر تھا، اور جس کا مثل آیندہ زمانہ میں پیدا ہونا محالاتِ عادیہ میں سے معلوم ہوتا ہے

فَمَا کَانَ قَیْسٌ هُلْکُهٗ هُلْکُ وَاحِدٍ
وَلٰکِنَّهٗ بُنْیَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

یعنی قیس کا مرنا ایک آدمی کا مرنا نہ سمجھو، بلکہ وہ قوم کی بنیاد تھی جو گر گئی۔"

حضرت کی وفات پر مولوی احمد جان صاحب شاگرد مولانا ویران دہلوی نے اخبار وکیلِ ہند نمبر ۱۵۸ مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۸۹۶ء میں حسبِ ذیل فصیح و بلیغ مرثیہ شائع کرایا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی وفات کا کہرام سارے ہندوستان میں مچا ہوا تھا ؎

صدرِ ملت شیخِ اسلام آں امام المسلمیں — بدرِ کامل شرع را ہم چرخ دیں را آفتاب
کاشفِ سرِّ حدیث و معنیِ آثار و فقہ — فرد در تفسیرِ قرآں، حافظِ امّ الکتاب
شیخ مولانا محمد عبد رحمٰں قطبِ حق — اکمل اندر علمِ قرأت آں فضیلت اکتساب
مظہرِ زہد و تقاہم مصدرِ جود و سخا — مجمعِ اہلِ فضائل مرجعِ ہر شیخ و شاب
مقتدائے اہلِ سنت محبتِ احناف دہر — در طریقت دارد او با غوثِ اعظم انتساب
طالبِ دیں از کلامِ پاکِ او در انبساط — دشمنِ دیں زاحتسابش دائماً در اضطراب
یک سخن بس بہرِ حلِّ مشکلاتِ اہلِ علم — اہلِ عرفاں ہم زفیضِ یک نگاہش فیضیاب

اہلِ دل در مجلس تذکیرِ آں بحر العلوم — تشنہ لب ہمچوں صدف در بحرِ وی بارد سحاب

سید الحجاج بیت اللہ آں عالی مقام — اشرف الزوار درگاہ رسولِ مستطاب

در قضایا بود حکم ناطقش محکم دلیل — در فتاوی ہست قول فیصلش فصل الخطاب

افتخارِ آل انصار رسول محترم — زینت شب زندہ داراں لیل دیجوں ماہتاب

گرچہ پانی پت شرف دارد ز ذاتِ اقدسش — در جہاں کوس شرف زد فضلِ آں عالیجناب

بندۂ احمد چہ گوید وصفِ آں قدسی صفات — ذرۂ کے میتواند کرد وصفِ آفتاب

یادگارِ حضرت اسحٰق باقی ماندہ بود — آہ ایں گردونِ گرداں کرد آنرا انتخاب

بود آں روز دوشنبہ پنجم ثانی ربیع — رفت در دار السلام او چوں ازیں دیرِ خراب

شیخ ابرارِ زمانہ بود بیشک زاں سبب — شیخ ابرار آمدہ سالِ وصالِ آنجناب
۱۳۱۴

ہست چوں مسنون دعا زاں میکنم ہر چند ہست — رحمتِ حق خود نثارِ قبرِ آں غفراں مآب

مطلع انوار رحمت باد یا رب مرقدش
روحِ پاکش ہم ز طیب مغفرت کن مستطاب

شاعرِ محترم نے جن جذباتِ عقیدت کا اظہار اس مرثیہ میں کیا ہے، کیا انکی تصدیق گذشتہ ابواب کے مطالعہ سے نہیں ہوتی؟ ان اشعار میں درحقیقت حضرت کے کمالاتِ ظاہری و باطنی کا نہایت صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے۔

جزاہ اللہ تعالیٰ عنا و عن سائر المسلمین۔

حضرت کی سوانح حیات کے متعلق مولانا محمد ابراہیم صاحب کی یادداشتوں

میں اگر کوئی چیز مجھے مل سکی تو وہ یہی مدحیہ اشعار ہیں، سوانح کا حصہ بہت ہی کم تھا، اس ذخیرہ میں سے ازراہِ اختصار میں صرف چند شعر نقل کرتا ہوں:-

ایک بزرگ المتخلص بہ جودت نے اس موقع پر حسب ذیل مرثیہ لکھا۔

حیف رفت آں مولوی، قاری، محدث بے نظیر
باز کے گردد چنیں عالم دریں عالم عیاں

فخر اسحاق محدث ، نازشِ عبدالعزیز
مثل او چشم فلک بیند نہ ہرگز درجہاں

واقف از رسم طریقت ہم شریعت را پناہ
بو حنیفۂ وقت بودہ بیشک ولاریب آں

بود ذاتش جوہر فرد از کمالات و علوم
اے فلک رخشندہ گوہر در زمیں کردی نہاں

کرد رضواں انتظارش باب جنت باز بود
رفت در فردوس رضوانش نمودہ میزباں

آفتاب علم دیں تابندہ در عالم چو بود
رفتنش کردہ بعالم شور و غل آہ و فغاں

در فن تجوید ذاتش بود بے مثل و مثال
ہمرہش گو قرأت سبعہ شد از ہندوستاں

رسید وقت به پروین

چه رعشه عام نموده غش

بفکر سال شدم گفت

محمد کبیر الدین رازی
ایم پی اے
042-37300501

چہ دانی گفتن تاریخ خسروان علوم　　شگرف پیشہ شود بے سترگ کار تلف

کہ شاہِ علم حق آں پاک عبدرحمٰن بود　　نشان شاہ بہ بندد بآفتاب طرف

گرفتہ ایم سر شرق و غرب ہم کم بود

کہ داد دیں دل خود دل نہاد سر بر کف

جناب مولانا واثق پانی پتی نے صاحب سوانح کی تاریخ وفات چار حرف سے نکالی ہے ، شرق کا سر شین اور غرب کا سر غین لیا ، پھر دین کا دل یائے تحتانی ، اور دل کا سر دالِ مہملہ ، اِس مجموعے سے ۱۳۱۴ھ کے اعداد نکل آئے ۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ اِس تخرجہ سے اُن کی ٹھوس علمی قابلیت کا پتہ چلتا ہے

مولانا ممدوح کے شاگردِ رشید مولوی حاجی حکیم عطار کریم صاحب عثمانی پانی پتی نے بھی حضرت کی وفات پر ایک دردانگیز مرثیہ لکھا تھا جسے ذیل میں نقل کرتا ہوں ؎

دیروز بزم عالم چوں مجلس یتیماں

نالاں زبس تحسر گریاں بصد بکا بود

برلب ہزار نالہ ، ہر نالہ صد مصائب

ہر دل ہزار درد و ہر درد صد بلا بود

ہرکس بفرطِ ماتم از ہجر داستانے

زیبد اگر بنالد تا عمر چشم دوران

رفت آنکہ نور پاکش ایں چشم را ضیا بود

تاریخ روز پنجم ماہ ربیع ثانی

روز وصال روز میلاد مصطفیٰ بود

در فکر سال گشتم آمد ندا بگوشم

شاید سروش غیبی آں صاحب ندا بود

گفتا زپردہ ایماں گویم سنین رحلت

آں مقبل خدا شد گو خاصۂ خدا بود

خاصۂ خدا بود میں جب الف ایماں کا تعمیہ کیا جائے تو ۱۳۱۴ھ تاریخ نکل آتی ہے۔

شمس العلماء مولانا الطاف حسینؒ صاحب حالی کے صاحبزادہ اکبر حافظ خواجہ اخلاق حسینؒ صاحب نے جن کو صاحب سوانح سے نسبت تلمذ و ارادت حاصل تھی قرآن مجید کی آیت لَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ سے تاریخ وفات نکالی ہے یہ حضرت کے علو مرتبت کی طرف غیبی اشارہ سمجھنا چاہیئے۔

ان کے علاوہ اور بھی بکثرت اصحاب نے حضرت کی وفات پر اردو اور فارسی میں مرثیے اور اشعار لکھے ہیں، مگر قلت گنجائش کی وجہ سے مجبوراً ہمیں اُن کو نظر انداز کرنا پڑا۔

شجرہ سلسلۂ بیعت صاحبِ سوانح

حضرت کے سلسلۂ بیعت کے شجرے مختلف اصحاب نے منظوم کیے ہیں لیکن اختصار اور جامعیت کے لحاظ سے مندرجۂ ذیل شجرہ میرے خیال میں بہترین ہے، اسے قاضی عبداللہ صاحب المتخلص بہ حافظ نے مرتب کیا ہے، یہ صاحب اندور رزیڈنسی میں تیس ۳۰ سال تک قاضی رہے اور ۱۹۱۳ء میں انتقال کیا، انہوں نے جملہ پیران سلسلہ عالیہ قادریہ سے توسل برکت کے لیے یہ شجرہ نظم فرمایا تھا، میں جناب محمد کفایت اللہ خانصاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ ریاست گوالیار کا ممنون ہوں کہ میری خواہش پر یہ ضروری چیز ممدوح نے ارسال فرمائی۔ جزاک اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرا ؎

یاالٰہی! از برائے آں حنیف	مومن و مسعود و محمود و شریف
حافظ و قاری، محدث، متقی	عبدرحمٰن شہر پانی پتی
شاہِ اسحاق محدث باتمیز	فاضل و کامل شہ عبدالعزیز
شہ ولی اللہ با خلقِ عظیم	شیخ و عابد حضرت عبدالرحیم
تاج فرقِ اتقیا، عبداللہ	آدمِ بنوری احمد بادشاہ
حضرت عبدالاحد فرخندہ حال	باکمالؒ و بافضیلؒ باکمال
حضرت سید گدا رحمٰن فقیر	عارف باللہ شمس الدین امیر

بوالحسن سید گدا رحمٰن جمیل | شیخ شمس الدین صحرائی جلیل
سید و سالار و دانشور عقیل | آں بہاؤ الدین حقیقت را دلیل
سید عبدالوہاب تاجِ دیں | شاہ شرف الدین راس المتقیں
سید و سالار و مخدوم الانام | عبد رزاق شہ والا مقام
سید الاقطاب فخر الاولیا | شیخ عبد القادر پیرِ ہدیٰ
بوسعید پاک جان و پاک تن | عارف و کامل قریشی بوالحسن
بوالفرح طرطوسی فرخندہ نام | شیخ عبد الواحد عالی مقام
پیشوائے اولیا ر عبد العزیز | حضرت بوبکر شبلی با تمیز
حضرتِ اقدس جنید باصفا | سری سقطی امامِ اولیا
حضرت معروف کرخی ذوالعطا | پیشوائے عارفاں حضرت رضا
موسیٰ کاظم امامِ نامدار | جعفرِ صادق محبِ کردگار
حضرت باقر امام العارفیں | زبدۂ سادات زین العابدیں
سید والا امام المشرقین | نور چشم مرتضیٰ حضرت حسین
از برائے حضرت اعلیٰ علی | رازِ مخفی بر دلم گرداں جلی
از طفیل حضرت خیر الوریٰ | رحم کن بر حال ایں مسکیں گدا
از طفیل جملہ پیراں طریق | کن بہ بحر رحم حافظ را غریق

خاتمہ

یہ مختصر حضرت کی سوانح حیات کا بیان بہت ہی مختصر خاکہ ہے جو آپ نے عطا فرمایا
حضرت کے والد بہت بڑے زمیندار عالی قدر نواب الدین تھے جن کا رعب و دبدبہ
اس قدر تھا کہ لوگ انہیں یاد رکھتے ہوں، آپ زمانۂ حاضرہ کے متعلقہ معروف
خطیبوں کی مانند بھی نہیں تھے جن کی دھواں دھار تقریروں کی تمام ملک میں
دھوم ہوتی، آپ آج کل کے عام پیروں، سجادہ نشینوں اور خود فریبوں کی طرح نمائش
شان و شوکت کے ساتھ بھی نہ رہتے تھے کہ لوگ خواہ مخواہ رعب میں آ کر آپ کو
اپنا ہیرو ولی سمجھیں، مریدوں اور معتقدوں کی فوج بھی آپ کے آگے پیچھے نہ ہوتی
تھی، بہت سے صاحبوں کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا کر انہیں دنیا میں مشہور
کیا کرتے ہیں، جب مجالس میں آپ کی ہر بات پر "واہ واہ، سبحان اللہ" کے نعرے لگانے
والے بیٹھے ہوئے بھی موجود نہ ہوتے تھے، جسے سنتے سنتے آدمی کا دماغ فرعون کا
تخت گاہ بن جاتا ہے، بلکہ ایسی صورت میں آپ سلسلۂ گفتگو بند فرما دیتے تھے
اور ناراض ہو کر تادیب فرماتے تھے، آپ کو تصنیف و تالیف سے بھی کچھ دلچسپی نہ تھی
جس کی وجہ سے انسان عام طور پر مشہور ہوتا ہے، بکثرت شاگرد بنانے اور مخلوق کو
مرید کر لینے کا بھی آپ کو شوق نہ تھا، جس کی وجہ سے انسان کا نام دور دور تک
پہنچتا اور دیر تک قائم رہتا ہے، آپ کو لیڈری کی ہوس بھی نہ تھی، کیونکہ اس

غرض کا مریض بھی اپنی حیثیت اور استعداد کے مطابق کچھ نہ کچھ مستفید ہو ہی جاتا
تھا۔ مولانا اعلیٰ مضمون نگار اور مصنف ادیب یا خطیب پروفیسر بھی نہیں تھے جو
آجکل مشہور ہونے کا ایک سہل ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ [illegible]
[illegible] یہ قدرتی سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر آخر وہ کیا بات تھی جس نے حضرت
مولانا کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دور دراز کے اسلامی ممالک میں بھی مشہور
کر دیا تھا۔ اور دور دراز علاقوں سے طالبانِ رشد و ہدایت آپ کی طرف
کھنچے چلے آتے تھے۔ ملک کے مقتدر علماء بھی آپ سے فیض حاصل کرنے کو
اپنی خوش نصیبی سمجھتے تھے۔ اور جو بات آپ کی معمولی گفتگو اور سادہ وعظ
میں لوگ پاتے تھے وہ ملک کے نامور واعظین اور بڑے بڑے صوفیوں میں بھی
انہیں نظر نہیں آتی تھی۔ اور خصوصاً آپ کی مجالس اور صحبت میں لوگوں پر
بڑے بڑے مشہور علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی مجلسیں بھی اس اثر سے خالی
ہوتی تھیں [illegible]
جہاں تک خیال جاتا ہے اس امر کا باعث آپ کا علمِ لدنی، وسیع مذہبی
معلومات، دنیا اور دنیا داروں سے نفرت، آپ کا تقویٰ و تقدس، اور
حسنِ اخلاق تھا۔ آپ کو بارگاہِ احدیت سے ذہانت و فطانت کا اس قدر
حصہ بطور خاص ودیعت ہوا تھا کہ آپ کے اساتذہ بھی آپ کو دیکھ دیکھ کر
حیران ہوتے تھے۔ بعض معارف و نکات کو آپ قرآن و حدیث سے

بہ آسانی اخذ کر لیتے تھے، وہاں تک سالہا سال فقہ و حدیث کا درس دینے والے ہزار غور و فکر کے بعد بھی نہیں پہنچ سکتے تھے، مشکل مسائل کو سمجھانے اور دینی مشکلات کو حل کرنے کی جیسی حیرت انگیز قابلیت آپ کو خداوندکریم نے عطا فرمائی تھی دوسرے لوگ اُس سے محروم تھے، اس دَورِ انحطاط میں علم تجوید اور فنِ قرأت کی صحیح تعلیم دینے والا، اور پورے جوش اور خلوص کے ساتھ اُس کی خدمت کرنے والا ہندوستان بھر میں کوئی عالم نہ تھا، آپنے اِس فن کو جو لوگوں کے دِلوں اور حفاظ کے سینوں سے محو ہونا شروع ہو گیا تھا دوبارہ زندہ کیا، اور اِس خوبی اور عمدگی کے ساتھ اُس کی اشاعت کی کہ پانی پت فنِ تجوید کا مرکز بن گیا، اِس خصوصیت میں پانی پت کی عالمگیر شہرت آپ ہی کی اَن تھک کوششوں کا نتیجہ تھی، اور اس وقت تک اُس کی یہ شہرت پُورے طور پر قائم ہے، بلکہ ہندوستان سے نکل کر مصر و عرب اور شام و قسطنطنیہ تک پہنچ چکی ہے، حضرت ہی کی تعلیم کا اثر ہے کہ آج جس قدر حفاظ اور قاری پانی پت کے مختصر قصبے میں پائے جاتے ہیں، اُتنے ہندوستان کے کسی بڑے سے بڑے شہر میں بھی نہیں ملیں گے، یہ صرف حضرت ہی کا طفیل ہے کہ جس خوبی، عمدگی اور ترتیل کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم پانی پت میں ہوتی ہے، ایسی کسی حصۂ ملک میں نہیں ہوتی، بلاشبہ حضرتِ ممدوح نے جو خاص اور عظیم الشان خدمت

اس فن شریف کی انجام دی وہ قیامت تک آپ کا نام زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے، پس نہایت ضروری تھا کہ فن تجوید کے اس مجددِ اعظم کی سوانح حیات قلمبند کی جائے، تاکہ دنیا قرآن پاک کے اس مخلص خادم کے حالاتِ زندگی سے باخبر ہو، اور اُس کے بینظیر اخلاق وعادات سے رشد وہدایت حاصل کرے۔ خدا کرے کہ یہ اوراق بہتوں کے لیے فائدہ کا باعث اور سینکڑوں کے لیے نصیحت کا موجب ہوں۔ ایک شخص نے بھی حضرت کے اخلاق وعادات کو پڑھ کر اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کر لی تو میں سمجھونگا کہ میری محنت ٹھکانے لگی، خدا تعالیٰ ہم سب کو حضرت کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق، اور صحیح اسلامی اخلاق اختیار کرنے کی ہمت عطا فرمائے، ہم سے دین کی خدمت لے۔ ہم میں سے حضرت کی مانند ریا، غرور، عُجب اور تکبر کو نکالدے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ہماری رگ رگ میں سما جائے، رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُسوۂ حسنہ کی تقلید ہماری زندگی کا نصب العین بن جائے، ہمارے معاملات، ہماری بول چال، ہماری رہائش، ہماری معاشرت، غرض ہمارا مرنا اور ہمارا جینا اور ہماری ہر حرکت وسکون خدا و رسولؐ کی مرضی وخوشنودی کے مطابق ہو، ہمارا ہر ذرہ ہمارے پیارے آقا و مولیٰ سردارِ دوجہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں سرشار ہو، ہماری زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی حمد اور حضور رسول مقبول

علیہ الصلوٰۃ والسلام پورے طور پر دیکھنے میں میسر ہوں، ہم میں سے ہر شخص اپنی
زندگی کا مقصد و مدعا حضرت مولانا کی طرح اعلائے کلمۃ الحق اور تبلیغ دین
بنائے، ہماری تمام خواہشوں کا منتہا صرف یہ ہو کہ خدائے بزرگ و برتر کا
نام بلند ہو، ہماری تمام امنگوں کی انتہا یہ ہو کہ آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت کرے، ہم دن رات یہ دعا مانگتے رہیں
کہ اے خدا! اپنے حبیب پاک کے طفیل ہمیں گناہوں سے نفرت اور نیکی
کی رغبت دے، ہم گناہ و عصیان کو بیزار ہو کر چھوڑ دیں، اور تقویٰ و طہارت
کو دل کی خوشی کے ساتھ قبول کریں، مختصر یہ کہ خدا ہمارا ہو اور ہم خدا کے ہوں کیونکہ

ع خدا پاک زندگی ہے جو دوستی میں کٹ گئی

یہی اس کتاب کے لکھنے کا مقصد ہے، اور اسی غرض کے حصول کے لیے
درگاہ رب العزت میں عاجزی کے ساتھ دعا مانگتے ہوئے ہم اس کتاب
کو ختم کرتے ہیں۔ آمین ثم آمین!!

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ — احقر العباد
۱۳ فروری ۱۹۳۸ء — محمد عبد الحلیم انصاری عفی اللہ عنہ

ذخیرہ محمد عبد المجید

ہر جاں بلب ز ہجراں چوں پیکرِ عزا بود

صبر از دلم بروں شد در حیرت تماشا
گفتا کسیکہ بشنو از من چہ ماجرا بود

کردند از جہانے یغما خزینۃ العلم
بردند زاں خزینہ نقدے کہ مقتدا بود

اِسمش سمی جامی ناصح چو شیخ شیراز
واعظ چو شاہ جیلاں، عالم چو اذکیا بود

گر صولتش نبودے در خاکساریِ فقر
گفتی کہ پادشاہے در کسوت گدا بود

سجادۂ شریعت قسّامِ فیضِ باطن
کشاف سرِ وحدت خضرِ رہ ہدا بود

شیرازۂ فضائل مقیاس حق و باطل
سرمایۂ مقاصد سرچشمۂ صفا بود

در پیش گاہِ صورت پشت و پناہِ معنی
با دستگاہ معنی ہمعصر اولیا بود

با طالبانِ عقبیٰ اکرام حق تعالیٰ
با ساکنانِ دنیا افضالِ کبریا بود

محمد کبیر الدین رازی
ایم اے
042-37300501